وقت کی دراڑ

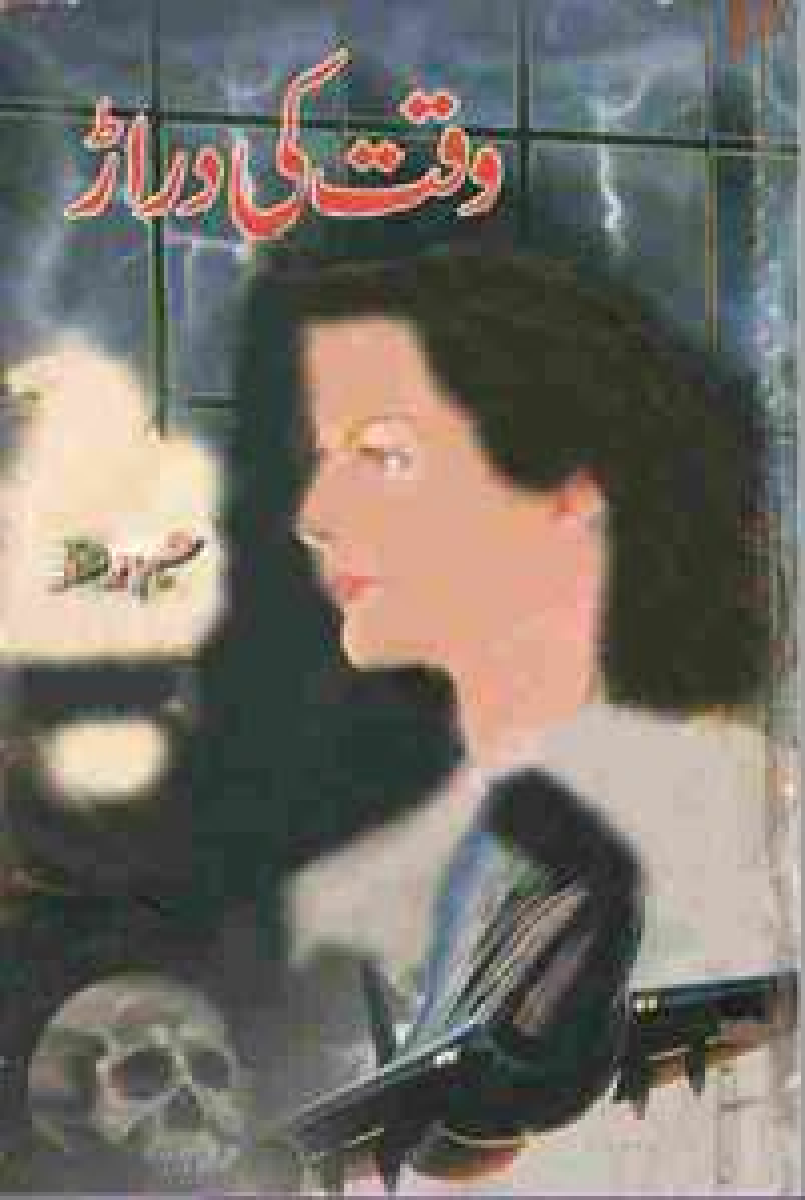

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عرض مصنف

کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں سائنس کی ترقی اپنی انتہا کو چھو رہی ہے اور بادی النظر میں یہ دعویٰ کچھ ایسا غلط بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آج کا انسان واقعی علمی ترقی کے اس درجہ پر پہنچ چکا ہے جس کا آج سے سو سال پہلے کے انسان نے تصور بھی نہ کیا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ زندگی تنگ و تاریک غاروں میں رینگتی تھی۔ پیٹ کی آگ بجھانے کو خود رو سبزیوں، پھلوں اور کچے گوشت کے سوا کچھ میسر نہ تھا۔ تن ڈھانپنے کا تو خیر ذکر ہی کیا، بہت ہوا تو کسی مردہ جانور کی کٹی پھٹی کھال آڑھے سیدھے انداز میں زیب تن کر لی اور سرد ہواؤں اور سورج کی تمازت سے بچنے کا اہتمام کیا۔ زندگی ہمہ وقت قدرتی عوامل کے رحم و کرم پر رہتی تھی۔ اُس دور کے انسان اور جنگل کے جانور میں صرف اتنا فرق تھا کہ یہ دو پاؤں پر چلتا تھا اور غوں غاں کرنے کے ہنر سے واقف تھا۔

پھر انسان کی عقل کے جوہر کھلنا شروع ہوئے۔ اور ایسے کھلے کہ فرشتے بھی انگشت بدنداں رہ گئے ہوں گے کہ جس خاکی پتلے کو انہوں نے اللہ کا حکم پورا کرنے کے لیے سجدہ کیا تھا وہ تو بڑے کمال کی چیز نکلا۔ آج کا انسان ہواؤں میں اڑتا ہے، آسمان میں تھگلی لگاتا ہے اور سمندر کی تہ سے گوہر آبدار برآمد کرتا ہے۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہے، آسمان پر چمکتے ستاروں پر قدم رکھنے کے جتن کرتا ہے اور زمین کے بعد آسمان کو بھی مسخر کرنے کے خواب دیکھتا ہے۔

واقعی سائنس کی ترقی انتہا پر ہے۔

لیکن اس تمام تر بادیہ پیمائی اور آبلہ پائی کے باوجود، علم کی راہ پر اتنا طویل سفر طے کرنے کے باوجود آج بھی قدرت کے ان گنت اسرار اُس کی دسترس سے ماوراہیں۔ آج بھی بہت سے بھید ایسے ہیں جن کے متعلق انسان کا علم روزِ اول کی مانند صفر ہے۔

وقت بھی ایسا ہی ایک بھید ہے۔ ہمیشہ سے پوشیدہ، سربستہ! پراسراریت کے تہہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

درتہہ دھندلکوں میں چھپا ہوا۔ انسان نے گھڑی بنا کر وقت کو اس کی سوئیوں میں قید ضرور کر لیا لیکن گھڑی کی ہر ٹک کے ساتھ وقت کا جو ایک لمحہ اُس کے ہاتھ سے پھسل جاتا ہے، اُسے واپس لانے میں کامیاب نہ ہو سکا.....اور شاید کبھی نہ ہو سکے۔

لیکن سوچنے کی بات ہے کہ اگر کبھی ایسا ہوا، اگر انسان وقت کے پہیئے کو واپس گھما سکا، اگر گزرے ہوئے محض چند لمحوں کو واپس لا سکا تو پھر کیا ہوگا؟ اِس خلاف فطرت عمل کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ قدرت کے قانون سے چھیڑ چھاڑ کرنے پر قدرت کی طرف سے کیا ردِعمل سامنے آئے گا؟

''وقت کی دراڑ'' اِسی ردِعمل کی داستان ہے۔

یہ ان چند بدنصیبوں کی داستان ہے جن کے لیے گزرا ہوا وقت واپس آ گیا تھا اور اس مختصر سے فاصلے کو طے کر کے وہ ایک ایسی دنیا میں جا گرے تھے، جہاں ان کی زندگی کا رنگ یکسر بدل گیا تھا۔ جہاں نہ دن تھا اور نہ رات، جہاں آواز میں کھنک نہیں تھی، دھوپ میں حدت نہیں تھی، روشنی میں چمک نہیں تھی کھانے میں ذائقہ نہیں تھا برف میں برودت نہیں تھی اور آگ میں تمازت نہیں تھی۔ جہاں ہر چیز کی شناخت صفر ہو گئی تھی..... جہاں چہار سو دم بدم نزدیک آتی ہوئی موت کے قدموں کی چاپ تھی.....ایسی موت جس کا گمان بھی کسی زندہ انسان کے تصور سے نہ گزرا ہوگا۔

یہ وہ داستان ہے جو آپ کے تخیل کے لیے امکانات کے کئی نئے دور کھول دے گی۔ آپ کو فطرت کے رازوں پر غور کرنے کی تحریک دے گی۔ یہ وہ قصہ نہیں جسے آپ ایک دفعہ پڑھ کر بھول جائیں۔ یہ آپ کو رہ رہ کر سوچنے پر مجبور کرے گا۔ ممکن ہے اِسے پڑھنے کے بعد آپ کی سوچ کا انداز ہمشہ کے لیے بدل جائے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب آپ کی توقعات پر پوری اترے گی۔

عظیم احمد شعلہ
کمرہ نمبر 10 دوسری منزل
راجپوت مارکیٹ اردو بازار لاہور

امریکن پرائڈ کی فلائٹ نمبر 7 گیٹ 22 پر رک گئی۔ کیپٹن احتشام سرور نے سیٹ بیلٹ باندھنے کی ہدایات دینے والی بتیاں بجھاتے ہوئے ایک گہری سانس لی اور اپنی سیٹ بیلٹ کھولنے لگا۔

زندگی میں اس سے پہلے' اس نے کبھی کسی فلائٹ کو لینڈ کروانے کے بعد ایسا سکون و اطمینان محسوس نہیں کیا تھا اور اس سے پہلے کبھی اسے اتنی تھکن بھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور اب اس کا پکا ارادہ تھا کہ پائلٹس لاؤنج یا کسی اور جگہ رکنے کے بجائے یہاں سے سیدھا گھر جائے اور گھر پہنچتے ہی کپڑے بدل کر سیدھا بستر پر۔

یہ فلائٹ وہ ٹوکیو سے لاس اینجلس لایا تھا اور اس کا آغاز ہی جھٹکوں سے ہوا تھا۔ سب سے پہلے تو خراب موسم کی وجہ سے فلائٹ مقررہ وقت پر پرواز نہ کر سکی' اس کے بعد جواب آں غزل کے طور پر سفر کے آخری اوقات میں جہاز کے اندرونی دباؤ میں کمی واقع ہونے کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ چھوٹی سی اڑچن سے مسئلہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا کہ احتشام کو نظر آنے لگا کہ ہوا کا دباؤ اس کے جہاز کو اندر سے پھاڑ دے گا۔ خدا کا بڑا

Pakistanipoint.com
Waqar Azeem

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرم ہوا کہ بات ٹل گئی۔ ایسے مسائل جس پراسرار طریقے سے شروع ہوتے ہیں' اتنے ہی پراسرار انداز میں ختم ہو جاتے ہیں۔ جہاز سے اترتے ہوئے مسافروں میں سے کسی ایک کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ دوران سفر وہ موت کے کتنا قریب پہنچ گئے تھے۔ احتشام کو اندازہ تھا۔ اس وقت وہ بڑے شدید ذہنی تناؤ سے گزرا تھا اور اب اس ذہنی تناؤ کے ضمنی اثرات سردرد کی شکل میں ظاہر ہو رہے تھے۔

"اس جہاز کو یہاں سے فوراً ورکشاپ بھجوا دو۔" احتشام نے اپنے کوپائلٹ کو ہدایت دی۔ "انہیں پہلے سے اندازہ تھا کہ اس جہاز میں کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے' ہے نا؟"

کوپائلٹ نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ "ہاں انہیں اندازہ تھا' لیکن وہ اس کا اعتراف نہیں کریں گے۔"

"اعتراف کریں نہ کریں' مجھے اس کی پروا نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "آج رات ہم موت کے دروازے پر دستک دے کر واپس آئے ہیں۔ میں اس جہاز کو پورے ورک آؤٹ سے پہلے اڑنے نہیں دوں گا۔"

کوپائلٹ نے اس سے اتفاق کیا۔

احتشام نے تھکے تھکے انداز میں اپنی گردن کا عقبی حصہ رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کا سر خراب دانت کی طرح دکھ رہا تھا۔ "شاید اب میری عمر اس کام کے لئے مناسب نہیں رہی۔" اس نے کہا۔

لیکن ایسی باتیں اکثر لوگ اپنے کام کے متعلق اس وقت کرتے ہیں جب انہیں کسی خصوصی طور پر تھکا دینے والے مرحلے سے گزرنا پڑے۔ احتشام اچھی طرح جانتا تھا کہ ابھی اس کے پروفیشنل کیریئر کا بہت سا حصہ باقی پڑا ہے۔ اس کی عمر صرف 34 سال تھی اور کمرشل ہوابازوں میں یہ عمر کیریئر کا نقطہ عروج ہوتی ہے۔

کاک پٹ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ نیوی گیٹر نے اپنی ریوالونگ چیئر گھمائی اور دروازہ کھول دیا۔ اسے کھڑا ہونے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کی سیٹ دروازے کے بالکل ساتھ تھی۔ دروازہ کھلنے پر ایک لحیم شحیم شخص کی شکل نظر

آئی۔ وہ ائرلائن کا مخصوص بلیزر پہنے ہوئے تھا۔ احتشام اس سے سرسری طور پر واقف تھا۔ یہ ائرلائن کا ڈپٹی چیف آف آپریشنز جان ڈیگن تھا۔

"کیپٹن سرور؟" اس نے استفسار کیا۔

"ہاں۔" احتشام نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے تصدیق کی۔ جان ڈیگن کے چہرے پر کوئی ایسا تاثر تھا کہ اس کے ذہن کے کسی موہوم گوشے میں خطرے کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔ سب سے پہلا خیال اس کے ذہن میں یہ آیا کہ ائرلائن کے ارباب اختیار جہاز کی پریشر پرابلم کی ذمہ داری اس پر ڈالنا چاہتے ہیں لیکن اتنا اندازہ اسے بھی تھا کہ ایسا ممکن نہیں۔ یہ خیال منطق کے بجائے تھکے ہوئے ذہن کی پیداوار تھا۔

"مجھے افسوس ہے میرے پاس آپ کے لئے کوئی اچھی خبر نہیں۔"

"پریشرلیک سے متعلق کوئی بات ہے؟" احتشام نے تیکھے انداز میں پوچھا۔

ڈیگن نے نفی میں سرہلایا۔ "خبر کا تعلق آپ کی بیوی سے ہے۔"

ایک لمحے کے لئے احتشام اس کی بات سمجھ نہ سکا۔ تھوڑی دیر وہ اسے گھورتا رہا پھر اچانک اسے یاد آگیا۔ ڈیگن یقیناً اس کی سابقہ بیوی این کی بات کر رہا تھا۔

"این میری بیوی ہوا کرتی تھی۔" اس نے کہا۔ "ہم دونوں میں ڈیڑھ سال پہلے طلاق ہو چکی ہے۔ کیا ہوا اسے؟"

"آپ کی سابقہ بیوی کے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا ہے۔" ڈیگن نے کہا۔ "بہتر ہو گا آپ آفس میں آجائیں۔"

احتشام نے متجسس نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کی فلائٹ کے آخری تین گھنٹے بڑے کٹھن اور دشوار گزرے تھے۔ ابھی تک اس کا ذہن نارمل نہیں ہوا تھا اور ڈیگن کی باتیں اسے غیر حقیقی سی محسوس ہو رہی تھیں۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں یہ کوئی بے ہودہ مذاق تو نہیں لیکن پھر اس نے خود ہی اس امکان کو رد کر دیا۔ ائرلائن کے انتظامی عہدیدار پائلٹوں سے ایسے مذاق نہیں کیا کرتے۔

"اگر آپ یہیں مجھے بتا دیں کہ مسئلہ کیا ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔" احتشام نے ڈیگن سے کہا۔ اس مرتبہ اس کا لہجہ نرم تھا۔ "این ٹھیک تو ہے نا؟"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈیگن کی نگاہیں جھک گئیں۔ اس کے انداز سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ اس کے پاس کوئی بہت بری خبر ہے۔ این کسی بہت بڑی آفت کا شکار ہو گئی ہے لیکن احتشام کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ این کے ساتھ کوئی ایسا ویسا مسئلہ پیش آ سکتا ہے۔ وہ بہت محتاط عورت تھی اور اپنی صحت کا پورا خیال رکھتی تھی۔ اس کے جاننے والے کہتے تھے کہ پورے شہر میں این جیسا محتاط ڈرائیور اور کوئی نہیں ہو گا۔

پھر نہ جانے کیوں اور کیسے احتشام کے ہونٹوں سے ایک ایسا سوال پھسلا' جس نے خود اسے بھی حیران کر دیا۔ "کیا این مر گئی؟"

جان نے بے بسی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھا۔ ایک ائر ہوسٹس دروازے کے پاس کھڑی مسافروں کو رخصت کر رہی تھی اور بار بار بے چین نگاہوں سے کاک پٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ شاید اس کے ذہن میں بھی وہی خیال رینگ رہا تھا' جو تھوڑی دیر پہلے احتشام کے ذہن میں کلبلایا تھا۔ "کیا جہاز کی پریشر پرابلم کی ذمہ داری عملے پر ڈالی جائے گی؟" انتظامی عہدیداروں کا یوں خصوصی طور پر جہاز کے اندر چلے آنا ایک غیر معمولی بات تھی۔

کاک پٹ میں خاموشی طاری تھی۔ آخر کار ڈیگن نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کیپٹن سرور۔ آپ کی سابقہ بیوی ایک بھیانک حادثے کا شکار ہو گئیں۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہیں۔ آپ میرے ساتھ آیئے۔"

☆=========☆=========☆

این' احتشام سرور کی نوجوانی کے جذباتی دور کی یادگار تھی۔ جب وہ پڑھنے کے لئے پاکستان سے تازہ تازہ امریکہ وارد ہوا تو جیسے اس کے تمام خواب ایک ایک کر کے پورے ہونے لگے۔ امریکہ مواقع کی سرزمین ہے۔ احتشام کو یہاں دل کے تمام ارمان نکالنے کے مواقع ملے۔ ہر وہ چیز جس کا وہ پاکستان میں رہتے ہوئے تصور بھی نہیں کر سکتا تھا' یہاں دستیاب ہوئی۔ اس میں اس کی محنت کے علاوہ خوش نصیبی کا بھی بہت دخل تھا۔ سب سے پہلے تو اسے جس ہوسٹل میں جگہ ملی' وہ سستا ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے ہوسٹلوں سے بہت بہتر تھا۔ پارٹ ٹائم نوکری کی تلاش میں نکلا تو ایک بہت بڑے

ڈیپارٹمنٹل سٹور میں نائٹ کلرک کی جگہ مل گئی' مناسب تنخواہ اور دیگر مراعات سمیت۔ کچھ عرصے بعد اس نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایک فلیٹ لے لیا۔ معیار زندگی میں مزید بہتری آ گئی۔ ابتدائی امتحانات اس نے امتیاز کے ساتھ پاس کیے۔ اس کی کامیابیوں نے اسے لوگوں کی نظروں میں نمایاں کر دیا۔ اساتذہ اس پر خصوصی توجہ دینے لگے۔ دیگر ساتھیوں نے بھی اسے اپنی نگاہوں کا مرکز بنا لیا۔ این بھی انہی ساتھیوں میں شامل تھی۔

امریکہ میں مستقل قیام کے لئے احتشام کو گرین کارڈ کی ضرورت تھی اور گرین کارڈ کے حصول میں این اس کے لئے کلید کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس نے این سے شادی کر لی۔ این سے شادی میں صرف کاروباری جذبات کو دخل نہ تھا۔ وہ حقیقی معنوں میں اسے پسند بھی کرتا تھا۔ اگر محبت کے نکتہ نظر سے دیکھا جاتا تو وہ شاید مزید کچھ وقت گزارنے کے بعد شادی کرتا۔ اس انتظار میں کہ شاید کوئی ایسی لڑکی نگاہ میں آ جائے جس پر وہ حقیقی معنوں میں محبت نچھاور کر سکے۔ ایسا نہ ہوا۔ امریکی شہریت حاصل کرنے کی خواہش سر پر منہ کھولے کھڑی تھی۔ ابتدائی پسندیدگی اور ضرورت نے مل کر اثر دکھایا اور این اس کی شریک حیات بن گئی۔

ایرونائیکل سائنسز میں چند کورس کرنے کے بعد اس نے کمرشل پائلٹ کے لئے ٹسٹ دیا اور کوالیفائی کر گیا۔ کچھ ہی عرصے میں اس کی غیر معمولی صلاحیتوں نے امریکہ کی سب سے بڑی ائرلائن امریکن پرائڈ کو اس کی طرف متوجہ کرا دیا اور آج وہ امریکن پرائڈ کے بہترین پائلٹوں میں سے ایک تھا۔

اس کی گھریلو زندگی اس دوران کچھ زیادہ خوشگوار نہ رہی تھی۔ جب وہ امریکہ پہنچا تھا تو نوجوانی کا زمانہ گزار چکا تھا لیکن امریکی معیارات کے اعتبار سے ابھی بھی اس کی شخصیت ناپختہ تھی۔ دوسری طرف این عمر میں اس سے نو سال چھوٹی تھی اور اس کے مقابلے میں کہیں زیادہ لاابالی اور بے پروا طبیعت کی مالک تھی۔ دونوں کے مزاجی اختلاف شادی کے بعد کھل کر سامنے آئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں نے جھگڑوں کی شکل اختیار کرنا شروع کر دی۔ آخر کار ایک روز این نے احتشام سے کہا۔ "احتشام' اس سے پہلے کہ ہمارے بے وقوفانہ جھگڑے ہمیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیں' میرا خیال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے ہمیں پرامن انداز میں الگ ہو جانا چاہئے۔"

اور ان کے راستے الگ ہو گئے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

اور اب اپارٹمنٹ بلڈنگ میں بھڑکنے والی آگ نے این کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے احتشام کی زندگی سے خارج کر دیا تھا۔ جان ڈیگن سے ملنے والی خبر کے مطابق' جس بلڈنگ میں این کا اپارٹمنٹ تھا' وہ شارٹ سرکٹ کی بناء پر آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ حادثے میں 23 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ این بھی ان میں شامل تھی۔

زیادہ تکلیف دہ امر یہ تھا کہ این کی موت آگ کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اپنی جان اپنے ہاتھوں گنوائی تھی۔ اس کا اپارٹمنٹ بلڈنگ کی 25ویں منزل پر تھا۔ آگ 24ویں منزل سے شروع ہوئی اور بڑی تیزی سے 23ویں اور 25ویں فلور پر چھا گئی۔ این اپنے اپارٹمنٹ میں پھنس کر رہ گئی۔ جان بچانے کی ایک مجنونانہ کوشش کے طور پر اس نے اپنے اپارٹمنٹ کی کھڑکی سے چھلانگ لگا دی۔ اس کا انجام وہی ہوا جو عموماً 25ویں منزل سے چھلانگ لگانے والوں کا ہوا کرتا ہے۔

اس وقت احتشام امریکن پرائڈ کی فلائٹ نمبر29 میں بیٹھا تھا۔ جہاز کو پندرہ بیس منٹ بعد ٹیک آف کرنا تھا۔ احتشام' کو بوسٹن پہنچنا تھا۔ این کی آخری رسومات میں شرکت کے لئے۔

اسے جان ڈیگن سے ہونے والی گفتگو کا خیال آیا۔ اس کا سردرد پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ "آگ!" اس نے سوچا۔ "این کو آگ نے نگل لیا۔ تمام تر حفاظتی انتظامات کے باوجود' موت آگ کی صورت میں اس تک پہنچ ہی گئی۔"

پچھلے چار پانچ ماہ میں اس نے این کے متعلق بہت کم سوچا تھا' حالانکہ طلاق کے بعد کے چھ ماہ میں اسے این کے علاوہ اور کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔ اس کا تصور ہر دم اس کے ذہن پر چھایا رہتا تھا۔ وہ کیا کر رہی ہوگی' اس نے کون سے کپڑے پہنے ہوں گے' وہ کن کن لوگوں سے ملتی ہوگی' کیا وہ بھی اسے یاد کرتی ہوگی؟ طلاق کا زخم اس کے لئے گہرا ثابت ہوا تھا لیکن آہستہ آہستہ وقت کے مرہم نے اندمال کا عمل شروع کر دیا تھا۔ ایک وقت میں اسے یوں لگتا تھا کہ وہ زندگی بھر این کے ساتھ گزرنے والے وقت کی یادوں کو

فراموش نہیں کر پائے گا اور اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے این کو کبھی اس کی زندگی میں کوئی اہمیت حاصل تھی ہی نہیں۔ طلاق کے ضمنی اثرات کے بارے میں اس نے بہت کچھ پڑھا تھا۔ ماہرین کے مطابق' اکثر مرد طلاق کے تکلیف دہ اثرات سے نجات حاصل کرنے کے لئے دوسری عورتوں سے عشق لڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک عورت کی طرف سے ٹھکرائے جانے کی تکلیف کا مداوا کرنے کے لئے' کسی دوسری عورت پر فریفتہ ہو جانا ایک قدرتی ردعمل ہوتا ہے لیکن احتشام نے کسی دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ اس میں کچھ ہاتھ اس کی مشرقی اطوار پر کی گئی تربیت کا تھا اور کچھ اس کے مضبوط اخلاقی معیارات کا۔

احتشام نے ساتھی مسافروں کو اپنی نشستیں سنبھالتے ہوئے دیکھا۔ ایک سنہرے بالوں والی نوجوان خاتون ایک چھوٹی سی بچی کا ہاتھ تھامے ہوئے سیٹ کی طرف اس کی رہنمائی کر رہی تھی۔ بچی کی آنکھوں پر بڑے بڑے سیاہ شیشوں کا چشمہ چڑھا ہوا تھا۔ خاتون نے سرگوشی میں کچھ کہا۔ بچی نے فوراً آواز کی سمت میں دیکھا۔ بچی کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دیکھ نہیں سکتی۔

احتشام نے این کے متعلق سوچنے کی کوشش کی لیکن اس کا تھکا ہوا ذہن کسی بھی چیز پر توجہ مرکوز نہیں کر پا رہا تھا۔ این پر بھی نہیں۔ این' جو ایک وقت میں اس کے وقت' اس کے گھر' اس کے بستر' اس کی زندگی کی رفیق تھی۔ این' جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی سے تو کیا' اس دنیا سے بھی دور جا چکی تھی۔

ایک عجیب سا احساس جرم احتشام کے وجود کو گھیرنے لگا۔ اس کی ذہنی رو بار بار پلٹ رہی تھی۔ اگر اس نے این کو نہ چھوڑا ہوتا تو شاید آج وہ زندہ ہوتی؟ این نے مجھ سے محبت کی تھی' اور میں نے بدلے میں اسے کیا دیا؟ میں نے تو اس شادی کو ایک کاروبار کی طرح برتا' میرے لئے این گرین کارڈ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھی۔ اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے میں نے سوچ لیا کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ پھر چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بنیاد بنا کر میں نے اسے اپنی زندگی سے نکالنے کا بہانہ ڈھونڈ لیا۔ اس کے جانے کے بعد' اس کی قدر کا احساس ہوا۔ زندگی کتنی خالی خالی محسوس ہونے لگی تھی۔ لکڑی کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے جان فرنیچر بھی کمرے سے نکال دیا جائے تو کمرہ خالی ہو جاتا ہے' این تو جیتا جاگتا وجود تھی اور وہ کسی کمرے سے نہیں میری زندگی سے نکالی گئی تھی۔ کیا میں کبھی اس گناہ کے بار سے چھٹکارا پا سکوں گا؟

ایک دراز قد اور دبلا پتلا لڑکا سیٹوں کے درمیان اپنا راستہ بناتا ہوا' اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے کندھے پر وائلن کیس تھا اور سر پر گہرے سبز رنگ کی پی کیپ۔ اسے دیکھ کر احتشام کو پاکستان کے کرکٹ کھلاڑی یاد آ گئے۔ ایسی ہی ٹوپیاں وہ بھی پہنا کرتے تھے۔ جب وہ پاکستان میں ہوتا تھا تو کرکٹ میچ کتنے شوق سے دیکھتا تھا' اور امریکہ میں تو لوگ کرکٹ کے نام سے بھی کم ہی واقف تھے۔

این کی یادوں سے چھٹکارا پانے کے لئے احتشام نے لڑکے پر توجہ مرکوز کر دی۔ لڑکا گھبرایا ہوا لگ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر ایک جوشیلی چمک بھی نظر آ رہی تھی۔ شاید وہ پہلی بار اتنا لمبا سفر تنہا کر رہا تھا۔ اکیلے پن کی گھبراہٹ لیکن ایک نئے ایڈونچر پر نکلنے کا شوق۔ اس کی آنکھوں میں مستقبل کے خواب کروٹیں لے رہے تھے۔ احتشام کو اس پر رشک آنے لگا۔

این کے خیالات نے ایک مرتبہ پھر اس پر یلغار کر دی۔ اسے اپنی ازدواجی زندگی کا آخری دور یاد آنے لگا جب ان کے مابین تلخیوں اور اختلافات کی خلیج وسیع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ این ایڈورٹائزنگ کے شعبے میں اپنا کیریئر بنانا چاہتی تھی اور احتشام کی خواہش تھی کہ وہ اس کے بچوں کی ماں بنے اور ایک سگھڑ خاتون خانہ کی طرح گھرداری کرے۔ این نے اس کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ امریکی معاشرے میں پینے پلانے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا لیکن احتشام کے لئے الکحل کی بو بھی ناقابل برداشت تھی۔ سونے پر سہاگہ اس روز ہوا جب این رات گئے ایک پارٹی سے لوٹی تو اس کی سانسوں سے وہسکی کی بو اٹھ رہی تھی۔ اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اور آواز بوجھل ہو رہی تھی۔

"تم آج پی کر آئی ہو؟" احتشام نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا ڈارلنگ۔" اس نے ڈولتی ہوئی آواز میں کہا۔ "چند پیگ لگا لینے میں کیا حرج ہے۔ پارٹیوں میں پینے سے انکار کرنے والے کو سماجی میل جول کے قابل نہیں سمجھا

جاتا۔"

"ایسے سماجی میل جول کی تمہیں ضرورت کیا ہے۔" احتشام نے کہا۔ "کیا میرے گھر میں اتنی گنجائش نہیں کہ تم اپنی جگہ بنا سکو۔"

"جگہ بنانے سے زیادہ میں اپنا کیریئر بنانا چاہتی ہوں۔" این اس کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔ ایسے میں اس کی آواز کا خمار نہ جانے کہاں جا سویا تھا۔ "میں ہزار دفعہ یہ بات تمہیں بتا چکی ہوں۔"

"اور میں ہزار دفعہ تمہیں یہ بات بتا چکا ہوں کہ مجھے چراغ خانہ چاہئے شمع محفل نہیں۔" احتشام نے چیخ کر کہا۔

"چلاؤ مت۔" این نے زیادہ بلند آواز میں کہا۔ "مجھے تمہاری اس مشرقی فلاسفی سے اتفاق نہیں۔ میری اپنی ایک زندگی ہے' اپنے حقوق ہیں۔ تم مجھے ان سے محروم نہیں رکھ سکتے۔"

"مجھے اولاد چاہئے۔" احتشام نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ "مجھے اپنی نسل کو آگے بڑھانے والا وارث چاہئے۔ مجھے اس بات کا ثبوت چاہئے کہ ہماری ازدواجی زندگی واقعی زندگی ہے۔"

"تمہیں ازدواجی زندگی کا ثبوت چاہئے یا اپنی مردانگی کا؟" این چیخنے لگی۔ "میرا کام ایڈورٹائزنگ ہے بچے پیدا کرنا نہیں۔ تمہیں اگر اپنی مردانگی ثابت کروانے کا اتنا ہی شوق ہے تو ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنے خون اور تولیدی جرثوموں کا ٹسٹ کروا لو اور جو کوئی بھی تم پر انگلی اٹھائے' اسے ڈاکٹر کی رپورٹ نکال کر دکھا دینا۔ میں تنگ آ چکی ہوں تمہاری روز کی بک بک سے۔ تم ایشیائی لوگ ایک گھٹیا سطح سے اوپر اٹھ کر کبھی نہیں سوچ سکتے۔ نہ جانے وہ کون سے ماں باپ ہیں جو تم جیسے چیتھڑوں کو دنیا میں لانے کا گناہ کرتے ہیں۔"

اس سے پہلے کہ احتشام خود کو روک سکتا' اس کا دایاں ہاتھ گھوما اور چٹاخ کی آواز سے این کے گال پر پڑا۔ این کی زبان بند ہو گئی اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے گھورنے لگی۔ اس کی باچھ سے خون رس رہا تھا۔

این نے ہاتھ اٹھا کر اپنی باچھ کو چھوا۔ اس کی انگلیاں خون آلود ہو گئیں۔ اس نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہادت کی سرخ انگلی احتشام کی طرف اٹھائی اور لرزتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "تم نے مجھے مارا۔" اس کی آواز میں غصہ نہیں تھا' حیرت تھی۔

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔ "میں نے تمہیں مارا۔ اور میں پھر تمہیں ماروں گا اگر تمہاری زبان بند نہ ہوئی۔ اپنی اس کترنی کو قابو میں رکھو جانم' بہتر ہوگا اس پر قفل ڈال دو۔ یہ بات ذہن سے نکال دو کہ میں چوہوں کی طرح کھڑا تمہاری بکواس سنتا رہوں گا۔"

اس واقعے کے چار مہینے بعد ان میں طلاق ہوگئی تھی۔

ان کی شادی ختم تو اسی وقت ہوگئی تھی جب احتشام کا ہاتھ این کے گال سے ٹکرایا تھا لیکن وقت کی بیساکھیوں پر گھسٹ گھسٹ کر چار ماہ گزار گئی۔ اس نے وہ تھپڑ مجبوری کے عالم میں مارا تھا۔ وہ عورت پر ہاتھ اٹھانے کا سخت مخالف تھا لیکن خدا جانتا تھا کہ اسے مجبور کر دیا گیا تھا۔ اس وقت اسے اپنے فعل پر کوئی ندامت محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن آج وہ اس طوفان خیز لمحے کو واپس لانے کے لئے ہر قیمت دینے کو تیار تھا۔ کاش' وہ وقت واپس آ جائے۔ وہ عین وقت پر اپنا ہاتھ روک لے گا۔ این زبان کی تھوڑی کڑوی ہے تو کیا دل کی تو بری نہیں۔ وہ اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لے گا۔ کبھی نہ کبھی وہ اس کی بات سمجھ ہی جائے گی۔ کبھی نہ کبھی وہ اس کی بات مان ہی لے گی۔

خواب اگر حقیقت میں بدل سکتے تو احتشام کی خواہش ضرور پوری ہو جاتی لیکن اب جو ہونا تھا' ہو چکا تھا۔ وہ اپنی جان دے کر بھی اس وقت کو واپس نہیں لا سکتا تھا' این کو واپس نہیں لا سکتا تھا۔ اب اسے احساس جرم اور پچھتاوے کی اسی آگ میں جلتے رہنا تھا۔

احتشام نے اپنی سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے سر سیٹ کے پشتے پر ٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔ عین اسی وقت ائرہوسٹس کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ "معاف کیجئے گا۔" ایک ہلکی سی جھلاہٹ کے ساتھ احتشام نے آنکھیں کھول دیں۔ شاید دنیا کی تمام ائرلائنز میں مسافروں کی میزبانی کرنے والے عملے کو خصوصی طور پر یہی سکھایا جاتا ہے کہ جب تک مسافر آنکھیں بند کرنے کی' آرام کرنے کی کوشش شروع نہ کرے' اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ جب مسافر سو جاتا ہے تب وہ اسے جگا کر پوچھتے ہیں۔ "معاف کیجئے گا جناب' آپ تکیہ یا کمبل لینا پسند کریں گے؟"

ائرہوسٹس کچھ کہنے والی تھی کہ اس کی نظر احتشام کی یونیفارم پر پڑی اور وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے حیرت کا موہوم سا عکس نظر آیا۔ شاید وہ احتشام کے مشرقی خدوخال اور اس کی یونیفارم کا تعلق آپس میں جوڑ نہیں پائی تھی۔ پھر کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے اس نے گلا صاف کر کے کہا۔ "مخل ہونے کی معافی چاہتی ہوں' کیپٹن۔ آپ کافی لینا پسند کریں گے یا اورنج جوس؟" اس نے سکرین کے نیچے نظر آنے والے کمپارٹمنٹ کی طرف اشارہ کیا جس میں دو سبز بوتلوں کی سنہری مہر والی گردنیں نظر آ رہی تھیں۔ "ویسے میرے پاس شیمپئن بھی ہے۔"

جھلاہٹ کے باوجود احتشام دھیرے سے مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ ائرہوسٹس یقیناً عقلمند معلوم ہوتی تھی اور اسے علم تھا کہ مشرقی لوگ عموماً الکحل کو چھوتے بھی نہیں لیکن بعض اندھیرے اجالے میں چوکتے بھی نہیں۔ اسی لئے اس نے پہلے کافی اور اورنج جوس کا نام لیا اور پھر شیمپئن کی طرف اشارہ کیا تھا۔ احتشام نے کہا۔ "شکریہ۔ فی الحال کچھ نہیں چاہئے۔" پھر کچھ سوچ کر اس نے کہا۔ "فلائٹ کے دوران شاید مجھے کسی سروس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میرا خیال ہے بوسٹن تک کا سفر میں سو کر گزاروں گا۔ موسم کی رپورٹ کیا ہے؟"

"گریٹ پلین سے بوسٹن تک بیس ہزار فٹ کی بلندی پر بادل ہوں گے لیکن ان سے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا کیونکہ ہم چھتیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے ہوں گے۔" ائرہوسٹس نے جواب دیا۔ "اور ہاں' صحرائے موجاو پر ارورا بوریالس کی موجودی کی اطلاع بھی ملی ہے' شاید انہیں دیکھنے کے لئے آپ بیدار رہنا پسند کریں۔"

احتشام کو حیرت ہوئی۔ "کیلی فورنیا میں ارورا بوریالس اور وہ بھی اس موسم میں؟ لگتا ہے تم مذاق کر رہی ہو۔"

ارورا بوریالس روشنی کی لکیریں سی ہوتی ہیں جو کبھی کبھی رات کے وقت آسمانوں میں نظر آتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پٹیاں زمین کے مقناطیسی میدان سے برقی اجزاء کے اخراج سے پیدا ہوتی ہیں۔

"ہماری اطلاع یہی کہتی ہے۔" ائرہوسٹس نے اصرار کیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہو سکتا ہے تمہیں غلط اطلاع ملی ہو۔" احتشام نے کہا۔ "لگتا ہے موسمیات کے کمرے میں بیٹھا ہوا آپریٹر سستی دوائیں کھا رہا ہے۔"

ائرہوسٹس مسکرا دی۔ پھر تھوڑا سا ہچکچاتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "آپ وہی کیپٹن ہیں نا' جن کی بیوی کا ایک حادثے میں انتقال ہوا ہے۔"

احتشام کے سردرد کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اپنی کیفیت کو ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے پردے میں چھپاتے ہوئے اس نے کہا۔ "تمہارا اندازہ ٹھیک ہے۔" اس نے یہ وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی کہ مرنے والی اس کی سابقہ بیوی تھی۔

"بہت افسوس ہوا سن کر۔"

"اظہار ہمدردی کے لئے شکریہ۔"

ائرہوسٹس تاسف سے سرہلاتے ہوئے واپس مڑ گئی۔ احتشام نے دوبارہ سر سیٹ کے پشتے سے ٹکاتے ہوئے آنکھیں موند لیں لیکن سونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ جانتا تھا کہ جہاز کی ٹیک آف روٹین اسے پھر بیدار کر دے گی۔ جہاز کے ٹیک آف کرنے کے بعد سویا جا سکتا تھا۔

فلائٹ اپنے مقررہ وقت پر فضا میں بلند ہو گئی۔ یہ جہاز بوئنگ 747 ماڈل کا تھا۔ اس وقت اس کی نصف کے قریب نشستیں پُر تھیں۔ فرسٹ کلاس میں نصف درجن کے قریب مسافر موجود تھے۔ احتشام کا ذہن اپنے خیالات کی بھول بھلیوں میں بھٹکتا رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ ائرہوسٹس کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس کے ساتھ ہونے والی مختصر سی گفتگو نے احتشام کے تھکے ہوئے ذہن کو کسی حد تک سکون بخشا تھا۔

فلائٹ کے پرواز کرنے کے تھوڑی دیر بعد احتشام نے بٹن دبا کر اپنی سیٹ نیم دراز کر لی۔ آنکھیں بند کرتے ہی اسے نیند آ گئی۔ وہ سو گیا' اس بات سے بے خبر کہ جب اس کی آنکھ کھلے گی تو فلائٹ کی خوش اخلاق ائرہوسٹس جا چکی ہو گی۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

☆=========☆=========☆

فلائٹ کے پرواز کرنے کے تین گھنٹے بعد دینا بلمین نامی ایک بچی نیند سے بیدار ہوئی اور اس نے اپنی آنٹی کو آواز دے کر پانی کے لئے درخواست کی۔

آنٹی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا چنانچہ دینا نے ایک مرتبہ پھر اپنی بات دہرائی۔ جواب پھر نہ ملا تو دینا نے ہاتھ بڑھا کر آنٹی کو چھونے کی کوشش کی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اس کی آنٹی سو گئی ہیں اور اس کے چھونے سے جاگ جائیں گی تب وہ پانی پی سکے گی۔

دینا کا ہاتھ خالی سیٹ کے خلا میں گھوم کر رہ گیا۔ آنٹی سیٹ پر نہیں تھیں۔ دینا کو ہلکی سی تشویش ہوئی پھر اس نے یہ کہہ کر خود کو تسلی دی کہ شاید اس کی نیند کے دوران آنٹی اٹھ کر باتھ روم میں چلی گئی ہیں' تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گی۔ وہ انتظار کرنے لگی۔

ایسے ہی نہ جانے کتنے لمحے بیت گئے۔ آنٹی واپس نہ آئیں۔ دینا کی تشویش بڑھنے لگی۔ وہ یک لخت بیدار نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کی آنکھ آہستہ آہستہ کھلی تھی۔ آنٹی کھڑکی والی سیٹ پر بیٹھی تھیں اور اگر اس کے بیدار ہونے کے دوران وہ اٹھ کر باتھ روم میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جاتیں تو دینا کو ان کے جانے کا علم ہو جاتا۔ اس نے آنٹی کو جاتے ہوئے محسوس نہیں کیا تھا اور اس حساب سے آنٹی کو گئے ہوئے خاصا وقت گزر چکا تھا۔ آخر وہ کہاں چلی گئی تھیں؟

اس کی عمر صرف دس سال تھی اور ستم بالائے ستم اس کی آنکھیں جنم سے ہی بے نور تھیں۔ دینا کی دس سالہ زندگی اندھیرے میں گزری تھی۔ دوسرے نابینا افراد کی طرح اس کی دیگر حسیات غیر معمولی طور پر تیز اور حساس تھیں اور اسے زندگی میں کوئی خاص کمی محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ کمی تو اس چیز کی محسوس ہوا کرتی ہے جو کبھی آپ کے پاس رہی ہو' جب وہ کبھی بینا رہی ہی نہیں تھی تو اپنی محرومی کا شدید احساس اسے کیسے ہوتا؟ لیکن کبھی کبھی اس کا بھی جی چاہتا تھا کہ آسمان کا نیلا رنگ دیکھ سکے' چہچہاتے پرندوں کی آواز ہی نہ سنے بلکہ انہیں اڑتا بھی دیکھ سکے' جن لوگوں کی آوازیں سن کر وہ اچھا محسوس کرتی ہے ان کی شکلیں بھی دیکھ سکے۔ اس کے لاشعور میں دبی ہوئی خواہش حقیقت کا روپ دھارنے والی تھی۔ اس کے والدین نے بوسٹن میں ایک ماہر آئی سرجن سے رابطہ قائم کیا تھا جس کا کہنا تھا کہ ایک آپریشن کے بعد دینا کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی اور وہ بالکل عام انسانوں کی طرح دیکھ سکے گی۔

اپنی حسیات کی تیزی کے ساتھ قدرت نے دینا کو وجدان کی صلاحیت سے بھی نوازا تھا۔ وہ صرف آواز سن کر یا لہجہ پہچان کر کسی کے بھی متعلق جو بات بتایا کرتی تھی' وہ بعد ازاں بالکل درست ثابت ہوتی تھی۔ اپنی عمر کے دوسرے بچوں کی بہ نسبت دینا غیر معمولی طور پر ذہین اور زیرک تھی۔ اس وقت جب دینا اپنی آنٹی کی عدم موجودگی کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی' وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ قدرت نے اسے ایک اہم کام کے لئے منتخب کر لیا ہے اور اس کی وجہ سے کئی انسانوں کی زندگیاں موت کے خوفناک پنجوں سے بچیں گی۔

آنٹی ابھی تک واپس نہیں آئی تھیں۔ دینا کی تشویش بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ طرح طرح کے بہلاووں سے دل کو مطمئن رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ آنٹی باتھ روم میں اپنا میک اپ وغیرہ درست کر رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ رستے میں کسی سے

بات کرنے رک گئی ہوں۔

بات کرنے رک گئی ہوں! یہ ایک اور چیز تھی جو دینا کو پریشان کر رہی تھی۔ اس کے کان خفیف سی آوازوں کو سننے پر بھی قادر تھے لیکن جب سے وہ بیدار ہوئی تھی اس نے کسی کے بولنے کی آواز نہیں سنی تھی۔ بولنا تو درکنار کسی کے کھانسنے' گلا صاف کرنے' پھنکارنے یا گہری سانس لینے کی آواز بھی سنائی نہیں دی تھی۔ انجنوں کی مستقل اور ہموار بھنبھناہٹ کے علاوہ پورے جہاز میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے جہاز میں موجود سب لوگ سو رہے ہوں..... یا کہیں چلے گئے ہوں۔

دینا کی تشویش خوف میں بدل رہی تھی۔ خوف باعث شرمندگی ہوتا ہے لیکن دینا کی ٹیچر نے اسے سکھایا تھا کہ خوف سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ خوف ایک فطری چیز ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی وقت' کسی نہ کسی حالت یا کسی نہ کسی چیز سے خوف ضرور کھاتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ آپ خوف کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں اور منطقی دلائل کی رو سے خوف کے اسباب دور کرنے کا کوئی طریقہ تلاش کریں۔

دینا نے منطقی دلائل اکٹھے کرنا شروع کر دیئے۔ سب سے پہلی چیز تو یہ کہ وہ زندگی میں پہلی دفعہ کسی جہاز میں سفر کر رہی تھی' جہاز کی اندرونی فضا اس کے لئے نامانوس تھی۔ دوسری چیز یہ کہ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کی آنٹی کہیں جا چکی تھیں۔ باہر کی دنیا سے آنٹی اس کا واحد بصری رابطہ تھیں' ان کی عدم موجودی میں تھوڑی بہت پریشانی ہونا ناگزیر تھا۔

اب جہاز میں چھائی ہوئی خاموشی کی طرف آئیں تو یہ فلائٹ امریکہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف جا رہی ہے' بہت لمبی پرواز ہے' لوگ اتنے لمبے سفر کا زیادہ تر حصہ عموماً سو کر گزارتے ہیں لیکن سب لوگ تو سو نہیں جاتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو سوئے نہیں وہ فلم دیکھ رہے ہیں۔ آنٹی نے اسے بتایا تھا کہ جہاز والے سفر کے دوران کوئی مشہور مزاحیہ فلم دکھانے والے ہیں۔ جو جاگ رہے ہیں وہ فلم دیکھ رہے ہیں۔ چونکہ دوسرے مسافروں کو ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا اس لئے انہوں نے فلم کی آواز سننے کے لئے کانوں پر ہیڈ فون چڑھا رکھے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوالات کے جوابات مل گئے' منطقی دلائل بھی اکٹھے ہو گئے لیکن دینا کے دل کو پوری تسلی پھر بھی نہ ہوئی۔ کوئی نامعلوم احساس رہ رہ کر اسے کچوکے لگا رہا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر اپنی آنٹی کی سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سیٹ کے نشستی حصے سے اس کا ہاتھ ٹکرایا۔ کوئی سٹرپ نما چیز اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ دینا نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ ایک لمحے میں اس چیز کو پہچان گئی تھی۔

یہ آنٹی کا پرس تھا۔

آنٹی اس پرس کے بغیر کہیں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ ان کی تمام ضروری چیزیں اس پرس میں تھیں۔ اگر ان کی عدم موجودی میں پرس کہیں ادھر ادھر ہو جاتا تو بڑی پریشانی اٹھانا پڑتی۔ دینا تو اس پرس کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں تھی' ایک تو وہ دیکھ نہیں سکتی تھی اور سونے پر سہاگہ وہ سو رہی تھی۔

دینا کی تشویش پھر بڑھنے لگی۔ اس کی ٹیچر کی آواز ایک مرتبہ پھر اس کے کانوں میں گونجی۔ "خوف سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن خوف کو خود پر غالب نہیں آنے دینا چاہئے۔" آنٹی کی عدم موجودی' ان کی خالی سیٹ اور اس پر پڑا ہوا پرس اور جہاز میں چھائی ہوئی غیر معمولی خاموشی' سب مل کر دینا کو بہت زیادہ خوفزدہ کر رہے تھے اور وہ خوف کی مزاحمت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اچانک اسے آنٹی کی بتائی ہوئی ایک بات یاد آ گئی۔ جب وہ سیٹ پر بیٹھے تھے تو آنٹی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی شہادت کی انگلی سیدھی کی تھی اور پھر سیٹ کے پہلو میں لگے ہوئے ایک ایک بٹن پر انگلی رکھ کر اسے بتایا تھا کہ کون سا بٹن کس کام کے لئے ہے۔ ہیڈ فونز میں آواز کم زیادہ کرنے کے لئے نابیں' سیٹ پر لگی لائٹ جلانے بجھانے کا بٹن' ریڈیو پر مختلف چینل بدلنے کے بٹن اور سب سے آخر میں ایک چوکور بٹن تھا۔ آنٹی نے بتایا تھا کہ جب اس بٹن کو دبایا جاتا ہے تو جہاز کے عملے کا کوئی نہ کوئی فرد' کوئی ائرہوسٹس یا سٹیورڈ مسافر کے پاس اس کی ضرورت پوچھنے کے لئے آ جاتا ہے۔

دینا نے جلدی سے بٹن تلاش کیا اور دبا دیا۔ گھنٹی کی نرم سی آواز گونجی۔ دینا اطمینان سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی۔ ابھی تھوڑی دیر میں کوئی نہ کوئی

ضرور آ جائے گا۔

کافی دیر گزر گئی۔ کوئی نہ آیا۔

دینا نے ایک دفعہ پھر بٹن دبایا۔ وہی نتیجہ نکلا۔ عملے کے ارکان میں سے کسی نے اس کے پاس آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ شاید وہ لوگ بچوں کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ ان کی خدمات صرف بڑوں کے لئے مختص تھیں۔ اس کے آس پاس لوگ سو رہے ہوں گے لیکن کسی کے خراٹوں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ لوگ فلم دیکھ رہے ہوں گے لیکن کسی کے ہنسنے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی' شاید وہ فلم اتنی زیادہ مزاحیہ بھی نہیں تھی جتنی کہ آنٹی کہہ رہی تھیں۔ کوئی ہنکارا نہیں بھر رہا تھا' کوئی سرگوشیوں میں اپنے ساتھی سے گفتگو نہیں کر رہا تھا۔ صرف انجنوں کی دھیمی دھیمی غراہٹ پورے ماحول پر محیط تھی۔

دینا کا دل گھبرانے لگا۔ کوئی بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اسے کسی کے پاس جانا چاہئے۔ آنٹی نہ سہی' کوئی اور ہی سہی۔

اس نے سیٹ بیلٹ کا بکل کھولا اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ دونوں ہاتھ آگے پھیلائے راستہ ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھی۔ سیٹوں کے درمیانی راستے پر آ کر وہ آگے بڑھنے لگی۔ اس نے اپنا منہ سختی سے بھینچ رکھا تھا۔ وہ ڈر رہی تھی کہ اگر اس نے منہ کھولا تو چیخ پڑے گی۔

"میں نہیں چیخوں گی۔" وہ سوچ رہی تھی۔ "میں نہیں چیخوں گی ورنہ میری وجہ سے آنٹی کو خفت اور شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ میں بالکل نہیں چیخوں گی۔ میں سب پر ثابت کر دوں گی کہ میں کتنی بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔" لیکن اسے لگ رہا تھا کہ وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے گی۔ کیونکہ جوں جوں وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی' اس کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کی تیز حسیات اسے بتا رہی تھیں کہ آس پاس کی تمام سیٹیں خالی ہیں۔ جہاز میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

☆=========☆=========☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

احتشام سرور ایک بھیانک خواب دیکھ رہا تھا۔ بہت بھیانک خواب۔

اس خواب میں وہ ایک دفعہ پھر ٹوکیو سے فلائٹ نمبر7 کو اڑا کر لا رہا تھا اور اس مرتبہ حالات پہلے سے بالکل مختلف تھے۔ اس کے کاک پٹ میں آنے والی تباہی کا احساس دبیز چادر کی طرح پھیلا ہوا تھا اور اس کا عملہ بری طرح ہراساں ہو رہا تھا۔ اس کا نیوی گیٹر رو رہا تھا اور روتے ہوئے ایک ڈینش پیسٹری کھاتا جا رہا تھا۔

"جب تم اتنے خوفزدہ ہو تو پھر پیسٹری کیوں کھا رہے ہو؟" احتشام نے چڑ کر پوچھا تھا۔ کاک پٹ میں کیتلی سے خارج ہونے والی بھاپ کے جیسی تیز سیٹی کی آواز گونج رہی تھی۔ پریشرلیک میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ کوئی وقت جاتا تھا کہ جہاز پھٹ جاتا اور اس کے مسافروں اور عملے کے جسم جہاز کے ٹکڑوں کے ساتھ فضائے بسیط میں بکھر جاتے۔ ویسے تو پریشرلیک عموماً خاموشی سے اپنا کام دکھاتی ہے اور آخری وقت تک کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی لیکن خواب میں پیدا ہونے والی پریشرلیک سیٹی بجا رہی تھی کیونکہ خوابوں میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی اور ہر چیز منطقی نہیں ہوتی۔

نیوی گیٹر نے روتے ہوئے جواب دیا تھا۔ "کیونکہ مجھے یہ پیسٹریاں بہت پسند ہیں

اور میں اس لئے رو رہا ہوں کہ اب زندگی میں مجھے دوبارہ کبھی پیسٹری کھانے کا موقع نہیں ملے گا۔" اس کی سسکیاں نکل رہی تھیں۔

پھر سیٹی کی آواز یک دم بند ہو گئی تھی۔ ایک مسکراتی ہوئی ائرہوسٹس کاک پٹ میں داخل ہوئی تھی اور اس نے بتایا تھا کہ لیک تلاش کر لی گئی ہے اور اسے بند کر دیا گیا ہے۔ احتشام اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ لیک کہاں ہے اور اسے کیسے بند کیا گیا ہے۔

ایک جگہ این' اس کی بیوی' سابقہ بیوی' کھڑی تھی۔ طیارے کی سیٹیں ہٹا کر اس کے کھڑے ہونے کی جگہ بنائی گئی تھی۔ اس کے ساتھ نظر آنے والی کھڑکی پر لکھا تھا۔ "صرف ٹوٹے تاروں کو داخلے کی اجازت ہے۔" تحریر کا رنگ سرخ تھا۔ خطرے کا رنگ!

این نے امریکن پرائڈ کی ائرہوسٹس والی گہری سبز یونیفارم پہن رکھی تھی۔ حالانکہ اپنی زندگی میں وہ ہمیشہ ان کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتی آئی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "دیکھا ڈارلنگ! میں نے سارے معاملات سنبھال لئے۔ میں نے تمہیں تھپڑ مارنے پر معاف بھی کر دیا ہے۔" اس نے طیارے کی دیوار میں نمودار ہونے والی ایک دراڑ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ وہ پریشرلیک کو روکنے کے لئے اپنا ہاتھ استعمال کر رہی تھی۔

"این' رک جاؤ۔ ایسا مت کرو۔" وہ چلایا تھا لیکن بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس کے ہاتھ کی پشت میں دراڑ نما ایک گڑھا نمودار ہو رہا تھا۔ سب سے پہلے اس کی بڑی انگلی' پھر شہادت کی انگلی' پھر انگوٹھا اور پھر باقی دو انگلیاں باہر نکلی تھیں۔ اچانک ایک آواز آئی جیسے بوتل کا کارک "پوپ" سے کھلا ہو اور این کا پورا ہاتھ دراڑ میں غائب ہو گیا۔

لیکن این ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔

اس کے پسندیدہ پرفیوم کی خوشبو احتشام کے نتھنوں میں چڑھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں اور سر ڈول رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو گر جائے گا۔ اب این کا بازو دراڑ میں غائب ہو رہا تھا اور سرمئی بادلوں جیسا ایک دھندلا ہالہ اس کے چہرے کے اردگرد چھا رہا تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"این' واپس آ جاؤ۔" احتشام چلایا تھا۔

اور این مسکرا رہی تھی۔

"گھبراتے کیوں ہو احتشام! دیکھو میں بالکل خوش اور مطمئن ہوں۔ مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی۔ مجھے اب کبھی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔ تم یہ مت سمجھو کہ میں خودکشی کر رہی ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا ہے۔ تم بے فکر رہو۔"

زوں کی آواز سے این دراڑ میں غائب ہو گئی۔ احتشام وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کا دایاں ہاتھ آگے بڑھا ہوا تھا جیسے وہ ابھی تک این کو روکنے کی' اسے واپس لانے کی کوشش کر رہا ہو۔ این کو' جو جا چکی تھی۔

پھر اچانک سیٹی کی تیز' باریک' کانوں میں چبھتی ہوئی آواز دوبارہ شروع ہو گئی۔ خواب کا منظر دھندلانے لگا' تاریک ہونے لگا۔ سیٹی کی آواز تیز ہوتی گئی' منظر تاریک ہوتا گیا۔ تاریک ہوتا گیا اور پھیلتا گیا۔ سیٹی کی آواز اب انسانی روپ لینے لگی تھی۔ اب یہ کیتلی کی بھاپ کی آواز نہیں کسی انسان کی آواز معلوم ہو رہی تھی۔

تب احتشام کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔ وہ تھوڑی دیر کھوئے کھوئے انداز میں قرب و جوار کا جائزہ لیتا رہا پھر حقیقت کی دنیا میں واپس آنے لگا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ اس وقت جہاز اڑا نہیں رہا' بلکہ جہاز میں سفر کر رہا ہے۔ جہاز ٹوکیو سے لاس اینجلس نہیں بلکہ لاس اینجلس سے بوسٹن جا رہا ہے۔ این مر چکی ہے اور اس کی موت پریشر لیک سے نہیں بلکہ آتش زنی سے ہوئی ہے۔ وہ اب تک جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ خواب کا حصہ تھا۔

لیکن وہ آواز ابھی تک موجود تھی۔

حقیقت میں بھی وہ آواز ابھی تک موجود تھی اور یہ کسی کیتلی سے نکلنے والی بھاپ کی سیٹی کی آواز نہیں تھی۔

یہ ایک ننھی سی لڑکی کی آواز تھی جو بری طرح چیخ رہی تھی۔

☆=========☆=========☆

"کوئی مجھ سے بات کرے پلیز؟" دینا نے اپنی پریشانی کو دبانے کی کوشش کرتے

ہوئے قدرے بلند آواز میں کہا۔ "آپ کی زحمت کے لئے معافی چاہتی ہوں لیکن میری آنٹی مجھے تنہا چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہیں اور میں دیکھ نہیں سکتی۔"

خاموشی چھائی رہی۔ دینا سے چالیس قطاریں اور دو پارٹیشن آگے احتشام خواب میں اپنے نیوی گیٹر کو روتے اور ڈینش پیسٹری کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جہاز میں انجنوں کی مدہم گھوں گھوں گونج رہی تھی۔ دینا کا دل گھبرانے لگا۔ اپنے خوف پر قابو پانے کے لئے اس نے بلند آواز میں کہا۔ "ہیلو' کوئی ہے؟"

کوئی جواب نہ ملا۔ دینا کا جی چاہا کہ رو دے لیکن اس نے بڑی ہمت سے خود پر قابو رکھا۔ وہ باہر نکل کر سیٹوں کی درمیانی راہداری میں آ گئی اور راستہ ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھی۔ وہ اپنے قدم گنتی جا رہی تھی تاکہ بعد میں واپس اپنی سیٹ تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

اگلی قطار کے پاس وہ رک گئی۔ دونوں ہاتھ آگے کو پھیلاتے ہوئے وہ آگے کو جھکی۔ وہ سیٹ پر بیٹھے ہوئے مسافر کو ٹٹولنا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس سیٹ پر کوئی مرد مسافر بیٹھا ہوا ہے کیونکہ جہاز کے پرواز کرنے سے پہلے آنٹی نے اس مسافر سے کوئی بات کی تھی اور اس وقت دینا نے اس کی آواز سن لی تھی۔ آوازوں کو پہچاننا' ان کی سمت سے بولنے والے کی پوزیشن کا اندازہ لگانا' اس کی شخصیت کے بارے میں رائے قائم کرنا دینا کی زندگی کا ایک حصہ تھا بلکہ ہر اس شخص کی زندگی کا ایک حصہ ہے جو آنکھوں سے محروم ہو۔ اس نے سوچا سویا ہوا مسافر اس کے ہاتھوں کے لمس پر ایک دم ہڑبڑا اٹھے گا' لیکن کوئی بات نہیں' وہ اس سے معذرت کر لے گی۔ دینا اب پروا کرنے کی حدود سے گزر چکی تھی۔

لیکن سیٹ خالی تھی۔ بالکل خالی!

دینا کے ہاتھ سیٹ کے پشتے سے ٹکرائے' وہ سیدھی ہو گئی۔ اس کے رخسار گیلے ہو رہے تھے اور اس کا سر دھماکوں سے گونج رہا تھا۔ کیا آنٹی اور یہ مسافر بیک وقت باتھ روم میں چلے گئے ہیں لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس جہاز میں دو باتھ روم ہوں۔ اتنے بڑے جہاز میں دو باتھ روم کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس نے خود کو تسلی دی لیکن

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاحاصل۔ ایک خیال رہ رہ کر اسے کچوکے لگا رہا تھا کہ آنٹی کہیں بھی جاتیں' اپنا پرس سیٹ پر چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھیں۔

وہ پھر آگے بڑھنے لگی۔ ہر قطار کے پاس رک کر وہ اپنے دائیں بائیں ہاتھ پھیلاتی اور پہلی دو سیٹوں کو چھو کر دیکھتی۔ ایک سیٹ پر اسے ایک اور پرس کی موجودی کا احساس ہوا' ایک سیٹ پر بریف کیس پڑا تھا اور ایک سیٹ پر قلم اور کاغذوں کا پیڈ۔ دو سیٹوں پر اسے ہیڈفون پڑے محسوس ہوئے۔ وہ ہیڈفون جو دوران پرواز مسافروں کو فلم یا میوزک وغیرہ سے لطف اندوز ہونے کے لئے فراہم کئے جاتے تھے۔ سیٹوں کو چھوتی' محسوس کرتی وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔

اور جتنی سیٹوں کو بھی اس نے محسوس کیا' سب کی سب خالی تھیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے' ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب میں جہاز میں سوار ہوئی تھی تو یہ جہاز لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں ان کے جسم کی حرارت محسوس کر سکتی تھی' میں ان کی باتوں کی آواز سن سکتی تھی' ان کے کپڑوں کی سرسراہٹ' ان کی سانسوں کا شور' ان کے پرفیوم اور پسینے کی مہک' مجھے سب کچھ ابھی تک یاد ہے اور اب بیچ آسمان میں' سب لوگ اچانک جہاز چھوڑ کر کہاں غائب ہو گئے۔ میری نیند کے دوران وہ سب لوگ کہاں چلے گئے؟"

اس کی ہمت آخر جواب دے گئی۔ اس کا منہ کھلا اور اس نے ان چیخوں کو آواز کا روپ دینا شروع کر دیا جو نہ جانے کب سے اس کے سینے میں مچل رہی تھیں۔ یہی وہ چیخیں تھیں جو احتشام سرور کے خواب میں پریشر لیک کی سیٹی بن کر گونجیں اور اسے عالم خواب سے عالم حقیقت میں لے آئیں۔

☆=========☆=========☆

البرٹ کاسز بار کے کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں آئرش وہسکی کا گلاس تھا اور وہ بڑے پرسکون انداز میں آہستہ آہستہ چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں پر ارپ برادرز' ورجل ارپ اور ویاٹ ارپ اور ڈاکٹر ہالیڈے بھی موجود تھے۔ وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ایڈ نگزا اپنی بیساکھی پر اچھلتا ہوا بار میں داخل ہوا۔

"ڈالٹن گینگ آ رہا ہے۔" وہ چیخ رہا تھا۔ "وہ لوگ ابھی ابھی قصبے میں داخل ہوئے ہیں۔"

ویاٹ اس کی طرف مڑا۔ اس کے انداز میں کوئی گھبراہٹ یا جلدی نہیں پائی جاتی تھی۔ "اپنے آپ کو سنبھالو' گدھے۔" اس نے لنگڑے سے کہا۔

"وہ لوگ آ رہے ہیں۔" لنگڑے پر اس کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ "وہ بالکل پاگل ہو رہے ہیں۔"

اسی وقت باہر سے گولیاں چلنے کی آواز گونجی۔ اعشاریہ چوالیس کے بھاری دھماکوں کے ساتھ گارینڈ رائفلوں کی بلند اور سنسناتی ہوئی گونج۔

"گھبراؤ مت۔" ڈاکٹر ہالیڈے نے لنگڑے سے کہا۔

"کیا کہتے ہو' لڑکو۔" ورجل نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلنا چاہئے۔" ویاٹ نے کہا۔ "میں ان کلانٹن گینگ والوں سے تنگ آ چکا ہوں۔ میرا خیال ہے آج یہ قصہ تمام ہو ہی جائے تو بہتر ہے۔"

"کلانٹن نہیں ڈالٹن۔" البرٹ نے نرمی سے تصحیح کی۔

"جو کوئی بھی ہوں۔" ویاٹ نے جھلا کر کہا پھر وہ البرٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم کیا کہتے ہو حکم کے اکے! کیا تم ہمارے ساتھ ہو؟"

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔" البرٹ نے بدستور نرمی سے کہا لیکن اس کے نرم لہجے میں آنے والے طوفان کی گرج چھپی ہوئی تھی۔

"تو پھر فیصلہ ہو گیا۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "آج ڈالٹن کا کام بھی ختم کر دیا جائے۔"

وہ اکٹھے باہر نکلے۔ سامنے سے ڈالٹن گینگ کے گھوڑے آ رہے تھے۔ ان کی گولیاں آس پاس کے مکانوں اور عمارتوں کی کھڑکیوں اور دروازوں میں سوراخ کر رہی تھیں۔ لوگ دبکے ہوئے تھے۔ کسی کو بھی ان کے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔

پھر ان میں سے ایک کی نظر ان چاروں پر پڑی۔ اس نے اپنے گھوڑے کی لگامیں کھینچ لیں۔ دوسروں نے اس کی تقلید کی تھی۔ ان کی نگاہیں اپنے سامنے کھڑے چار آدمیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں وحشت تھی اور ہونٹوں پر زہریلی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسکراہٹ۔

"ارپ برادرز!" ان میں سے ایک طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"اور ان کے ساتھ ان کا ڈاکٹر دوست بھی ہے۔" دوسرے نے گھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور کون مرنا....." اس کی آواز کو بریک لگ گیا۔ اس کی نظر البرٹ پر پڑ گئی تھی۔ اس کی مسکراہٹ لڑکھڑانے لگی۔

"حکم کا اکا!" تیسرے نے سرگوشی کی۔

"ہمیں کسی نے نہیں بتایا تھا کہ حکم کا اکا اس وقت اس قصبے میں ہے۔" ایک اور نے کہا۔

حکم کا اکا' البرٹ کاسز آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ اس کا ہاتھ ہولسٹر کی طرف نہیں بڑھا تھا لیکن دیکھنے والے جانتے تھے کہ حکم کے اکے کو اپنا پستول نکالنے کے لئے پیشگی تیاری کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا۔ "اپنے ہتھیار تیار کر لو' میرے بچو۔ کہیں تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہ جائے۔"

ڈالٹن گینگ کے ہتھیار سیدھے ہونے لگے اور نیلی آگ کی سی تیزی سے البرٹ کا بنٹ لائن ریوالور اس کے ہاتھ میں چمکنے لگا۔ اس کی انگلی ٹریگر پر دبی اور اعشاریہ پینتالیس کی گولیاں موت بن کر ڈالٹن گینگ پر برسنے لگیں۔ اسی وقت ایک گھر کے دروازے میں کھڑی ہوئی ایک چھوٹی سی بچی نے چیخنا شروع کر دیا۔

"کوئی اس بچی کو خاموش کروائے۔" البرٹ نے کہا۔ "اسے بتاؤ کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر چیز میرے کنٹرول میں ہے۔"

لیکن بچی کا چیخنا جاری رہا۔ اس کی چیخ گھنے بادلوں کی طرح آسمان پر چھا رہی تھی اور جہاں جہاں ٹکرا رہی تھی' ہر چیز ٹوٹتی جا رہی تھی' تباہ ہوتی جا رہی تھی۔

ایک لمحے کے لئے البرٹ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اس کے خواب کے ٹکڑے اس کے آس پاس اڑ رہے تھے۔ پھر وہ جیسے کسی بھنور سے باہر نکلا۔ اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل گئیں۔ اس کا خواب ختم ہو چکا تھا۔ اب وہ حکم کے اکے سے دوبارہ البرٹ کاسز بن چکا تھا۔ البرٹ کاسز جس نے ابھی شباب میں پہلا قدم رکھا تھا اور جو کندھے پر

وائلن کیس لٹکائے اور سر پر گہرے سبز رنگ کی پی کیپ پہنے زندگی میں پہلی دفعہ اتنا لمبا سفر تنہا کر رہا تھا۔

اس نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی' وہ فلائٹ نمبر29 کے مین کیبن میں اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جہاز کے عقبی حصے سے کسی بچی کے چیخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ البرٹ کی آنکھ اسی آواز سے کھلی تھی۔ اس نے گھوم کر دیکھا' دس بارہ سال کی ایک بچی جس کی آنکھوں پر گہرے تاریک رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا' گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے رخساروں پر آنسوؤں کی نمی تھی اور وہ بری طرح چیخ رہی تھی۔

"اے!" اس نے نرمی سے آواز دی۔ "کیا ہوا بے بی' ٹھیک تو ہو تم؟"

اس کی آواز پر لڑکی کا سر ایک جھٹکے سے گھوما' ایک لمحے بعد اس کے بدن کا ردعمل ظاہر ہوا۔ اس کا بدن مڑا' اس کی رانیں ایک سیٹ کے ہتھے سے ٹکرائیں' وہ دھکا کھا کر پیچھے کو گری اور پچھلی سیٹ کے ہتھے پر سے الٹ کر سیٹ میں جا گری۔ وہ اب بھی چیخ رہی تھی۔ "سب لوگ کہاں گئے؟ کوئی میری مدد کرے' مدد کرے۔"

البرٹ نے ائرہوسٹس کے لئے آواز لگائی پھر اپنی سیٹ کا بکل کھولنے لگا۔ وہ اٹھا' اپنی سیٹ سے باہر نکلا' لڑکی کی طرف بڑھا..... اور رک گیا۔ جہاز کا پورا عقبی حصہ اس کی نگاہوں کے سامنے تھا اور اس منظر نے اس کے قدموں کو منجمد کر دیا تھا۔

جہاز کا پورے کا پورا مین کیبن خالی پڑا تھا۔ سب مسافر غائب تھے۔

☆==========☆==========☆

احتشام سرور اس وقت فرسٹ کلاس اور بزنس کلاس کو جدا کرنے والی پارٹیشن کے دروازے تک پہنچ چکا تھا جب اسے احساس ہوا کہ فرسٹ کلاس ساری کی ساری خالی پڑی ہے۔ وہ ایک لمحے کے لئے رکا پھر یہ سوچ کر آگے بڑھنے لگا کہ شاید دوسرے لوگ بھی بچی کے چیخنے کی وجہ جاننے کے لئے باہر نکلے ہیں۔

لیکن اپنے اس مفروضے پر اسے خود بھی یقین نہیں آیا تھا۔ اسے جہاز اڑاتے ایک عرصہ گزر گیا تھا اور مسافروں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔ ایک دفعہ جہاز ہوا میں بلند ہو جائے تو مسافر ہر کام عملے پر چھوڑ کر بے فکر ہو جاتے ہیں۔ کوئی مسافر بے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوش بھی ہو جائے تو برابر کی سیٹ کا مسافر خود کچھ کرنے کے بجائے گھنٹی بجا کر ائرہوسٹس کو بلالے گا اور معاملہ اس کے حوالے کر دے گا۔ جہاز کا عملہ بھی اسی صورت حال کو پسند کرتا ہے۔ اس طرح انہیں ایسے مسافروں کو ہینڈل کرنے میں آسانی رہتی ہے جو پہلی دفعہ پرواز کر رہے ہوں یا جو پرواز کے خوف میں مبتلا ہوں۔ فرسٹ کلاس میں سفر کرنے والے تو اپنی بے حسی کے لئے خاص طور سے بدنام ہوتے ہیں۔ پھر بھلا یہ لوگ ایک بچی کے چیخنے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اپنی سیٹ سے کیوں اٹھنے لگے؟

احتشام اپنے ذہن میں اٹھنے والے خیالات کو نظرانداز کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر پہلے کے بھیانک خواب کے دھندلے دھندلے اثرات ابھی تک اس کے ذہن پر چھائے ہوئے تھے اور اس کے ذہن کا ایک حصہ ابھی تک کہہ رہا تھا کہ چیخنے کی آواز اپن کی ہی تھی اور وہ راستے میں اس سے ٹکرا جائے گا۔ وہ جہاز کی دیوار کے ساتھ ایک سوراخ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہوگی اور مسکرا رہی ہوگی۔ سوراخ پر لکھا ہوگا۔ ”صرف ٹوٹے تاروں کو داخلے کی اجازت ہے۔“

بزنس سیکشن میں صرف ایک مسافر تھا۔ براؤن رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے ایک قدرے معمر آدمی گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کا گنجا سر روشنی میں چمک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ گود میں تہہ کئے ہوئے رکھے تھے۔ ہاتھوں کے جوڑ سوجے ہوئے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص ہاتھوں کے گنٹھیا میں مبتلا ہے۔

احتشام مین کیبن میں داخل ہوا اور آخرکار یہاں اس کی پیشقدمی رک گئی۔ بے یقینی کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ ایک لمحے کے لئے تو وہ سانس لینا بھی بھول گیا۔ ایک نوجوان لڑکا سیٹ پر گری ہوئی ایک چھوٹی سی بچی کے پاس کھڑا تھا۔ لڑکا بچی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں آس پاس کی خالی سیٹوں پر گھوم رہی تھیں۔

احتشام کا پہلا ردعمل وہی تھا جو البرٹ کاسنر کا تھا۔ خدایا! پورا جہاز خالی ہے۔

پھر اس نے ایک سیٹ سے ایک عورت کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ دینا اور کاسنر کی طرف آ رہی تھی۔ اس کی بوجھل آنکھوں سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوئی ہے۔ اس سے تھوڑی دیر بعد ایک جواں سال آدمی جس نے کریو نیک جرسی

پہن رکھی تھی، اٹھ رہا تھا۔ ان کے علاوہ ایک ادھیڑ عمر شخص، احتشام کے پاس کی ایک سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا اور متذبذب انداز میں اپنے سامنے پھیلے منظر کو دیکھنے لگا۔ اس کی عمر پچاس کے قریب رہی ہوگی اور اس کے سر کے سفید بال اجڑے ہوئے گھونسلے کی طرح بے ترتیب اور بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے سرخ رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔

”کون چیخ رہا ہے؟“ اس نے احتشام سے پوچھا۔ ”کیا جہاز کو کوئی مسئلہ پیش آگیا ہے؟“

بچی کی چیخیں رک گئیں۔ اس نے اٹھنے کی جدوجہد کی اور اس کوشش میں الٹ کر اگلی سیٹ میں گرتے گرتے بچی۔ لڑکے نے اسے بروقت تھام لیا تھا۔ وہ خواب کے سے عالم کی سست رفتاری سے حرکت کر رہا تھا۔

”سب لوگ کہاں چلے گئے؟“ احتشام بری طرح الجھا ہوا سوچ رہا تھا۔ ”آخر سب لوگ کہاں چلے گئے؟“

اس کے قدم لڑکے اور بچی کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے بڑھتے ہوئے اس نے ایک اور مسافر کو دیکھا۔ یہ ایک نوجوان لڑکی تھی۔ احتشام نے اس کی عمر کا اندازہ سبز پی کیپ والے لڑکے کی عمر کے برابر لگایا یعنی سترہ اٹھارہ سال کے لگ بھگ۔ وہ بھی گہری نیند میں کھوئی ہوئی تھی۔

وہ لڑکے اور بچی تک پہنچ گیا۔

”یہ سب لوگ کہاں گئے؟“ البرٹ نے پوچھا۔ اس کا ایک بازو سسکیاں لیتی ہوئی بچی کے کندھوں پر تھا لیکن وہ بچی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں اضطراب کے عالم میں مین کیبن کی خالی سیٹوں پر بھٹک رہی تھیں۔ ”کیا میرے سوتے ہوئے کوئی الٹی سیدھی بات ہو گئی۔ کیا سب لوگ کسی جگہ شاپ کر کے اتر گئے؟“

”میری آنٹی چلی گئیں!“ بچی نے سسکی بھر کر کہا۔ ”میں تو سمجھ رہی تھی کہ جہاز بالکل خالی ہے، شاید میں بالکل اکیلی ہوں۔ میری آنٹی کہاں ہیں؟ پلیز، کوئی میری آنٹی کو ڈھونڈ دے۔“

”کوئی فکر کی بات نہیں، میری بچی۔“ احتشام نے اسے تسلی دی۔ ”تمہارا نام کیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے؟"

"دینا۔" بچی نے پھر سسکی بھری۔ "میری آفی نہیں مل رہیں۔ میں دیکھ نہیں سکتی' اور وہ پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہیں۔ میں جب جاگی تو سیٹ خالی تھی....."

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" جرسی والے آدمی نے کہا۔ وہ کسی وقت احتشام کے عقب میں آ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے لڑکے کو مخاطب کیا تھا۔ "باقی سب لوگ کہاں ہیں؟"

"تم بالکل ٹھیک ہو دینا۔" احتشام نے اپنی بات دہرائی۔ "یہاں دوسرے لوگ بھی ہیں۔ کیا تم ان کی آواز سن سکتی ہو؟"

"ہہ..... ہاں! میں ان کی آواز سن سکتی ہوں' لیکن آنٹی کہاں ہیں؟"

"ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ تم پریشان مت ہو۔" دوسری طرف سے اٹھ کر آنے والی نوجوان خاتون نے کہا پھر وہ احتشام سے مخاطب ہوئی۔ "کیا ہم ہائی جیک کر لئے گئے ہیں؟"

"میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں۔" احتشام نے کہا۔ اس نے گہری نگاہ سے اس خاتون کا جائزہ لیا۔ اس کی عمر تیس بتیس سال تھی' اس کے بال گہرے براؤن رنگ کے اور نقوش تیکھے تھے۔ احتشام نے ایک عرصے کے بعد کسی عورت کو ایسی نگاہ سے دیکھا تھا۔ خاتون واقعی خوبصورت تھی۔

احتشام نے مڑ کر سرخ شرٹ والے آدمی سے کہا۔ "میں ذرا آگے کا جائزہ لینے جا رہا ہوں۔ آپ اس بچی کے ساتھ رہئے گا۔"

آدمی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں ہو کیا رہا ہے؟"

اتنی دیر میں ایک اور شخص ان کے ساتھ آ شامل ہوا۔ اس نے بلیو جینز کے ساتھ آکسفورڈ شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ بھی تیس بتیس سال کا نوجوان اور خوش شکل آدمی تھا۔ دوسرے لوگوں کے برعکس' وہ بالکل پُرسکون اور مطمئن نظر آ رہا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے نفیس سے فریم کا ایک چشمہ نکالا۔ اسے جھٹک کر کھولا اور اپنی آنکھوں پر لگاتے ہوئے بولا۔ "لگتا ہے ہمارے کچھ مسافر کم پڑ گئے۔" اس کا لہجہ احتشام کے ذہن میں ایک گھنٹی کی طرح گونجا۔ اس نے انگلش بولنے کا یہ لہجہ پہلے بھی کہیں سن رکھا تھا۔ وہ شخص کہہ رہا تھا۔ "عملے کا پتہ کیا کسی نے' وہ لوگ کہاں ہیں؟"

"میں یہی دیکھنے جا رہا تھا۔" احتشام نے کہا۔ اس نے یہ لہجہ پہچان لیا تھا۔ ایک عرصے تو وہ خود بھی اسی لہجے میں گفتگو کرتا رہا تھا۔ نوجوان کا رنگ مغالطہ ڈال دینے کی حد تک گورا چٹا اور بال سنہرے تھے لیکن اس کی گفتگو کا انداز اس کے پاکستانی ہونے کی بڑی موہوم سی چغلی کھا رہا تھا۔ اگر احتشام خود پاکستانی نہ ہوتا تو شاید وہ خود بھی اس فرق کو نہ پہچان پاتا۔ نوجوان انڈیا سے بھی متعلق ہو سکتا تھا لیکن اس کا لہجہ جس قدر صاف تھا اس سے اس کا پاکستانی ہونا زیادہ ممکن نظر آتا تھا۔

احتشام پھر آگے بڑھنے لگا۔ سیٹوں کی قطار کے آخری سرے پر پہنچ کر وہ مڑا اور تیزی سے مسافر گننے لگا۔ دو مزید مسافر کھڑے ہوئے مسافروں میں آ شامل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک وہی نوخیز لڑکی تھی جسے اس نے پہلے سوئے ہوا دیکھا تھا۔ وہ اپنے قدموں پر اس طرح جھول رہی تھی جیسے نشے میں ہو۔ دوسرا مسافر ایک مرد تھا جو ادھیڑ عمری سے نکل کر بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ اس نے سپورٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔ ٹوٹل آٹھ مسافر تھے۔ ان میں اس نے خود کو شامل کیا اور بزنس کلاس میں سوئے ہوئے تھری پیس سوٹ والے گنجے کو' جو ابھی تک سو رہا تھا۔ یعنی کل دس افراد بنتے تھے۔

دس افراد! اور باقی لوگ کہاں گئے؟

لیکن ابھی اس سوال پر غور و فکر کرنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ احتشام نے سر جھٹکا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کا رخ کاک پٹ کی طرف تھا۔

☆=========☆=========☆

فرسٹ کلاس اور موڈی سکرین کے درمیان واقع سروس ایریا' جہاں ائرہوسٹس اور سٹیورڈ وغیرہ موجود ہوتے تھے' خالی پڑا تھا۔ یہاں پر احتشام کو ایک ایسی چیز نظر آئی جسے دیکھ کر اس کی تشویش اور بڑھ گئی۔ مشروبات کی ٹرالی اس حصے کے باتھ روم کے پاس تقریباً الٹی ہوئی پڑی تھی۔ اس میں بھری بوتلیں اور گلاس باہر کو گر رہے تھے۔

"عملے کے لوگ مسافروں کو مشروبات پیش کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔" احتشام نے سوچا۔ "جب یہ واقعہ رونما ہوا۔ ان لوگوں نے ٹرالی نکالی ہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعہ جہاز کے پرواز کرنے کے نصف گھنٹے بعد پیش آیا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کیا اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوا کیسے؟ آخر اڑتے جہاز میں سے سب لوگ کہاں جا سکتے ہیں؟"

اس کے پاس ان میں سے کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔ ایسی صورت حال میں صرف اندازے قائم کئے جا سکتے ہیں لیکن ستم تو یہ تھا کہ احتشام کے پاس اندازے لگانے کے لئے بھی کچھ نہیں تھا۔ ایسے کسی واقعے کے متعلق اس نے پہلے نہ کبھی پڑھا تھا نہ سنا تھا۔ برمودا ٹرائی اینگل البتہ ایک مشہور چیز تھی' اس کے علاوہ "میری سے لستے" نامی وہ بحری جہاز' جس کا تمام عملہ ان سے ملتے جلتے حالات میں غائب ہو گیا تھا۔ جہاز کی ہر چیز بڑی ترتیب سے اپنی اپنی جگہ پر سجی ہوئی تھی یہاں تک کہ کپتان کے کمرے میں کھانے کی میز لگی ہوئی تھی اور ایش ٹرے میں اس کا پائپ بھی سلگ رہا تھا لیکن تمام مسافر اور عملے کے لوگ غائب ہو چکے تھے۔ جہاز پر موجود جاندار چیزوں میں صرف ایک طوطا باقی بچا تھا۔ پھر برمودا ٹرائی اینگل تھی جس پر سے آج تک نہ جانے کتنے ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو چکے تھے۔

یہ دونوں چیزیں ابھی تک اسرار کے پردے میں چھپی ہوئی تھیں۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ "میری سے لستے" کے مسافروں اور عملے کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا اور کوئی نہیں جانتا کہ برمودا ٹرائی اینگل پر سے گزرنے والی چیزوں کے ساتھ کیا صورت حال پیش آتی ہے۔

احتشام نے ایک دفعہ پھر سر جھٹکا۔ اس کے ذہن میں دھند سی بھر رہی تھی۔ اپنے آپ پر قابو پا کر وہ سروس ایریا عبور کرتا ہوا کاک پٹ کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اس کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ احتشام جانتا تھا کہ اس کی کوشش بے سود ہے لیکن اس کے باوجود اس نے زور زور سے کاک پٹ کا دروازہ دھڑدھڑایا۔

خاموشی چھائی رہی۔ جہاز کا کاک پٹ بھی خالی تھا۔

اس نے دروازے کا ہینڈل گھمانا چاہا۔ ہینڈل ساکت رہا۔ احتشام گہری سانس لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ جہاز کے کاک پٹ کا دروازہ باہر سے نہیں کھولا جا سکتا۔ جب سے دہشت گردوں نے جہازوں کو ہائی جیک کر کے پائلٹوں کو گن پوائنٹ پر اپنی

مرضی کے مقامات کی طرف جانے پر مجبور کرنا شروع کیا تھا تمام ہوائی کمپنیوں نے حفاظتی تدابیر اختیار کرنا شروع کر دی تھیں۔ کاک پٹ کا دروازہ باہر سے نہ کھلنا بھی ایسی ہی ایک حفاظتی تدبیر تھی تاکہ کوئی باہر سے کاک پٹ میں داخل ہو کر پائلٹ پر قابو نہ پا سکے۔ یہ دروازہ صرف اندر سے کھولا جا سکتا تھا۔ صرف پائلٹ ہی اسے کھول سکتے تھے اور پائلٹ موجود نہیں تھے۔ احتشام اس جہاز کو اڑا سکتا تھا لیکن اس کے لئے اس کا کاک پٹ میں داخل ہونا ضروری تھا۔ یہاں باہر کھڑے ہو کر تو وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"دروازہ کھولو!" وہ دروازے پر مکے برساتا ہوا چیخا۔ "اندر والو' دروازہ کھولو۔"

اس کی کوشش فضول تھی اور وہ خود بھی اس بات سے واقف تھا۔ وہ تاسف آمیز انداز میں سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ فلائٹ اٹینڈنٹ غائب تھے' ائر ہوسٹس غائب تھیں' تقریباً تمام مسافر غائب تھے ایسی صورت میں بوئنگ 747 کے دونوں پائلٹ اپنی نشستوں پر کیسے موجود رہ سکتے تھے۔ کاک پٹ کا دو رکنی عملہ بھی باقی سب لوگوں کے ساتھ غائب ہو چکا تھا۔

اور یہ جہاز بغیر پائلٹ کے' آٹومیٹک پائلٹ پر زمین سے چھتیس ہزار فٹ کی بلندی پر اپنی منزل کی جانب اڑتا چلا جا رہا تھا۔

☆==========☆==========☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سرخ شرٹ والے آدمی سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ دینا کا خیال رکھے لیکن جیسے ہی دینا نے عقبی حصے سے آنے والی نوجوان خاتون کی آواز سنی' فوراً اس کے ساتھ نتھی ہو گئی۔ وہ اس کے قریب کی سیٹ پر گھس کر بیٹھ گئی تھی اور اس نے خاتون کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ نسوانی صحبت میں وہ زیادہ تقویت اور تحفظ محسوس کرتی تھی' شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن سے لے کر آج تک اس نے جتنی آوازیں بھی استاد کے روپ میں سنی تھیں' سب نسوانی تھیں۔

"تم نے اپنا نام دینا بتایا تھا نا؟" خاتون نے پوچھا۔

"ہاں' میرا نام دینا ہے۔" دینا نے کہا۔ "میں دیکھ نہیں سکتی لیکن بوسٹن میں آپریشن کروانے کے بعد شاید میں بھی دیکھنے لگوں۔ میں اپنی آنٹی کے ساتھ بوسٹن آپریشن کروانے جا رہی ہوں۔ وہاں کے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایک خصوصی آپریشن کے بعد ستر فیصد امکانات ہیں کہ میری نظر کسی نہ کسی حد تک دوبارہ بحال ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے مکمل طور پر لوٹ آئے۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

"لارل سٹیونسن!" خاتون نے بے توجہی سے کہا۔ اس کی نگاہیں ابھی تک خالی

سیٹوں پر بھٹک رہی تھیں۔ ایک تاثر اس کے چہرے پر منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔ چکرائی ہوئی بے یقینی کا تاثر!

"لارل۔ یہ کوئی پھول ہوتا ہے نا؟" دینا نے پوچھا۔

"ہاں' نرگس آبی۔" لارل نے جواب دیا۔

"ایکس کیوزمی!" اس نوجوان نے کہا جس کے لہجے سے احتشام نے اس کے پاکستانی ہونے کا اندازہ لگایا تھا۔ "میں ذرا آگے جا رہا ہوں۔ دیکھوں' ہمارا دوست کیا کر رہا ہے۔"

"میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" سرخ شرٹ والے آدمی نے کہا۔

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔" جرسی والے نوجوان نے اچانک کہا۔ اس کا پورا چہرہ زرد ہو رہا تھا لیکن اس کے گالوں پر دو سرخ دھبے تمتما رہے تھے۔ "میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور فوراً۔"

"تمہاری بات پر مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ سب یہی جاننا چاہتے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔" دوسرے نوجوان نے کہا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ سرخ شرٹ والا اس کے پیچھے چل دیا۔ متورم آنکھوں والی لڑکی نے ادھر ادھر دیکھا پھر غیر یقینی انداز میں بزنس کلاس اور مین کیبن کی پارٹیشن کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ کیا کرے۔

سپورٹ کوٹ والے آدمی نے جھک کر کھڑکی سے باہر جھانکا۔

"کیا نظر آیا؟" لارل نے پوچھا۔

"تاریکی اور پہاڑ۔" آدمی نے جواب دیا۔

"راکیز کا سلسلہ ہے؟" البرٹ نے کہا۔

"میرے خیال میں راکیز ہی ہیں۔" سپورٹ کوٹ والے نے اثبات میں سر ہلایا۔ راکیز ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو لاس اینجلس اور بوسٹن کے درمیان ایک مقام پر پھیلا ہوا ہے۔

البرٹ نے خود کھڑکی سے باہر جھانکنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی عمر سترہ سال تھی اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سکول اور گھر میں اس کی ذہانت کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ اپنی تمام تر ذہانت کے باوجود وہ اس شام کے سب سے بڑے سوال کا جواب تلاش نہیں کر پایا تھا۔ اور سوال یہ تھا کہ جہاز کو کون اڑا رہا ہے؟

تب اس نے فیصلہ کیا کہ کم از کم اس وقت یہ سوال کچھ زیادہ اہمیت کا حامل نہیں۔ جہاز بڑے ہموار انداز میں اڑ رہا ہے' کوئی نہ کوئی تو اسے اڑا ہی رہا ہو گا۔ کوئی آدمی یا کوئی چیز مثلاً آٹومیٹک پائلٹ۔ دونوں میں سے کچھ بھی ہو' اس وقت وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ حقیقی زندگی میں وہ البرٹ کاسز تھا جس میں موسیقی کا اچھا خاصا متاثر کن ٹیلنٹ موجود تھا خصوصاً وائلن بجانے میں۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے والدین نے اسے بوسٹن کے برکلی کالج آف میوزک میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ خیالی زندگی میں وہ حکم کا اکا تھا۔ برق رفتار گن باز' خطرناک اشتہاریوں کو پکڑ کر انعام حاصل کرنے والا۔

حکم کا اکا اس کے تشنہ خوابوں کی پیداوار تھا۔ البرٹ کے والدین اس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ البرٹ ان کے ہمہ وقت سر چڑھے رہنے والے پیار سے کسی حد تک اکتا گیا تھا۔ ظاہر ہے زیادتی ہر چیز کی بری ہوتی ہے۔ ہر بچے کی طرح اس کی بھی خواہش تھی کہ وہ دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر فٹ بال اور بیس بال کھیلے' سکول کی ٹیم میں داخل ہو اور دوسرے کھلاڑیوں کو دیکھ کر نعرے لگانے کے بجائے ان میں شامل ہو کر اپنے کھیل پر دوسروں کے نعرے لگتے سنے لیکن اس کے والدین نے اسے بیس بال یا فٹ بال کھیلنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں البرٹ کے قیمتی ہاتھ' موسیقار ہاتھ' زخمی نہ ہو جائیں۔ یہ تو خیر ایک بڑی بات تھی' وہ تو البرٹ کی ہلکی سی چھینک کو بھی نمونئے کی آمد کا پیش خیمہ سمجھ لیتے تھے۔ جب البرٹ ان کے پیار اور اپنی خیریت سے متعلق ان کی ضرورت سے بڑھی ہوئی تشویش سے اپنا دم گھٹتا محسوس کرتا تھا تو حکم کے اکے کے تصور میں پناہ لیتا تھا۔ حکم کا اکا' ایریزونا کا سب سے برق رفتار گن باز' لذیذ کھانوں اور عمدہ شرابوں کا شیدائی اور خوبصورت لڑکیوں کا دلدادہ۔ یہ علیحدہ بات کہ اپنی مختصر سی زندگی میں البرٹ کبھی کسی لڑکی کے قریب نہیں ہوا تھا۔

بیک وقت باصلاحیت موسیقار' تیز ترین گن باز' ذہین و فطین اور خوش شکل ہونے

کے باوجود البرٹ مجبور تھا کیونکہ وہ جہاز اڑانے کے بارے میں الف سے ب بھی نہ جانتا تھا۔ جہازوں کے اندرونی نظام کے متعلق اسے کچھ معلومات حاصل تھیں لیکن ان سے آگے بس۔ چنانچہ وہ مجبور تھا اور اپنی جگہ پر کھڑا ادھر ادھر دیکھ کر پریشان ہونے کے سوائے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

☆=========☆=========☆

"میں دعا کر رہا ہوں سر' کہ پائلٹ کی وہ کیپ جو میں نے فرسٹ کلاس کے کیبن میں دیکھی تھی' آپ ہی کی ہو۔" پاکستانی نوجوان نے کہا۔

احتشام اس وقت کاک پٹ کے مقفل دروازے کے سامنے کھڑا' سر جھکائے ذہن پر دباؤ ڈال رہا تھا۔ وہ کاک پٹ میں داخل ہونے کا کوئی طریقہ سوچ رہا تھا۔ نوجوان کی آواز سن کر وہ چونکا اور تیزی سے مڑا۔

"میں آپ کو چونکانا نہیں چاہتا تھا' معذرت خواہ ہوں۔" نوجوان نے کہا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ "میرا نام توقیر ڈار ہے۔ فرام پاکستان!"

احتشام کو ہلکی سی خوشگوار حیرت ہوئی۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ نوجوان پاکستانی ہی تھا اور کشمیری فیملی سے تعلق رکھنے کی بناء پر امریکیوں برطانویوں کی طرح گورا چٹا تھا۔ سنہرے بال تو خیر پاکستان میں بھی عام ملتے ہیں کوئی یورپ کا اجارہ نہیں۔ اس نے توقیر ڈار کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام کر اس قدیم رسم کی تکمیل کی جو مصافحے کی صورت میں ہزاروں سالوں سے پوری دنیا میں رائج ہے۔

احتشام فوری طور پر کچھ نہ کہہ سکا۔ اسے ابھی تک یہ سب عالم خواب ہی معلوم ہو رہا تھا اور کیوں نہ ہوتا؟ پچھلے چند گھنٹوں میں اس پر پے در پے جو آفتیں ٹوٹی تھیں' وہ حقیقی دنیا کا حصہ معلوم نہیں ہوتی تھیں۔ پہلے ٹوکیو سے فلائٹ کے دوران پریشر لیک' پھر این کی موت کی اطلاع اور اب یہ پُراسرار حالات۔

"احتشام سرور!" بالآخر اس نے کہا۔ "میں بھی پاکستانی ہوں۔"

اس مرتبہ ویسی ہی خوشگوار حیرت توقیر کے چہرے پر نظر آئی۔ "پھر تو آپ سے مل کر ڈبل خوشی ہوئی۔" اس نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا پھر ادھر ادھر نگاہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈالی۔ "اگرچہ ان حالات میں خوشی کا لفظ کچھ بے جا سا لگتا ہے۔"

"مجھے بھی تم سے مل کر خوشی ہوئی۔" احتشام نے کہا اور پھر اس کی بات دہرائی۔

"اگرچہ ان حالات میں خوشی کا لفظ کچھ بے جا سا لگتا ہے۔" پھر اس نے دل میں کہا۔ "مگر یہ حالات ہیں کیا؟ ابھی تک ہم کچھ بھی تو نہیں جان پائے۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے؟"

"حالات کچھ عجیب و غریب ہیں' ہے نا!" توقیر کی آواز نے اسے خیالات کے بھنور سے باہر کھینچ لائی۔ "بہتر ہو گا کہ ابھی ہم ان پر غور کرنے کے بجائے انہیں سلجھانے کی کوشش کریں۔ ایک وقت میں ایک قدم۔ کیا عملے کی طرف سے کوئی جواب مل رہا ہے؟"

احتشام کا الجھا ہوا ذہن پُرسکون ہونے لگا۔ توقیر ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ بہتر یہی تھا کہ ابھی ان حالات کی گتھیاں سلجھانے پر وقت کھپانے کے بجائے ایک وقت میں ایک قدم اٹھایا جائے۔ تمام مسائل کو ایک ایک کر کے حل کیا جائے۔ اس وقت ان کے سامنے سب سے پہلا مسئلہ تھا ان کے تحفظ کا اور اس کے لئے یہ جاننا بہت ضروری تھا کہ کیا جہاز کے پائلٹ موجود ہیں یا دوسروں کے ساتھ غائب ہو گئے۔ اور اگر وہ لوگ غائب ہو گئے ہیں تو پھر اس جہاز کو بحفاظت زمین پر اتارنے کا کوئی بندوبست کیا جائے۔

اس نے ایک دفعہ پھر مڑ کر کاک پٹ کے دروازے پر گھونسہ مارا پھر توقیر سے بولا۔

"اندر سے کوئی جواب نہیں آ رہا۔ شاید کاک پٹ بھی باقی جہاز کی طرح خالی ہے۔" اس نے ایک دفعہ پھر دروازے پر گھونسہ مارا۔

"ایزی' ایزی!" توقیر نے کہا۔ "پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا واقعی وہ پائلٹ کیپ تمہاری ہی ہے۔ تم جان نہیں سکتے کہ تمہیں کیپٹن احتشام کے نام سے پکار کر مجھے کتنی خوشی اور اطمینان ملے گا۔"

حالات کی سنگینی کے باوجود احتشام مسکرا دیا۔ "میں کیپٹن احتشام ہی ہوں۔" اس نے کہا۔ "لیکن ان حالات میں' میرا خیال ہے تم مجھے احتشام کے نام سے پکار سکتے ہو۔"

توقیر ڈار نے احتشام کا دایاں ہاتھ تھام کر اسے بوسہ دیا اور بولا۔ "اس کے بجائے میں تمہیں نجات دہندہ کہوں گا۔ تم برا تو نہیں مناؤ گے؟"

احتشام ہنسنے لگا۔ توقیر بھی اس کی ہنسی میں شامل ہو گیا۔ اس تقریباً خالی جہاز کے

کاک پٹ کے بند دروازے کے سامنے وہ دونوں کھڑے ہنس رہے تھے کہ سرخ شرٹ والا آدمی بھی وہاں آ پہنچا اور ان دونوں کو ایسی مشوش نگاہوں سے دیکھنے لگا جیسے وہ پاگل ہو گئے ہوں۔

☆=========☆=========☆

البرٹ نشستوں کا جائزہ لیتا پھر رہا تھا۔ پورے جہاز کی نشستیں جو گھنٹہ بھر پہلے مسافروں سے بھری ہوئی تھیں' اب مسافروں سے تو خالی تھیں لیکن ان کی جگہ پر دوسرا دلچسپ ساز و سامان موجود تھا مثلاً ایک سیٹ پر البرٹ کو وگ پڑی نظر آئی۔ اس نے وگ کو اٹھا کر تھوڑی دیر اس کا جائزہ لیا اور پھر اسے واپس سیٹ پر پھینک دیا۔ وگ کے ساتھ ایک پرس بھی پڑا ہوا تھا۔ ذرا غور سے دیکھا تو البرٹ کو پرس کے ساتھ کوئی اور چیز بھی چمکتی ہوئی نظر آئی۔ البرٹ نے جھک کر دیکھا۔ چمکنے والی چیز طلائی انگوٹھی تھی۔ شادی کی انگوٹھی!

البرٹ کو حیرت ہوئی۔ کوئی اپنی شادی کی انگوٹھی انگلی سے کیسے اتار سکتا ہے' اس نے سوچا۔ اس نے انگوٹھی کو اٹھا کر دیکھا پھر واپس رکھ دیا۔ وہ سیٹوں پر نگاہ ڈالتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ یہاں اس کی حیرتوں کے مزید سامان موجود تھے۔ تھوڑی دیر میں البرٹ جہاز کے بارے میں سب کچھ بھول گیا اور اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ آٹومیٹک پائلٹ پر اڑتے ہوئے جہاز کو وہ لوگ زمین پر کیسے اتاریں گے۔ جو چیزیں اس نے دیکھیں وہ کسی کو بھی سب کچھ بھلا دینے کے لئے کافی تھیں۔

فلائٹ نمبر29 کے تمام مسافر غائب ہو چکے تھے لیکن اپنے پیچھے ایک شاندار' اور کہیں کہیں حیران کن' خزانہ چھوڑ گئے تھے۔ تقریباً ہر سیٹ پر کوئی نہ کوئی زیور پڑا ہوا تھا۔ زیادہ تر شادی کی انگوٹھیاں' ان کے علاوہ ہیرے' زمرد اور یاقوت۔ کانوں کے بندے تھے جن میں سے بیشتر تو سستے تھے لیکن بعض البرٹ کی ناتجربہ کار آنکھ کو بھی خاصے قیمتی نظر آ رہے تھے۔ وہاں سٹڈ تھے' نیکلس تھے' کف لنکس تھے' بریسٹ اور ان کے علاوہ گھڑیاں۔ ان گنت گھڑیاں۔ ٹائم ایکس کے سستے مال سے لے کر رولیکس کی مہنگی ترین گھڑیوں تک۔ کم از کم دو سو گھڑیاں' سیٹوں پر' ان کے نیچے اور ان کے درمیان گری پڑی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھیں۔

کم از کم ساٹھ چشمے بھی وہاں تھے۔ مختلف اقسام کے چشمے' وائر' رائن سٹون' ہارن' گولڈ' رے بین' پولارائیڈ اور فوسٹر گرانٹ' غرض ہر رنگ اور ہر نسل کا چشمہ وہاں موجود تھا۔

بیلٹوں کے بکل اور کامن پنوں کے علاوہ جیبوں سے نکلی ہوئی ریزگاری کے ڈھیر بھی موجود تھے۔ کاغذی نوٹ کوئی نہیں تھا لیکن سکوں کی شکل میں بھی کم از کم 400 ڈالر وہاں بکھرے پڑے تھے۔ بٹوے بھی تھے' اگرچہ بٹوؤں کے مقابلے میں زنانہ پرس زیادہ تھے لیکن اس کے باوجود سستی ریگزین سے لے کر عمدہ چمڑے تک' ہر قسم کے بٹوے وہاں موجود تھے۔

یہ سب اپنی جگہ لیکن بعض جگہ البرٹ کو ایسی چیزیں بھی نظر آئیں کہ وہ سر کھجانے پر مجبور ہو گیا۔ ایسی چیزیں جن کے متعلق وہ جانتا تھا کہ انسانی جسم سے باہر ان کا کوئی کام نہیں ہے۔ دانتوں کے کراؤن' ان کی فلنگ' ایک سیٹ پر اسے سٹیل کی دو چھوٹی چھوٹی سلاخیں نظر آئیں۔ البرٹ نے اٹھا کر ان کا معائنہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سرجیکل راڈز ہیں جو بعض اوقات حادثات کا شکار ہونے والوں کے جسم میں ہڈیوں کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کرنے کے لئے ڈالی جاتی ہیں اور یہ کہ ان کی جگہ جہاز کی سیٹ پر نہیں بلکہ کسی مسافر کے گھٹنے یا کندھے میں ہے۔

جہاز کی بالکل آخری قطار پر اسے ایک داڑھی والا ہپی نوجوان نظر آیا جو گہری نیند سو رہا تھا۔ اس سے دو قطاریں پہلے ایک سیٹ پر اسے ایک ایسا آلہ ملا جسے ہارٹ سرجن دل کی رفتار متوازن رکھنے کے لئے بعض مریضوں کے دل میں لگاتے ہیں۔ اس آلے کو پیس میکر کہا جاتا ہے۔ البرٹ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسی چیزیں اس جہاز کی سیٹوں پر کیا کر رہی ہیں۔

"آخر یہاں ہو کیا رہا ہے؟" وہ لرزتی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

☆=========☆=========☆

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" کرینک جرسی والے نے بلند آواز

میں کہا۔ وہ یوں چلتا ہوا سروس ایریا میں داخل ہوا تھا جیسے یہ جگہ اس کے باپ کی جاگیر ہو۔

"کیا ہو رہا ہے؟ فی الحال تو ہم اس دروازے کا تالا توڑنے والے ہیں۔" توقیر ڈار نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے گھور کر دیکھا۔ "ایسا لگتا ہے کہ فلائٹ کریو پرواز کے دوران دوسرے لوگوں کے ساتھ کہیں غائب ہو گیا ہے لیکن خوش قسمتی سے ہمارے یہ ساتھی بھی ایک پائلٹ ہیں اس لئے......"

"اس لئے وس لئے کیا۔" جرسی والے نے اس کی بات کاٹ دی۔ "یہاں کوئی بہت بڑی گڑبڑ چل رہی ہے اور میں اس کا پتہ چلانا چاہتا ہوں۔" وہ آگے بڑھا اور تن کر احتشام کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "تم امریکن پرائڈ کے لئے کام کرتے ہو نا؟" اس نے درشتی سے پوچھا۔

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔ "لیکن کیوں نہ فی الحال اس بات پر سے توجہ ہٹا لی جائے؟ ابھی ضرورت اس بات کی ہے کہ......"

"میں بتاتا ہوں کہ ضرورت کس بات کی ہے۔" جرسی والا زور سے بولا۔ اس کے منہ سے اڑنے والے لعاب کا ایک غبار سا احتشام کے گالوں پر پڑا اور اس نے بڑی مشکل سے اس گدھے کی گردن دبوچنے کی خواہش پر قابو پایا۔ "بوسٹن کے پروڈنشل سنٹر میں بینکاروں کی بین الاقوامی تنظیم کے ساتھ میری ایک بہت اہم میٹنگ ہے اور مجھے کسی بھی صورت صبح نو بجے سے پہلے وہاں پہنچنا ہے۔ میں نے اس فلائٹ پر سیٹ اس لئے بک کرائی تھی کیونکہ مجھے اس کمپنی کی کارکردگی پر اعتماد تھا۔ اب میں تین چیزیں جاننا چاہتا ہوں۔ میری نیند کے دوران کس نے اس پرواز کو شیڈول کے خلاف سٹاپ کرنے کا حکم دیا' سٹاپ کہاں ہوا اور کیوں ہوا؟"

"تم نے کبھی سٹار ٹریک دیکھا ہے؟" توقیر ڈار نے اچانک کہا۔

جرسی والے کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے توقیر کی طرف مڑا اور اس کے چہرے کے تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ وہ توقیر کو پاگل سمجھ رہا ہے۔ "کیا کہہ رہے ہو تم؟" وہ غرایا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"امریکی ٹیلی ویژن کا بہت اچھا سیریل تھا۔" توقیر نے کہا۔ "سائنس فکشن۔ خلا میں بھٹکتے ہوئے نئی نئی اور عجیب و غریب دنیاؤں کی تلاش کر رہے ہیں۔ بالکل ہی ویسی ایک عجیب و غریب دنیا اس وقت تمہارے سر کے اندر آباد ہے اور اگر تم نے اپنا منہ بند نہ کیا تو میں تمہیں مسٹر سپاک کے اس مشہور داؤ کی عملی مشق کر کے دکھاؤں گا جس کی پکڑ میں آنے والا تھوڑی دیر میں گہری نیند سو جاتا ہے' سمجھے؟"

"تم مجھ سے ایسے بات نہیں کر سکتے۔" جرسی والا پھنکارا۔ "تم جانتے ہو میں کون ہوں؟"

"جانتا ہوں۔" توقیر ڈار نے کہا۔ "تم ایک گدھے ہو جس نے اس فلائٹ کا بورڈنگ پاس ہاتھ میں آتے ہی خود کو اس کمپنی کا مالک سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ تم بری طرح خوفزدہ بھی ہو۔ تمہارے خوفزدہ ہونے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر تم کام میں خلل اندازی کرو گے تو میں ضرور اعتراض کروں گا۔"

جرسی والے کا چہرہ اب اتنا سرخ ہو گیا تھا کہ احتشام کو محسوس ہونے لگا کہ کسی بھی وقت اس کا سر ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ "تمہیں مجھ سے ایسے بات کرنے کا کوئی حق نہیں' تم تو امریکی شہری بھی نہیں ہو۔"

توقیر ڈار کا ہاتھ اتنی تیزی سے حرکت میں آیا کہ احتشام سمجھ نہ سکا کیا ہوا ہے۔ ایک لمحہ پہلے جرسی والا توقیر پر چیخ رہا تھا جبکہ توقیر ڈھیلے ڈھالے انداز میں احتشام کے پہلو میں کھڑا تھا' اور اب جرسی والے کی ناک اس کی چٹکی میں پھنسی ہوئی تھی۔

جرسی والے نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن توقیر کی گرفت مضبوط ہو گئی پھر اس کا ہاتھ تھوڑا سا مڑا' جیسے کوئی پیچ کس رہا ہو' جرسی والا تکلیف کے عالم میں ڈکرایا۔

"میں اسے توڑ سکتا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "اور بڑی آسانی سے' یقین کرو۔"

جرسی والا خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ مرے مرے انداز میں توقیر کے بازو سے ٹکرا رہے تھے۔ توقیر نے ایک بار پھر ہاتھ کو جنبش دی اور جرسی والا ایک مرتبہ پھر ڈکرایا۔

"شاید تم نے میری بات سنی نہیں۔ میں تمہاری ناک توڑ سکتا ہوں۔ تم میری بات

سمجھ رہے ہو نا؟ اگر سمجھ رہے ہو تو پھر اشارہ کرو۔"

اس نے تیسری مرتبہ جرسی والے کی ناک مروڑی۔

اور اس مرتبہ جرسی والا ڈکرایا نہیں' اس کے حلق سے اتنی زوردار چیخ نکلی کہ سروس ایریا گونج اٹھا۔

"اوہ ہو!" متورم آنکھوں والی لڑکی نے پیچھے سے کہا۔ "نوز لاک۔"

"تمہارے کاروباری معاملات پر بحث کرنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔" توقیر نے کہا۔ "اور میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ تمہارے ہسٹیریا کا علاج کرتا پھروں' تمہارا خوف دور کرتا پھروں' اس وقت ہم سب ایک عجیب اور پُراسرار صورت حال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمیں اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا ہے۔ تم حل نکالنے میں ہماری مدد نہیں کر سکتے تو پھر میں تمہیں مشکلات میں مزید اضافہ کرنے اجازت بھی نہیں دے سکتا۔ اس لئے میں تمہیں واپس مین کیبن بھیج رہا ہوں۔ یہ سرخ شرٹ والا شریف آدمی....."

"ڈان جینفی!" سرخ شرٹ والے شریف آدمی نے کہا۔ "میرا نام ڈان جینفی ہے۔" احتشام کی طرح وہ بھی بے حد حیران نظر آ رہا تھا۔

"شکریہ!" توقیر نے کہا۔ جرسی والے کی ناک ابھی تک اس کی چٹکی میں پھنسی ہوئی تھی۔ نہ جانے اس کی گرفت میں کیسا جادو تھا کہ وہ جوان اور طاقتور آدمی دو انگلیوں کی پکڑ میں بے بس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ توقیر نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ "مسٹر جینفی تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور جب تم مین کیبن میں پہنچ جاؤ تو تم خاموشی سے ایک سیٹ پر بیٹھ جاؤ گے۔ اپنی سیٹ بیلٹ باندھ لو گے اور کسی کو تنگ نہیں کرو گے۔ ایک دفعہ جب ہمارا کپتان جہاز کا کنٹرول سنبھال لے تو ہم تمہارے مسائل پر تفصیلی بحث کریں گے۔ اس وقت سے پہلے تمہاری مداخلت ضروری نہیں ہے۔ سمجھ گئے؟"

جرسی والے نے ایک تکلیف زدہ آواز نکالی۔

"اگر میری بات سمجھ گئے ہو تو انگوٹھا اٹھا کر دکھاؤ۔"

جرسی والے نے انگوٹھا اٹھا دیا۔

"شکریہ!" توقیر نے کہا۔ "ایک اور بات' جب میں تمہاری ناک چھوڑوں گا تو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمہارا دل بدلہ لینے کو چاہے گا' تم مجھ پر ٹوٹ پڑنے کی شدید خواہش محسوس کرو گے۔ خواہش کی حد تک تو بات ٹھیک ہے لیکن اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا بہت بڑی حماقت ہوگی۔ اب اچھے بچوں کی طرح ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ کیا نام ہے آپ کا؟" وہ پھر سرخ شرٹ والے کی طرف متوجہ ہوا۔

"جیفی!" سرخ شرٹ والے نے ایک دفعہ پھر کہا۔ "ڈان جیفی۔"

"ہاں' جیفی' معذرت چاہتا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "اب تم مسٹر جیفی کے ساتھ مین کیبن چلے جاؤ۔ تم اور کوئی مشکل کھڑی کرنے کی کوشش نہیں کرو گے اور تم کسی اور سے بھی لڑنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں درد کی نئی نئی دنیاؤں کی سیر کراؤں گا۔ میری بات سمجھ رہے ہو تو انگوٹھا اٹھاؤ۔"

جرسی والے کا انگوٹھا حیران کن تیزی سے اوپر اٹھا۔

"تب تو ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا اور اس کی ناک چھوڑ دی۔

جرسی والا ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ وہ توقیر کو گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں طیش دہک رہا تھا لیکن اس طیش میں الجھن بھی تھی۔ وہ ایک ایسی بلی کی طرح نظر آ رہا تھا جس پر سوتے ہوئے ٹھنڈے پانی کی بالٹی انڈیل دی گئی ہو۔ جرسی والے کے غصے کا احتشام پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں الجھن دیکھ کر وہ اس کے لئے ترس محسوس کرنے لگا۔ وہ خود بھی اس وقت خود کو خاصا الجھا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

جرسی والے نے ہاتھ اٹھا کر اپنی ناک کو چھوا۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ اس کے دونوں نتھنوں سے خون کی پتلی پتلی دھاریں بہنا شروع ہو گئی تھیں۔ شاید توقیر کے دباؤ سے جلد کی کوئی چھوٹی موٹی رگ پھٹ گئی تھی۔ اس کی انگلیاں خون آلود ہو گئیں۔ اس نے بے یقینی کے عالم میں خون دیکھا اور پھر کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔

"تمہاری جگہ میں ہوتا تو کبھی نہ بولتا۔" ڈان جیفی نے اس کی بات حلق سے نکلنے سے پہلے ہی کاٹ دی۔ "یہ آدمی تمہارے بس کا نہیں مسٹر۔ بہتر ہوگا تم میرے ساتھ چلو۔" اس نے جرسی والے کا بازو تھام کر اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ ایک لمحے کے لئے جرسی والے نے مزاحمت کی' اس کا پھر منہ کھلا۔

"بری بات!" متورم آنکھوں والی لڑکی نے کہا۔

جرسی والے نے منہ بند کر لیا اور ڈان جیفی کے ساتھ چلنے لگا۔ اس نے ایک دفعہ مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں صدمہ تھا اور حیرت۔ اس نے ایک دفعہ پھر اپنی ناک پونچھی۔

اس دوران توقیر کی توجہ اس سے یوں ہٹ گئی تھی جیسے اس کی ذات میں ساری دلچسپی ہی کھو بیٹھا ہو۔ وہ ایک کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ "ایسا لگتا ہے ہم راکیز پر سے گزر رہے ہیں اور ہماری بلندی بھی کافی ہے۔" اس نے کہا۔

احتشام نے خود بھی باہر دیکھا۔ راکیز کا پہاڑی سلسلہ گزرتا جا رہا تھا۔ احتشام نے اندازہ لگایا کہ ان کی بلندی اس وقت 35 ہزار فٹ کے لگ بھگ ہے۔ چنانچہ ابھی فوری طور پر فکر کی کوئی بات نہیں تھی۔

"آؤ۔" اس نے توقیر سے کہا۔ "یہ دروازہ توڑنا ہے۔"

وہ دونوں دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ "میرا خیال ہے آپریشن کے اس حصے کی کپتانی مجھے کرنے دو۔" توقیر نے کہا۔ "میں اس سلسلے میں تھوڑا بہت تجربہ رکھتا ہوں۔"

"بڑے شوق سے۔" احتشام نے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ شخص آخر کس فیلڈ میں ہے کہ ناکیں مروڑنے اور دروازے توڑنے میں تجربہ رکھتا ہے۔

"اگر پتہ چل جائے کہ تالا کتنا مضبوط ہے تو بڑی مدد مل سکتی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ ضرورت سے زیادہ قوت استعمال کر بیٹھوں اور پھر دروازہ توڑتا ہوا کسی نازک اور حساس پرزے پر جا گروں۔"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ یہ تالا کتنا مضبوط ہے۔" احتشام نے کہا۔ "ویسے میرے خیال میں زیادہ مضبوط نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔ "میری طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے دائیں کندھے کا رخ دروازے کی طرف ہونا چاہئے۔"

احتشام نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں گنتی گنتا ہوں۔ تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد ہم دونوں اکٹھے اس دروازے سے ٹکرائیں گے۔ چوٹ کا رخ تھوڑا نیچے رکھنا۔ اس سے تالا ٹوٹنے کا امکان بڑھ جائے گا۔ بہت زیادہ قوت لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ایک دفعہ میں دروازہ نہیں کھلتا تو ہم دوبارہ کوشش کر سکتے ہیں' اس لئے فکر کی کوئی بات نہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔"

لڑکی جس کی آنکھوں سے اب نیند کے آثار چھٹنا شروع ہو گئے تھے' بولی۔

"میرے خیال میں یہاں کہیں آس پاس اس تالے کی چابی نہیں چھپائی جاتی ہوگی۔"

احتشام نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔ "نہیں۔ دراصل یہ دہشت گردی سے نبٹنے کا ایک حربہ ہے۔"

"بالکل!" توقیر نے کہا پھر لڑکی کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری۔ "اس کے باوجود اپنا سر استعمال کر کے اس دروازے کو کھولا جا سکتا ہے۔"

لڑکی غیر یقینی انداز میں مسکرائی۔ توقیر احتشام کی طرف مڑا۔ "تیار ہو؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ ایک.... دو..... تین...."

وہ دونوں اکٹھے دروازے سے ٹکرائے اور دروازہ خلاف توقع بڑی آسانی سے کھل گیا۔ احتشام اپنا توازن کھو کر گرنے ہی والا تھا کہ توقیر نے بروقت اسے تھام لیا۔ اس جوان کی حرکات میں بلی جیسی پھرتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے جیسے خود سے کہا۔ "اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

کاک پٹ خالی پڑا تھا۔ اسے دیکھ کر احتشام کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔ اس نے اپنی زندگی میں ان دونوں سیٹوں کو کبھی خالی نہیں دیکھا تھا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ بوئنگ 747 ہزاروں میل تک آٹومیٹک پائلٹ پر پرواز کر سکتا ہے' اور ابھی تک کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس خالی کاک پٹ کو دیکھ کر اسی کی ریڑھ کی ہڈی میں پھریریاں سی دوڑنے لگی تھیں۔

پائلٹ کے کنٹرول خود بخود حرکت کر رہے تھے۔ جو فلائٹ پروگرام جہاز کے کمپیوٹر

میں فیڈ کر دیا گیا تھا' وہ اس کے مطابق اڑتا چلا جا رہا تھا۔ اپنی منزل پر پہنچنے تک انہیں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔ مسئلہ اس وقت شروع ہوتا جب جہاز کی لینڈنگ کا مرحلہ درپیش آتا۔ اس مرحلے کو انسانی ہاتھوں اور ذہن کی مدد کے بغیر مکمل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کاک پٹ کی کھڑکی سے باہر سپیدۂ سحر نمودار ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ!" لڑکی نے کہا۔

"او' او۔" اسی وقت توقیر نے کہا۔ "ادھر دیکھو دوست۔"

وہ کافی کے ایک ادھ بھرے کپ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جو پائلٹ کی سیٹ کے بائیں ہاتھ سروس کنسول پر پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ کافی کے کپ کے ساتھ ایک پرچ میں ادھ کھائی ڈینش پیسٹری نظر آ رہی تھی۔ احتشام کے ذہن میں وہ خواب یک لخت تازہ ہو گیا جو اس نے جاگنے سے پہلے دیکھا تھا۔

"جو کچھ بھی ہوا' بہت تیزی سے ہوا۔" اس نے کہا۔ "وہ دیکھو۔ اِدھر اور اُدھر۔" اس نے پہلے پائلٹ کی سیٹ کی طرف اشارہ کیا اور پھر کو پائلٹ کی سیٹ کے پاس فرش کی طرف اشارہ کیا۔ دو گھڑیاں چمک رہی تھیں۔

"اگر تمہیں گھڑیوں کی ضرورت ہے' تو جیسی جی چاہے دستیاب ہیں۔" ایک آواز نے ان کے عقب سے کہا۔ "جہاز میں بے شمار گھڑیاں بکھری پڑی ہیں۔" احتشام نے گھوم کر دیکھا۔ سبز پی کیپ والا لڑکا کاک پٹ کے دروازے میں کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ پورٹ کوٹ والا آدمی تھا۔

"واقعی!" توقیر نے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت نظر آ رہی تھی۔

"گھڑیاں' زیورات' چشمے۔" البرٹ نے کہا۔ "پرس بھی ہیں لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ..... کہ وہاں کچھ ایسا سامان بھی نظر آ رہا ہے جن کے متعلق مجھے یقین ہے کہ ان کی جگہ لوگوں کے جسم کے اندر ہے۔ سرجیکل راڈ اور پیس میکر۔"

توقیر نے احتشام کی طرف دیکھا۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ "پہلے میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ میری نیند کے دوران جہاز کسی وجہ سے راستے میں کہیں رکا اور مسافر اس میں سے اتر گئے۔" اس نے کہا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اگر جہاز کہیں اترنا شروع ہوتا تو میں فوراً جاگ جاتا۔" احتشام نے کہا۔ "یہ ہر پائلٹ کی عادت ہوتی ہے۔" اس کی نگاہیں خالی سیٹوں پر جمی ہوئی تھیں۔ خالی سیٹیں' ادھ پیا کافی کا کپ اور ادھ کھائی ڈینش پیسٹری۔

"عام حالات میں' میری آنکھ بھی کھل جاتی۔" توقیر نے کہا۔ "جب نہیں کھلی تو میں سمجھا کہ کسی نے میرے جوس کے گلاس میں کوئی چیز ڈال دی ہے۔"

احتشام کو اس کی بات پر حیرت ہوئی۔ کسی عام انسان کے ذہن میں ایسا خیال کیسے آ سکتا ہے۔ یہ شخص آخر ہے کون' کیا کرتا ہے؟

"میرے گلاس میں کسی نے کوئی چیز نہیں ڈالی تھی۔" اس نے کہا۔ "کیونکہ میں نے کوئی چیز پی نہیں تھی۔"

"میں نے بھی نہیں پی تھی۔" البرٹ نے کہا۔

"کسی بھی صورت میں' ہماری نیند کے دوران جہاز نہ تو کہیں اترا اور نہ ہی دوبارہ ہوا میں بلند ہوا۔" احتشام نے کہا۔ "جہاز آٹومیٹک پائلٹ پر اڑ سکتا ہے اور کنکارڈ آٹومیٹک پائلٹ پر لینڈ بھی کر سکتا ہے لیکن کسی انسان کی مدد کے بغیر جہاز کبھی ٹیک آف نہیں کر سکتا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارے جہاز نے لینڈ نہیں کیا تھا۔" توقیر نے کہا۔

"نہیں۔"

"پھر یہ سب لوگ کہاں چلے گئے' احتشام؟"

"میں نہیں جانتا۔" احتشام نے کہا اور آگے بڑھ کر پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

☆=========☆=========☆

فلائٹ نمبر29 چھتیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہی تھی۔ ایئر ہوسٹس نے اسے یہی بتایا تھا۔ اس کا فلائٹ روٹ اس وقت 090 تھا۔ ایک یا دو گھنٹے کے بعد جب طیارہ شمال کی طرف رخ بدلتا تو یہ روٹ چینج کیا جاتا۔ احتشام نے نیوی گیٹر کی چارٹ بک اٹھائی' ائرسپیڈ انڈی کیٹر کی طرف دیکھا' ذہن میں کچھ حساب کتاب لگایا پھر ہیڈ فون اٹھا کر سر پر چڑھا لیا۔ وہ گراؤنڈ کنٹرول سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت قریب ترین گراؤنڈ سٹیشن ڈینور میں تھا اور اس نے وہیں کی فریکوئنسی سیٹ کی تھی۔

"ڈینور سنٹر' یہ امریکن پرائڈ فلائٹ نمبر29 ہے' اوور؟" اس نے ریسیو کا بٹن دبایا۔ دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ مکمل اور قطعی خاموشی۔ گراؤنڈ کنٹرول خاموش تھا۔ کسی دوسرے جہاز کی ٹرانسمشن بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ صوتی لہروں کا شور بھی بند تھا۔ احتشام نے سیٹنگ چیک کی۔ 7700۔ سیٹنگ بالکل درست تھی۔ اس نے پھر ٹرانسمٹ کا بٹن دبا کر کہا۔ "ڈینور سنٹر' ازراہ کرم لائن پر آیئے۔ یہ امریکن پرائڈ فلائٹ نمبر29 ہے۔ میں دہراتا ہوں' امریکن پرائڈ فلائٹ نمبر29۔ ہمیں ایک مسئلہ درپیش آگیا ہے۔ ڈینور' ہمیں ایک مسئلہ درپیش آگیا ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

اس نے ریسیو کا بٹن دبا دیا اور سننے لگا۔

خاموشی چھائی رہی۔

احتشام کو شک گزرا کہ شاید ریڈیو سسٹم میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں تھا۔ بوئنگ 747 دنیا کے بہترین طیاروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ہر پرواز سے پہلے ماہرین اس کے ہر سسٹم کا معائنہ کرتے تھے۔ اگر ریڈیو سسٹم میں کوئی خرابی پیدا ہوئی ہوتی تو اس طیارے کو ہوا میں بلند ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ جھنجلا کر اس نے ریڈیو سسٹم کے نیچے ہاتھ مارا۔ ایک موہوم سی امید کے سہارے کہ جیسے کبھی کبھی رکی ہوئی گھڑی ایک دو بار کھنکھنانے سے چل پڑتی ہے' شاید یہ ریڈیو سسٹم بھی چل پڑے۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ڈینور سنٹر پر ٹرائی کی۔ کوئی رسپانس نہ ملا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ڈینور سنٹر کا تمام عملہ سو گیا ہے۔

اس وقت تک احتشام کا ذہن کسی حد تک چکرایا اور الجھا ہوا تھا لیکن اب اسے خوف محسوس ہونے لگا۔ اس نے ریڈیو کا ایمرجنسی بینڈ آن کر کے سننے کی کوشش کی۔ یہاں بھی خاموشی تھی۔ یہ ممکن نہیں تھا۔ ایمرجنسی بینڈ والے چوبیس گھنٹے اپنی سیٹ پر موجود رہتے تھے۔ جب بھی یہاں رابطے کی کوشش کی جاتی تھی فوری جواب ملتا تھا' لیکن اب وہاں بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مکمل اور گہری خاموشی۔

اس نے یونی کام سیٹ کیا۔ اس بینڈ پر پرائیویٹ طیارے گراؤنڈ کنٹرول سے مشورے حاصل کیا کرتے تھے۔ یہاں بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی جبکہ ایسا ہونا ممکن نہیں تھا۔ یونی کام ہمیشہ کسی ایسے کلاس روم کی طرح آوازوں سے گونجتا رہتا تھا جو بچوں سے بھرا ہوا ہو اور ٹیچر کسی کام سے باہر نکل گیا ہو۔ پرائیویٹ طیارے والے ہمیشہ کنٹرول والوں سے کسی نہ کسی چیز کے لئے رابطہ کرتے رہتے تھے لیکن اب ان میں سے بھی کسی کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

اس نے ایک مرتبہ پھر ڈینور سنٹر کا بینڈ سیٹ کیا۔ "ڈینور' لائن پر آؤ۔ یہ امریکن پرائڈ کی فلائٹ نمبر29 ہے۔ جواب دو' لعنت ہو تم پر جواب دو۔"

"ایزی' دوست!" توقیر نے اس کا کندھا چھوا۔

"کتا بھونکتا نہیں۔" احتشام نے جھنجلا

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلن پھر بھی ہو رہا ہے۔ خدایا' نیچے کیا ہوا۔ کیا ایٹمی جنگ چھڑ گئی؟"

"ایزی۔" توقیر نے ایک دفعہ پھر کہا۔ "خود کو سنبھالو احتشام اور مجھے بتاؤ اس کا کیا مطلب ہے؟ کتا بھونکتا نہیں' کیا مطلب؟"

"مطلب ڈینور کنٹرول' یہ کتا۔" احتشام چیخا۔ "ایمرجنسی بینڈ' یہ کتا۔ یونی کام' یہ کتا بھی خاموش ہے۔ میں نے کبھی......" اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک سوئچ آن کیا۔ "یہ سنو' پرائیویٹ طیارے والوں کو یہاں پر اس وقت شور مچاتے ہوئے ملنا چاہئے تھا لیکن یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔" اس نے ایک اور سوئچ آن کیا اور توقیر اور البرٹ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب آ گئے تھے۔ "ڈینور سے کوئی وی او آر نہیں مل رہا۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ریڈیو نہیں ہے' نیوی گیشن کے لئے رہنمائی نہیں ہے اور میرا یہ بورڈ مجھے بتا رہا ہے کہ ہر چیز بالکل درست اور بہترین حالت میں ہے۔ اب میں کس پر یقین کروں؟" پھر اس کے ذہن میں ایک خوفناک خیال ابھرنے لگا۔ اس نے البرٹ سے کہا۔ "کھڑکی سے باہر دیکھو اور مجھے بتاؤ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟"

البرٹ تھوڑی دیر تک باہر دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "کچھ نظر نہیں آ رہا۔ راکیز کا سلسلہ ختم ہو رہا ہے اور میدان شروع ہو رہے ہیں۔"

"روشنیاں دکھائی نہیں دے رہیں؟"

"نہیں۔"

احتشام کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنی ٹانگوں میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ ایک طویل وقفے تک وہ کھڑا نیچے دیکھتا رہا آخرکار توقیر نے آہستہ سے کہا۔ "ڈینور جا چکا ہے' ہے نا؟"

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔ "لگتا ایسا ہی ہے کہ ڈینور جا چکا ہے جبکہ میرے نیوی گیشن چارٹ کے مطابق ہم اس وقت ڈینور سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر ہیں۔"

کاک پٹ میں خاموشی چھا گئی۔ پھر توقیر نے کاک پٹ کے دوسرے مکینوں کی طرف دیکھا۔ البرٹ' سپورٹ کوٹ والا آدمی اور وہ لڑکی سکتے کے عالم میں کھڑے تھے۔ توقیر نے زور سے تالی بجائی۔ وہ سب چونک کر جیسے ہوش میں آ گئے۔ "ٹھیک ہے

دوستو۔" توقیر نے کہا۔ "اب سب لوگ واپس اپنی نشستوں پر چلے جائیں۔ ہمیں یہیں تھوڑی خاموشی چاہئے۔"

"لیکن ہم سب خاموش ہیں۔" لڑکی نے احتجاج کیا۔

"میرے خیال میں ہمارے دوستوں کو خاموشی نہیں تھوڑی سی پرائیویسی چاہئے۔" سپورٹ کوٹ والے آدمی نے کہا۔ اس کا لہجہ سلجھا ہوا اور نرم تھا۔ اس کی تشویش میں ڈوبی نگاہیں احتشام پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم نے بالکل درست اندازہ لگایا۔" توقیر نے کہا۔ "اب ازراہ کرم....." اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" سپورٹ کوٹ والے نے دبی آواز میں کہا۔ اس کا اشارہ احتشام کی طرف تھا۔ "یہ مجھے کچھ اپ سیٹ لگ رہا ہے۔"

توقیر نے بھی ویسی ہی دبی آواز میں کہا۔ "بے فکر رہو۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں اس کا خیال رکھوں گا۔"

"چلو بچو۔" سپورٹ کوٹ والے نے البرٹ اور لڑکی سے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ لڑکی کے کندھوں کے گرد ڈالا اور دوسرا البرٹ کے کندھوں کے گرد۔ "واپس چل کر سیٹ پر بیٹھتے ہیں۔ ہمارے پائلٹ کو کچھ کام کرنا ہے۔"

انہیں اپنی آوازوں کو دبانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ احتشام اس وقت ایک ایسی مچھلی کی طرح تھا جو ندی کے اتھلے پانیوں میں تیر رہی ہو اور اوپر سے پرندوں کا کوئی غول چہچہاتا ہوا گزر جائے۔ مچھلی ان کی آواز تو سن لے گی لیکن اسے سمجھ نہیں پائے گی۔ وہ مختلف ریڈیو بینڈ چیک کر رہا تھا۔ ہر جگہ خاموشی تھی۔ ڈینور' کولاریڈو' اوماہا سب خاموش تھے۔

پھر ایک فوری خیال کے تحت اس نے ملٹری ائرکرافٹ بینڈ کی فریکوئنسی سیٹ کر دی۔ قواعد و ضوابط کے تحت کمرشل جہازوں کے پائلٹوں کو ملٹری ائرکرافٹ بینڈ پر رابطہ کرنے کی اجازت نہیں تھی لیکن احتشام کے پاس اس وقت اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

"ائرفورس کنٹرول' ائرفورس کنٹرول۔ یہ امریکن پرائڈ کی فلائٹ نمبر29 ہے۔ ہم اس وقت ایک گھمبیر مسئلے سے دوچار ہیں۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں؟ اوور۔"

یہاں بھی کوئی کتا نہیں بھونکا۔ یہاں بھی خاموشی طاری رہی۔

اور اس وقت احتشام کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ پاگل ہو جائے گا۔ توقیر نے اس کا کندھا پکڑ کر دبا دیا۔ وہ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔ احتشام چونک کر اچھلا' اس کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی۔ اس نے مڑ کر توقیر کی طرف دیکھا۔ توقیر جھک کر اس کے قریب ہوا اور اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "مجھے تمہاری آنکھوں میں ایک عجیب کیفیت نظر آ رہی ہے' میرے دوست۔ میں جانتا ہوں اس وقت تم کیسا محسوس کر رہے ہو۔ تمہاری آواز' تمہارے چہرے کا رنگ' تمہاری حرکات و سکنات تمہاری ذہنی حالت کی غماز ہیں لیکن یاد رکھو۔ کبھی بھی' کسی بھی حال میں ہراساں مت ہونا۔"

احتشام سحرزدہ معمول کی طرح اسے گھورتا رہا۔

"کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟"

احتشام نے بڑی مشکل سے خود کو بولنے پر آمادہ کیا۔ "ہراساں ہونے والے لوگوں کو اس پیشے میں ٹکنے کی اجازت نہیں دی جاتی' توقیر۔"

"میں جانتا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "لیکن یہ صورت حال مختلف ہے۔ تمہیں یاد رکھنا ہوگا کہ اس وقت درجن بھر لوگ اس طیارے پر موجود ہیں اور تمہارا فرض ہے کہ انہیں صحیح سلامت زمین پر لاؤ۔"

"تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میرا فرض کیا ہے۔" احتشام کے لہجے میں ہلکی سی کاٹ اتر آئی۔

"ضرورت تھی۔" توقیر نے کہا۔ "اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تمہاری حالت میں نمایاں بہتری رونما ہوئی ہے۔"

احتشام کو بھی اپنی حالت میں بہتری محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا ذہن آہستہ آہستہ پرسکون ہو رہا تھا۔ توقیر نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس کے احساس ذمہ داری کی طرف اشارہ کیا تھا اور اسے ہوش میں لانے میں کامیاب رہا تھا۔

"ویسے تمہارا پیشہ کیا ہے' توقیر؟" احتشام نے مدہم سی ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"شطرنج کے سیٹ بیچتا ہوں۔" توقیر نے ہنس کر کہا۔

"بکواس!"

"میرے پاسپورٹ پر یہی لکھا ہے اور میرا خیال ہے اکثر لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "ویسے بنیادی طور پر میں ایک مکینک ہوں۔ اِدھر اُدھر پیدا ہونے والی گڑبڑیں دور کرتا ہوں جیسے تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہارے ذہن میں پیدا ہونے والی گڑبڑ دور کی۔"

"شکریہ!" احتشام نے کہا۔ "میری گڑبڑ دور ہو چکی ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔ "اب مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم گراؤنڈ کنٹرول کی مدد کے بغیر سفر جاری رکھ سکتے ہو' دوسرے طیاروں سے ٹکراؤ تو نہیں ہوگا؟"

"اس بورڈ کی مدد سے مجھے نیوی گیٹ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔" احتشام نے فلائٹ کنٹرول بورڈ پر ہاتھ رکھا پھر اس نے ریڈار سکرین کی طرف اشارہ کیا۔ "جہاں تک دوسرے طیاروں کا سوال ہے' ریڈار کے مطابق آس پاس کوئی اور طیارہ نہیں ہے۔"

"لیکن ہو سکتا ہے۔" توقیر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ ریڈیو اور ریڈار کے ساتھ کوئی مسئلہ پیش آگیا ہو۔"

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔" احتشام نے کہا۔ "اور اگر ایسا ہو بھی تو پھر بھی اس مسئلے کی وضاحت ابھی باقی ہے کہ طیارے کے ڈیڑھ سو سے زائد مسافر عملے سمیت کہاں غائب ہو گئے۔ ہمارا سفر جاری رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ طیارے کے باقی ماندہ مسافروں کے ساتھ بات کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

اس نے مائکروفون اٹھا لیا۔ اسی وقت وہ گنجا آدمی جسے اس نے بزنس سیکشن میں سوتے ہوئے دیکھا تھا کاک پٹ کے دروازے میں نمودار ہوا۔ "کیا آپ میں سے کوئی مجھے بتائے گا کہ فلائٹ سروس کا عملہ کہاں گیا؟" اس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

☆=========☆=========☆

دینا اب پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہی تھی۔ دوسرے لوگوں کی موجودگی کا احساس کر کے اور ان کی آوازیں سن کر اس کے دل کو تقویت ملی تھی۔ وہ البرٹ کاسز' لارل سٹیونسن اور سپورٹ کوٹ والے آدمی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ سپورٹ کوٹ والے کا نام رابرٹ جنکن تھا۔ اس نے اپنا تعارف ایک مصنف کی حیثیت سے کرایا تھا اور بتایا تھا کہ وہ اب تک چالیس سے زائد سری اور پُراسرار ناول لکھ چکا ہے۔ وہ مصنفین کے ایک اجلاس میں شرکت کے لئے بوسٹن جا رہا تھا۔

"میں نے اتنے سراغرسانی اور سرپٹ پر مبنی ناول لکھے ہیں۔" آخر میں اس نے کہا۔ "لیکن اب میں خود کو ایک ایسی پُراسرار صورت حال میں پھنسا ہوا پا رہا ہوں جو میں نے کبھی اپنے ناولوں میں تحریر کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا۔"

یہ سب لوگ مین کیبن کے دروازے کے اگلے حصے میں بیٹھے تھے۔ جرسی والا آدمی ان سے کئی قطاریں پرے بیٹھا تھا۔ اس نے اپنی ناک پر رومال رکھا ہوا تھا اور خاموش بیٹھا کڑھ رہا تھا۔ ڈان جینفی اس پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ دونوں کے درمیان صرف ایک مرتبہ بات ہوئی تھی اور وہ بھی جینفی کی طرف سے۔ اس نے جرسی والے سے اس کا نام پوچھا تھا لیکن جواب میں ایک کڑی نگاہ اس کے حصے میں آئی تھی۔ اس کے بعد جینفی نے کوئی بات پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"کیا کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" لارل نے التجائیہ انداز میں کہا۔ "میں دس سال بعد پہلی دفعہ چھٹیاں منانے اپنے شہر سے باہر نکلی تھی اور یہ کیا ہو گیا۔"

کسی کے جواب دینے سے پہلے جہاز میں احتشام کی آواز گونجی۔ "خواتین و حضرات! میں اس جہاز کا کپتان بول رہا ہوں۔"

"ہونہہ' کپتان!" جرسی والے نے حقارت سے کہا۔

"خاموش رہو۔" جینفی نے اسے ڈانٹا۔ جرسی والے نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

احتشام کہہ رہا تھا۔ "جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم اس وقت ایک بڑی عجیب و غریب صورت حال سے دوچار ہیں۔ میرے وضاحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' حالا

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

کو سمجھنے کے لئے آپ کا اپنے آس پاس کا جائزہ لے لینا ہی کافی ہو گا۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔" البرٹ بڑبڑایا۔

احتشام کی بات جاری تھی۔ "کچھ باتیں مزید ایسی سامنے آئی ہیں جو صورت حال کو اور زیادہ الجھا رہی ہیں۔ چونکہ ہم سب اس مشکل میں اکٹھے گرفتار ہوئے ہیں' اس لئے میرا فرض ہے کہ آپ سب کو ہر بات سے باخبر رکھوں۔ ہمارے جہاز کا گراؤنڈ کنٹرول سے کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ اب سے پانچ منٹ پہلے ہمیں ڈینور کی روشنیاں نظر آ جانی چاہئے تھیں لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں اس پر صرف اتنا ہی تبصرہ کر سکتا ہوں کہ خدا کرے روشنیاں بند ہونے کی وجہ صرف یہی ہو کہ ڈینور کنٹرول والے بجلی کا بل ادا کرنا بھول گئے ہوں۔ جب تک صورت حال واضح نہ ہو جائے' میرا خیال ہم میں سے کسی اور کو بھی اندازے لگانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔"

احتشام نے توقف کیا۔ لارل نے دینا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ البرٹ نے ہولے سے سیٹی بجائی۔ رابرٹ جنکن خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو گھور رہا تھا۔

"ابھی تک آپ نے ساری بری خبریں سنی ہیں۔" احتشام نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔ "اب اچھی خبر یہ ہے کہ یہ طیارہ بالکل درست حالت میں ہے' ہمارے پاس ایندھن کی کافی مقدار موجود ہے اور میں اس طیارے کو اڑانے اور لینڈ کرانے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ آپ سب جانتے ہوں گے کہ اس وقت ہمارا سب سے پہلا مقصد یہی ہے کہ بہ حفاظت زمین پر اترا جائے۔ جب تک ہم زمین پر قدم نہیں رکھ لیتے' حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی اقدام نہیں کر سکتے۔ میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم زمین پر ضرور اتر جائیں گے۔ آخری بات یہ بتانا چاہوں گا کہ اب ہماری منزل بوسٹن نہیں بینگور ہو گی۔"

جرسی والا ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ "کیا؟" وہ چیخا۔

"ہمارا نیوی گیشن سسٹم بالکل درست کام کر رہا ہے۔" احتشام بول رہا تھا۔ "لیکن میں اس موقعے پر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ میں نے گراؤنڈ کنٹرول سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اب خدا معلوم وہاں پر حالات کیا ہیں۔ بینگور کا ہوائی اڈا یہاں سے قریب ہے' وہاں پر لینڈ کرنا آسان ہے اور وہاں ائرٹریفک بھی بہت کم ہو گی۔"

جرسی والا پھر چلایا۔ "مجھے کسی بھی صورت صبح نو بجے سے پہلے بوسٹن پہنچنا ہے۔ میری بہت اہم بزنس میٹنگ ہے اور میں کہیں اور نہیں اتروں گا۔"

دینا اس کی آواز پر بری طرح گھبرا کر لارل کی طرف سمٹنے لگی۔ جرسی والا ابھی تک چلا رہا تھا۔ "تم میری بات سن رہے ہو؟ مجھے ایک نہایت اہم کاروباری ڈیل کے لئے بوسٹن پہنچنا ہے اور اس سے پہلے میں دم نہیں لوں گا۔" اس نے اپنی سیٹ بیلٹ کھول لی اور کھڑا ہو گیا۔ اس کے گال سرخ ہو رہے تھے' ابروؤں پر پسینہ چمک رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خالی خالی کیفیت اتر آئی تھی۔ اس کی طرف دیکھ کر لارل کو خوف آنے لگا۔

"پلیز مسٹر!" اس نے کہا۔ "بچی آپ کی آواز سے بری طرح ڈر گئی ہے۔"

جرسی والے نے گردن گھمائی اور اس کی خالی خالی نگاہ لارل پر ٹک گئی۔ "بچی ڈر رہی ہے؟ ہم لوگ آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہیں اور اب نہ جانے کس گھٹیا ائرپورٹ پر اترنے والے ہیں اور تمہیں صرف اس بات کی فکر ہے کہ بچی....."

"بکواس بند کرو اور بیٹھ جاؤ ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔" جینی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی عمر جرسی والے سے کم از کم بیس سال زیادہ تھی لیکن اس کا سینہ چوڑا اور جسم مضبوط تھا۔ اس نے اپنی سرخ شرٹ کی آستینیں چڑھا لی تھیں' اس کی مٹھیاں گھونسوں کی شکل میں بھنچی ہوئی تھیں اور بازوؤں کے پٹھے ابھرے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں لگتا تھا کہ وہ جرسی والے پر آسانی سے قابو پا لے گا۔

جرسی والے کا اوپری ہونٹ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے دانت چمکنے لگے جیسے کوئی کتا مسکرا رہا ہو۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر لارل کا دل گھبرانے لگا کیونکہ اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ جرسی والا آپے سے باہر ہو رہا ہے اور اس وقت اسے خود بھی احساس نہیں کہ اس کا چہرہ کتنا خوفناک نظر آ رہا ہے۔ اس کے دل میں خیال ابھر رہا تھا کہ شاید اس آدمی کا ذہنی توازن تھوڑا بہت بگڑا ہوا ہے۔

"میرے خیال میں تم اکیلے میرا منہ نہیں توڑ سکتے' چچا جان۔" جرسی والے نے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گہرے طنز سے کہا۔

"اسے اکیلے نہیں توڑنا پڑے گا۔" بزنس سیکشن سے آنے والے گنجے نے کہا۔ "میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔"

البرٹ نے اپنی تمام تر ہمت مجتمع کی اور کہا۔ "اور میں بھی' گدھے!" ایسا کہہ کر اسے محسوس ہوا جیسے اس کے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔ اس وقت وہ حقیقی زندگی میں بھی خود کو حکم کا اکا محسوس کر رہا تھا۔

جرسی والے نے ان سب پر نگاہ ڈالی۔ اس کا بالائی ہونٹ ایک دفعہ پھر ویسی ہی کتے جیسی مسکراہٹ کے انداز میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ "سمجھ گیا۔" اس نے کہا۔ "میں سمجھ گیا۔ تم سب میرے خلاف ہو۔ ٹھیک ہے۔" وہ بیٹھ گیا اور کھا جانے والی نظروں سے ان سب کو گھورنے لگا۔ اس کے برابر کی سیٹ کے ہتھے پر ایک کاک ٹیل ٹشو پیپر پڑا ہوا تھا۔ اس نے پیپر اٹھالیا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے لگا۔

"مجھے اپنی سختی کے لئے افسوس ہے۔" جینی نے کہا۔ "میں کوئی برا آدمی نہیں ہوں لیکن تم نے مجھے دخل اندازی کے لئے مجبور کر دیا تھا۔" وہ صورت حال کی تلخی کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "تمہیں چاہئے کہ ریلیکس ہو جاؤ اور حالات کی ابتری میں مزید اضافہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ مثبت پہلو کی طرف بھی دیکھو۔ ممکن ہے کہ ائرلائن والے تمہارے ٹکٹ کی پوری رقم ری فنڈ کر دیں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

جرسی والے کی نگاہ ایک لمحے کے لئے اس کی طرف گئی پھر دوبارہ ٹشو پیپر پر مرکوز ہو گئی۔ اس کے ٹکڑے کرنے چھوڑ کر وہ اسے لمبی لمبی پٹیوں کی شکل میں پھاڑنے لگا۔

دینا خاموشی سے لارل کے پہلو سے لگی بیٹھی تھی۔ اس نے شروع دم سے ہی لارل کو پسند کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس خاتون کی آواز میں ایک خاص کھنک تھی جو صرف اچھے لوگوں میں سنائی دیتی تھی۔

لیکن اس آدمی کی آواز اسے بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ وہ آدمی جسے ابھی سب نے خاموش ہونے کی تلقین کی تھی اور نہ ماننے کی صورت میں پٹائی کی دھمکی دی تھی۔ جس کی آواز سن کر دینا ڈر گئی تھی۔ اس وقت جب وہ آدمی خطرناک انداز میں بول رہا تھا اور

دینا نے ایک لمحے کے لئے خود کو اس کے اندر محسوس کیا تھا' اس کی آنکھوں سے سب لوگوں کو دیکھا تھا۔ اس نے اس شخص کا نام جان لیا تھا اور یہ بھی جان لیا تھا کہ وہ اس وقت جہاز کے ہر آدمی کو اپنا دشمن سمجھ رہا ہے۔

اگر وہ اپنی ٹیچر کو یہ بتاتی کہ کبھی کبھی وہ کسی شخص کے اندر پہنچ جاتی ہے' اس کی آنکھوں سے دنیا کا نظارہ کر لیتی ہے اور اس کے بارے میں جان لیتی ہے تو ٹیچر اسے سختی سے جھڑک دیتی اور کہتی کہ دنیا میں ایسی کسی طاقت کا کوئی وجود نہیں ہے جو کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کے ذہن میں جھانکنے اور اس کے خیالات جاننے کا اہل بنا سکے۔ شاید اس کی ٹیچر اسے پاگل سمجھتی' اسی لئے دینا ہمیشہ خاموش رہی تھی۔ اس نے کبھی کسی کو اپنی غیر معمولی صلاحیت کے متعلق نہیں بتایا تھا۔

کبھی کبھی اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ اپنی ماں کی بیٹی نہیں ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ اسے اس کی ماں نے جنم نہیں دیا بلکہ یہ کہ وہ انسان کی اولاد ہونے کے باوجود عام انسانوں سے بہت مختلف ہے۔ بہت چھوٹی سی عمر سے ہی اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا کہ اسے اس دنیا میں عام انسانوں کی سی زندگی گزارنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ اس کی آمد کا ایک خاص مقصد ہے جو بہت جلد اس کے سامنے آجائے گا۔

کبھی کبھی اسے آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ایسے لوگوں کی آوازیں جو اس کے نزدیک نہیں ہوتے تھے اور اگر نزدیک آ بھی جاتے تو دینا کے علاوہ اور کوئی ان کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ دینا کا اندازہ تھا کہ کسی اور نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ یہ آوازیں اسے عجیب و غریب باتیں بتاتی تھیں۔ ایسی باتیں جن کا تعلق مستقبل سے ہوتا تھا۔

دینا اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی۔ لارل نے اس کے گال پر بوسہ دیا۔ "ڈرنے کی ضرورت نہیں بیٹا۔" لارل نے کہا۔ "ہم بالکل خیریت سے رہیں گے اور چند گھنٹوں میں صحیح سلامت زمین پر اتر جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے آنٹی سے ملنا ہے' آپ کے خیال میں وہ کہاں ہوں گی؟"

"میں نہیں جانتی بیٹا۔" لارل نے کہا۔ "کاش مجھے معلوم ہوتا۔"

Kutub Khana Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چیخنے والے آدمی کی آنکھوں سے دیکھے تھے اور محسوس کیا تھا کہ وہ آدمی دوسروں کو کس نگاہ سے دیکھ رہا ہے' دوسرے اسے کس روپ میں نظر آ رہے ہیں؟ یہ جان کر وہ کانپ گئی تھی۔ چیخنے والے کو اپنے علاوہ باقی سب لوگ سانپوں کے روپ میں نظر آ رہے تھے۔ زہریلے موذی سانپ' جن سے فوری طور پر چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن وہ اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان پر قابو پانا بہت مشکل ہوتا ہے اور پھر اتنے سارے سانپوں سے نمٹنا تو اور بھی زیادہ مشکل ہوگا۔

دینا نے ایک دفعہ پھر جھرجھری لی اور لارل کے سینے پر سر رکھ دیا۔

"سونے کی کوشش کرو بیٹا۔" لارل نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا۔

"نہیں سو سکتی۔" دینا نے ایک لرزتی ہوئی گہری سانس بھری۔ "میں تھوڑی دیر پہلے سو کر اٹھی ہوں۔"

☆=========☆=========☆

"اس بچی نے تھوڑی دیر پہلے ایک عجیب سی بات کہی تھی۔" رابرٹ جنکن نے اچانک کہا۔

وہ بچی تھوڑی دیر پہلے پھر سو گئی تھی حالانکہ اس کا سونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ البرٹ خود بھی اونگھ رہا تھا کہ شاید دوبارہ عالم خواب میں وہی گلیاں کوچے' در و بام اس کی نگاہوں کے سامنے تازہ ہو جائیں جہاں وہ پُراسرار حالات میں پھنسا ہوا کوئی کمسن لڑکا نہ ہو بلکہ حکم کا اکا ہو۔ حکم کا اکا' جس کے پاس ہر مشکل کا حل موجود ہوتا ہے اور جو صورت حال کو کنٹرول میں رکھنا بخوبی جانتا ہے۔

"ہوں!" رابرٹ کی آواز پر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"معذرت چاہتا ہوں۔" رابرٹ نے کہا۔ "تم اونگھ رہے تھے شاید۔"

"نہیں۔" البرٹ نے آنکھیں مچ مچاتے ہوئے کہا۔ "میں جاگ رہا ہوں۔" لیکن اس کی آنکھیں نیند کے خمار سے سرخ ہو رہی تھیں اور حلقوں کے نیچے ہلکی ہلکی سیاہی نمودار ہو رہی تھی۔ اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے رابرٹ کی طرف دیکھا۔ "کیا کہا تھا

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے؟"

"وہ مس سٹیونسن کو بتا رہی تھی کہ شاید وہ سو نہ پائے کیونکہ وہ پہلے سوتی رہی تھی۔" رابرٹ نے کہا۔

البرٹ نے دینا پر ایک نگاہ ڈالی۔ "وہ پھر سو گئی ہے۔" اس نے کہا۔

"ہاں میں بھی دیکھ رہا ہوں' لیکن میری بات کا مطلب یہ نہیں ہے' میرے بچے۔"

"پھر کیا مطلب ہے؟"

"میں خود بھی سو رہا تھا۔ "نو سموکنگ" کی بتیاں بجھنے سے پہلے ہی مجھے نیند آ گئی تھی۔ میرے ساتھ ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے۔ سفر کے دوران ہمیشہ مجھے نیند آ جاتی ہے۔ چاہے وہ سفر جہاز کا ہو' ٹرین کا یا بس کا۔ جیسے ہی چیز حرکت میں آتی ہے میری آنکھیں بند ہونے لگتی ہیں۔ تم کیا کہتے ہو؟"

"کس بارے میں؟"

"کیا تم بھی سو رہے تھے؟ سو رہے تھے نا!"

"ہاں۔"

"ہم سب سو رہے تھے۔" رابرٹ نے کہا۔ "جو لوگ غائب ہوئے وہ جاگ رہے تھے۔"

البرٹ نے ایک لمحہ اس بات پر غور کیا۔ "شاید!" اس نے بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔

"شاید نہیں یقیناً۔" رابرٹ نے کہا۔ "میں روزی کمانے کے لئے پُراسرار اور سراغرسانی کے ناول لکھتا ہوں۔ حالات کو دیکھنا' جانچنا اور ان سے نتائج اخذ کرنا میرا پیشہ ہے۔ تمہارے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر ان سب لوگوں کے غائب ہوتے وقت ہم میں سے کوئی جاگ رہا ہوتا تو وہ اتنا شور مچاتا کہ ہم لوگ بھی جاگ جاتے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" البرٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔ "سوائے اس داڑھی والے ہپی کے باقی سب جاگ جاتے۔ اسے تو میرا خیال ہے صور اسرافیل ہی جگا پائے گا۔"

"لیکن ہم میں سے کوئی جاگا نہیں۔" رابرٹ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ کوئی چیخا نہیں۔ کسی نے شور نہیں مچایا۔ چنانچہ اس سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ صرف وہ مسافر غائب ہوئے جو جاگ رہے تھے۔ جہاز کے عملے کے ساتھ۔"

"ہاں۔ شاید ایسا ہی ہوا ہے۔"

"تم پریشان نظر آ رہے ہو' میرے بچے۔ تمہارے چہرے پر صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ تمہارا ذہن میری بات پورے طور پر قبول کرنے پر راضی نہیں ہو پا رہا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔" البرٹ نے دیانتداری سے کہا۔ "ہم کتنے لوگ باقی بچے ہیں؟ گیارہ میرے خیال میں۔"

"ہاں۔" رابرٹ نے تائید کی۔ "اس داڑھی والے نوجوان کو شامل کر کے ہم گیارہ لوگ باقی بچے ہیں۔"

"اگر آپ کا اخذ کردہ نتیجہ درست ہے تو کیا آپ نہیں سمجھتے کہ گیارہ سے زیادہ لوگ باقی بچنے چاہئیں تھے؟"

"کیوں؟"

البرٹ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ وہ خیالات کو ذہن میں مجتمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ذہن میں عجیب عجیب باتیں ابھر رہی تھیں۔ انسانوں کا شکار کرنے والے شیطانوں کی کہانیاں' خدائی عذاب کی داستانیں' قیامت کے مناظر۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس الجھی ہوئی گتھی کا کون سا سرا پکڑ کر سلجھانا شروع کرے۔ پھر اس نے کہا۔ "اگر سب سوئے ہوئے مسافر اس چیز سے بچ گئے تھے تو پھر میرے خیال میں کم از کم ساٹھ مسافر موجود ہونے چاہئیں تھے۔ لاس اینجلس سے بوسٹن کا سفر بڑا لمبا ہے' اور لمبے سفر میں اکثر لوگ سو جاتے ہیں۔"

"میرے بچے' کیا تم نے کبھی....." رابرٹ نے کچھ کہنا چاہا لیکن البرٹ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کیا آپ ازراہ کرم مجھے البرٹ کہہ کر مخاطب کریں گے؟ میرا نام البرٹ ہے' اور

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں کوئی بچہ نہیں۔"

رابرٹ نے ہنس کر اس کا کندھا تھپتھپایا۔ "اگر میرا انداز تمہیں مربیانہ لگا ہو تو معذرت چاہتا ہوں۔ میں اس وقت بہت اپ سیٹ ہو رہا ہوں' اور جب میں اپ سیٹ ہوتا ہوں تو میں پناہ تلاش کرتا ہوں جیسے کچھوا خطرے کے وقت سر اپنے خول میں چھپا لیتا ہے۔ ایسے میں' میں فکشن کی دنیا میں پناہ تلاش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے میں اس وقت فلو وانس بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ فلو وانس سری ادب کا ایک مشہور سراغرساں تھا۔ ایس ایس وان ڈائن کی تخلیق۔ شاید تم نے کبھی اس کی کہانیاں نہ پڑھی ہوں۔ بڑے افسوس کی بات ہے لیکن آج کل کم ہی لوگ اس کی کہانیاں پڑھتے ہیں۔ فلو وانس کے بات کرنے کا انداز بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ اس وقت میں اپنائے ہوئے ہوں۔ بہرحال میں معذرت چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔" البرٹ نے کہا۔

"اب میں تمہیں البرٹ کہہ کر ہی بلاؤں گا۔" رابرٹ نے کہا۔ "تو البرٹ' میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم نے پہلے کبھی اتنا لمبا سفر کیا ہے؟"

"نہیں۔"

"میں نے کیا ہے۔ کئی دفعہ۔ بعض اوقات میں اپنے آپ پر قابو پا لیتا ہوں اور سفر شروع ہونے کے کچھ دیر بعد تک جاگتا رہتا ہوں۔ میرا مشاہدہ یہ کہتا ہے کہ ایسی پروازوں میں بہت کم لوگ ابتدائی ایک گھنٹے کے دوران سونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ابتدائی ایک گھنٹے کے دوران لوگ اپنے آپ کو مختلف مصروفیات میں الجھائے رکھتے ہیں۔ کھڑکی سے باہر کا نظارہ کر رہے ہیں' اپنے ہمراہیوں کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں' مشروبات سے لطف اٹھا رہے ہیں یا کوئی کتاب یا رسالہ پڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"یعنی کہ خود کو سیٹل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" البرٹ نے کہا۔ رابرٹ کی بات اب اس کی سمجھ میں اچھی طرح آ رہی تھی۔

"بالکل!" رابرٹ نے کہا۔ "کیا تم نے کاک پٹ کے باہر مشروبات کی وہ ٹرالی الٹی ہوئی دیکھی تھی' م......... البرٹ؟"

"ہاں۔"

رابرٹ کی آنکھیں چمکیں۔ "ضرور دیکھی ہو گی لیکن میرے پوچھنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا تم نے اسے اچھی طرح دیکھا تھا؟"

"اچھی طرح تو نہیں کہہ سکتا۔" البرٹ نے کہا۔ "صرف اس پر ایک نگاہ ڈالی تھی۔ اگر آپ نے کوئی غیر معمولی چیز دیکھی ہو تو میں نے نہیں دیکھی۔"

"آنکھ کا کام صرف دیکھنا ہے لیکن غیر معمولی باتوں کو محسوس کرنا دماغ کا کام ہے۔" رابرٹ نے کہا۔ "ایسا دماغ جو محسوس کرنے اور نتائج اخذ کرنے میں تربیت یافتہ ہو۔ میں شرلاک ہومز ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن اتنا میں نے ضرور نوٹ کر لیا تھا کہ اس ٹرالی کو ابھی الماری سے باہر نکالا ہی گیا تھا۔ پرواز سے پہلے کی سروس کے استعمال شدہ گلاس ابھی تک اس کے نچلے خانے میں پڑے ہوئے تھے۔ اس سے میں یہ نتائج اخذ کرتا ہوں۔ جہاز معمول کے مطابق ہوا میں بلند ہوا۔ جب یہ بلندی کی طرف بڑھنے لگا تو پائلٹ نے آٹومیٹک سسٹم آن کر دیا۔ "سیٹ بیلٹ باندھیے" اور "نو سموکنگ" کے سائن بجھا دیئے گئے۔ اس پورے عمل میں غالباً نصف گھنٹہ صرف ہوا ہو گا۔ جب سائن بجھا دیئے گئے تو ائرہوسٹس نے مسافروں کو مشروبات پیش کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس وقت تک طیارہ چوبیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ چکا تھا اور پائلٹ نے اس کا آٹومیٹک سسٹم چھتیس ہزار فٹ کی بلندی کے لئے سیٹ کر دیا تھا۔ اس وقت تک مسافروں میں سے کچھ' یعنی ہم گیارہ افراد سو چکے تھے۔ دوسرے مسافروں میں سے کچھ اونگھ رہے تھے اور باقی سب جاگ رہے تھے۔ یہ سب مسافر اس چیز کا نشانہ بنے۔"

"کس چیز کا؟" البرٹ نے دریافت کیا۔ "کیا آپ اس سلسلے میں کوئی آئیڈیا پیش کر سکتے ہیں؟"

رابرٹ خاموش ہو گیا پھر اس نے کہا۔ "میں پُراسرار ناول ضرور لکھتا ہوں لیکن میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اپنی زندگی میں مجھے بھی کبھی کسی پُراسرار واقعے کا حصہ بننا پڑے گا۔ اب میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟"

البرٹ کو بھی چپ لگ گئی۔ خوف دوبارہ اس پر غلبہ پا رہا تھا۔ رابرٹ نے آہستہ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے دوبارہ اپنی بات کا آغاز کیا۔ "اگر صرف جہاز کا مسئلہ ہوتا تو میں کوئی نہ کوئی توضیح پیش کر سکتا تھا۔ کیا تم ایک ایسی ہی توضیح سننا پسند کرو گے؟"

"ہاں۔" البرٹ نے جلدی سے کہا۔ اس وقت وہ کچھ بھی سننے کو رضامند تھا۔ کوئی بھی چیز جو اس کے جلتے ہوئے ذہن کو سکون بخش سکے چاہے وہ کتنی ہی مضحکہ خیز کیوں نہ ہو۔

"تو پھر سنو۔" رابرٹ نے گہری سانس لے کر کہا۔ "فرض کر لیتے ہیں کہ حکومت کی کوئی خفیہ تنظیم کوئی تجربہ کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے اس نے ہمارا انتخاب کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس تجربے کا مقصد انسانی ذہن و جسم پر شدید جذباتی اور ذہنی دباؤ کے اثرات کا اندازہ لگانا ہو۔ تجربہ کرنے والے سائنسدانوں نے جہاز کے آکسیجن سسٹم میں کوئی بے رنگ' بے بو ہپناٹائز کرنے والی گیس بھر دی......"

"کیا ایسی کسی گیس کا وجود ہے؟" البرٹ نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل ہے۔" رابرٹ نے کہا۔ "ڈیزالین اور میتھوپرومینول ایسے اجزاء ہیں جن سے ایسی گیسیں تیار کی جا سکتی ہیں۔ ڈیزالین ایک اعصابی گیس ہے جو بڑی تیزی سے اثر کرتی ہے۔ فرض کرتے ہیں کہ یہ گیس اس طیارے میں چھوڑی گئی اور اس کی زد میں آنے والے لوگ گہری نیند سو گئے۔ سوائے پائلٹ کے جسے صاف آکسیجن فراہم کی گئی ہے۔"

"لیکن......" البرٹ نے کچھ کہنا چاہا۔

رابرٹ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر اسے بات کہنے سے روکا۔ "میں جانتا ہوں کہ تمہارا اعتراض کیا ہے اور میں اس کی وضاحت بھی کر سکتا ہوں۔ کیا میں بات آگے بڑھاؤں؟"

البرٹ نے اثبات میں سرہلایا۔

"پائلٹ جہاز کو زمین پر اتارتا ہے' کسی خفیہ ائرپورٹ پر۔ جو لوگ گیس کے اثرات سے بچ گئے تھے انہیں جہاز سے اتار لیا جاتا ہے۔ جہاز کا عملہ بھی ان میں شامل ہے۔ ہم لوگ سوئے رہتے ہیں۔ اس کے بعد پائلٹ جہاز کو دوبارہ اڑاتا ہے' اسے مطلوبہ

بلندی پر پہنچاتا ہے' اور آٹومیٹک پائلٹ سیٹ کر دیتا ہے۔ جب جہاز رائیکز پر پہنچتا ہے تو گیس کے اثرات ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ڈیزالین ایک ایسی گیس ہے جو اپنے پیچھے کوئی مابعد اثرات نہیں چھوڑتی۔ شکار کا سر بھاری نہیں ہوتا اور نہ اسے اپنی ناک میں جلن وغیرہ محسوس ہوتی ہے۔ پائلٹ اس ننھی لڑکی کے چیخنے کی آواز سنتا ہے۔ وہ جان جاتا ہے کہ مسافر اب اٹھنے والے ہیں۔ تجربے کا آغاز ہونے والا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر کاک پٹ سے باہر نکل آتا ہے اور دروازہ بند کر دیتا ہے۔"

"لیکن وہ دروازہ کیسے بند کر سکتا ہے؟ دروازے کے باہری طرف کوئی ہینڈل نہیں ہے۔" البرٹ نے اعتراض اٹھایا۔

"یہ کوئی مشکل بات نہیں۔" رابرٹ نے ہاتھ جھٹکا۔ "دروازے کا لاک خودکار بھی ہو سکتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ پائلٹ ہم میں سے کوئی ہے؟" البرٹ نے کہا۔

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔" رابرٹ نے کہا۔ "میرے مفروضے کے مطابق پائلٹ وہی ہے جو اس وقت پائلٹ کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ یہ اتفاق کچھ عجیب سا معلوم نہیں ہوتا کہ سب مسافر غائب ہو گئے لیکن ایک پائلٹ پیچھے رہ گیا۔"

"کیپٹن احتشام!" البرٹ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"میرا مفروضہ یہی کہتا ہے۔" رابرٹ نے تصدیق کی۔

وہ دونوں اپنی بحث میں اتنے کھوئے ہوئے تھے کہ ان کی توجہ جرسی والے کی طرف سے بالکل ہٹ گئی تھی۔ جرسی والے کی آنکھوں میں اس وقت جنون اترا ہوا تھا' وہ دہکتے کوئلوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس نے فلائٹ کے دوران مسافروں کو فراہم کیا جانے والا ایک میگزین اٹھا لیا تھا۔ وہ اس کے سرورق کو لمبی لمبی پٹیوں کی شکل میں پھاڑ رہا تھا۔ اس کے پیروں کے اردگرد پھٹی ہوئی پٹیوں کا ڈھیر لگتا جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ شاید وہ خود سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن اس کے منہ سے کوئی الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

☆----------☆----------☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

البرٹ کی آنکھیں ایک نئے جوش اور ولولے سے چمک رہی تھیں۔ نیند کا آخری ذرہ تک اس کے دماغ سے ہوا ہو چکا تھا۔ جنکن کی باتوں نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ وہ جوں جوں صورت حال پر غور کر رہا تھا' توں توں اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ جنکن کا بیان کردہ ایک ایک لفظ درست ہے۔ اس کا اندرونی جوش سرخی بن کر اس کے چہرے پر عیاں ہو رہا تھا۔

رابرٹ جنکن غور سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ البرٹ کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں لطف کا عنصر آٹے میں نمک کے برابر تھا۔ "میں نے خاصی ترغیب انگیز توضیح پیش کی ہے تمہارے سامنے' ہے نا؟" اس نے کہا۔

"جیسے ہی طیارہ زمین پر اترتا ہے' ہمیں اسے پکڑ لینا ہوگا۔" البرٹ نے کہا۔ اس کا ایک ہاتھ مجنونانہ انداز میں گال کو رگڑ رہا تھا۔ اس کے اطوار سے اضطراب عیاں تھا۔ "آپ' میں' مسٹر جیفی اور وہ دوسرا' کیا نام ہے اس کا؟' ہاں' توقیر ڈار۔ وہ بھی پاکستانی ہے شاید۔ غالباً وہ ہماری مدد کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ ممکن ہے وہ بھی اس منصوبے میں شامل ہو۔ ممکن ہے وہ پائلٹ کا باڈی گارڈ ہو۔ ممکن ہے منصوبہ بنانے والوں کو یہ خدشہ لاحق رہا ہو کہ ہم میں سے کوئی اس کی حقیقت تک پہنچ جائے گا' جیسے آپ پہنچ گئے۔"

جنکن نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا' لیکن البرٹ نے اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر بات جاری رکھی۔

"ہمیں ان دونوں کو پکڑنا ہوگا۔ کسی بھی طرح۔" وہ خطرناک انداز میں مسکرایا۔ اس وقت وہ حکم کا اکا تھا۔ ایک ایسا شخص جو شعلوں سے زیادہ تیز رفتار اور طاقتور تھا۔ "ممکن ہے میں بہت زیادہ ذہین نہ ہوں' لیکن اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا کہ کوئی مجھے تجرباتی چوہے کے طور پر استعمال کرے۔"

"لیکن میری توضیح مکمل اور جامع نہیں ہے۔" جنکن نے اطمینان سے کہا۔

البرٹ نے پلکیں جھپکائیں۔ "کیا؟"

"جو توضیح میں نے پیش کی ہے' وہ مکمل اور جامع نہیں ہے۔" جنکن نے ایک دفعہ

پھر اپنی بات دہرائی۔

"لیکن..... آپ نے کہا تو....."

"میں نے کہا تھا کہ اگر معاملہ صرف جہاز کا ہوتا تو میں کوئی توضیح پیش کر سکتا تھا' اور میں نے توضیح پیش کی۔ بڑی اچھی توضیح۔ ایک قابل اعتبار توضیح۔ اگر یہ کسی کتاب کا آئیڈیا ہوتا تو میرا ایجنٹ ضرور اسے بیچنے میں کامیاب ہو جاتا۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ معاملہ صرف جہاز کی حد تک محدود نہیں۔ ممکن ہے ڈینور اب بھی نیچے کہیں موجود ہو' لیکن اس کی تمام روشنیاں بجھی ہوئی تھیں۔ میں جہاز کے روٹ کا وقت کے حساب سے تعین کر رہا تھا اور میرا اندازہ ہے کہ صرف ڈینور کی روشنیاں ہی غائب نہیں۔ اوماہا' دی مونناس' کسی بھی علاقے کا نیچے کوئی نشان نظر نہیں آ رہا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ کوئی ایک بھی روشنی نظر نہیں آ رہی۔ کسی فارم ہاؤس کی روشنی' کسی گھر کی روشنی' کسی شاپنگ پلازہ کی روشنی۔ رات کے اندھیرے میں ایسی چیزوں کی روشنیاں اس بلندی سے بھی واضح نظر آتی ہیں۔ پوری زمین اندھیرے میں چھپی ہوئی ہے۔ میں یہ تسلیم کر سکتا ہوں کہ کوئی سرکاری ایجنسی اخلاقی طور پر اتنی زوال پذیر ہو گئی ہو کہ صرف ہمارے ردعمل دیکھنے کے لئے ہمیں اس اذیت سے گزرنے پر مجبور کر رہی ہو لیکن میں یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ ہمارے راستے میں آنے والا ہر ایک گھر' ہر ایک ادارہ' ہر ایک عمارت بھی اس تجربے میں شامل ہونے پر راضی ہو گئی ہو اور سب نے محض ہمیں دھوکا دینے کے لئے اپنی روشنیاں بجھا دی ہوں۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ایک دھوکا ہو۔" البرٹ نے ایک نیا خیال پیش کیا۔ "ممکن ہے' ابھی تک ہم زمین پر ہی ہوں اور کھڑکیوں سے باہر جو کچھ بھی ہمیں نظر آ رہا ہو وہ پروجیکٹ کیا گیا ہو جیسے سینما میں سکرین پر فلم پروجیکٹ کی جاتی ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک فلم دیکھی تھی ایک دفعہ۔"

جنکن نے آہستہ آہستہ' تاسف آمیز انداز میں اپنا سر ہلایا۔ "جو فلم تم نے دیکھی تھی' ممکن ہے وہ متاثر کن رہی ہو لیکن میں نہیں مانتا کہ حقیقی زندگی میں بھی ایسا کوئی سراب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ایسے کام کے لئے ایک بہت بڑی سکرین چاہئے ہوگی جو سہ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

جتنی مناظر دکھا سکے۔ میرے علم کے مطابق ایسی کسی سکرین کا کوئی وجود نہیں۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے' وہ صرف جہاز کے اندر نہیں ہو رہا' اس کا وجود جہاز کے باہر بھی ہے۔ یہاں پر آ کر تمام توضیحات دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔"

"لیکن پائلٹ آخر یہاں کیسے آ گیا؟" البرٹ نے وحشت بھرے لہجے میں کہا۔ "یہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم یہاں پھنسے ہوئے ہوں' ایک پائلٹ بھی ہماری مدد کے لئے یہاں موجود ہو؟"

"کیا تم بیس بال دیکھتے ہو' البرٹ؟"

"کیا! نہیں۔ میرا مطلب ہے اتنے شوق سے نہیں۔ کبھی کبھی دیکھ لیا کرتا ہوں۔"

"پھر میں تمہیں اس کھیل سے متعلقہ چند حیرت انگیز اعداد و شمار بتاتا ہوں۔ بیس بال کی پوری تاریخ میں ایسے واقعات اور کہیں نظر نہیں آتے۔ 1957ء میں ٹیڈ ویلیمز چھ گیمز کے دوران سولہ دفعہ مسلسل بیس پر پہنچنے میں کامیاب رہا۔ 1941ء میں جو ڈی ماجیو مسلسل 56 گیمز تک ناٹ آؤٹ رہا۔ اعداد کے حوالے سے دیکھا جائے تو ڈی ماجیو کا ریکارڈ زیادہ متاثر کن ہے لیکن تناسب کے اعتبار سے دیکھا جائے ٹیڈ ویلیمز کا ریکارڈ بہت آگے نظر آتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا کہ ٹیڈ ویلیمز کے ہاتھوں ظہور پذیر ہونے والا کام دو ارب میں صرف ایک مرتبہ سامنے آتا ہے۔ بیس بال کے مداح کہتے ہیں کہ ڈی ماجیو کا ریکارڈ کبھی برابر نہیں کیا جا سکے گا۔ مجھے ان سے اتفاق نہیں ہے' لیکن میں شرط لگانے کو تیار ہوں کہ ٹیڈ ویلیمز کا ریکارڈ اگلے ایک ہزار سال میں بھی توڑا نہیں جا سکے گا۔"

"اس سب کا مطلب کیا ہے؟"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ آج رات اس طیارے میں کیپٹن احتشام کی موجودگی ایک حادثے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ جیسے ٹیڈ ویلیمز کا ریکارڈ حادثاتی طور پر بنا تھا' اس میں انسانی اہلیت کا دخل بہت کم تھا' اسی طرح کیپٹن احتشام کا یہاں موجود ہونا بھی ایک اتفاقی حادثہ ہے' اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے لئے یہ حادثہ بہت خوش قسمت ثابت ہوا ہے۔ اگر زندگی بھی کسی پُراسرار ناول کی طرح ہوتی' البرٹ' جہاں اتفاقات ہماری مرضی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جہاں نسبت تناسب کے اصول کا بہت زیادہ خیال نہیں رکھا جاتا تو شاید ہم اتنی مشکلات سے دوچار نہ ہوتے۔ میرا تجربہ بہرحال یہ کہتا ہے کہ حقیقی زندگی میں اتفاقات کوئی غیر معمولی چیز نہیں' بلکہ قدرت نے انہیں ایک اصول کے طور پر ہم پر لاگو کیا ہے۔"

"پھر آخر ہو کیا رہا ہے؟" البرٹ نے سرگوشی کی۔

جنکن کے حلق سے ایک لمبی گہری اور مضطرب آہ خارج ہوئی۔ "اس کا سوال کا جواب تمہیں مجھ سے نہیں ملے گا۔ اگر لیری نائیون یا جان وارلی ہمارے ساتھ موجود ہوتے تو شاید ان میں سے کوئی ایک تمہارے سوال کا جواب دے سکتا۔"

"یہ لوگ کون ہیں؟" البرٹ نے کہا۔

"سائنس فکشن لکھنے والے مصنف۔" جنکن نے جواب دیا۔

☆==========☆==========☆

"میرا خیال ہے تمہیں سائنس فکشن سے کوئی شغف نہیں رہا ہوگا۔" توقیر نے اچانک کہا۔ جب سے احتشام نے جہاز کا کنٹرول سنبھالا تھا' توقیر خاموشی سے نیوی گیٹر کی سیٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس بات کو دو گھنٹے کے قریب وقت گزر چکا تھا۔

احتشام نے اس کی طرف دیکھا۔ "طالب علمی کے دور میں بہت پڑھا ہے۔" اس نے کہا۔ "اور تم؟"

توقیر مسکرا دیا۔ "جب تک میں عملی زندگی میں نہیں آیا تب تک میں سائنس فکشن کا دیوانہ تھا۔ اس وقت کی پڑھی ہوئی سب کہانیاں اس وقت میرے ذہن میں گھوم رہی ہیں۔"

احتشام نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اس وقت اس کے ذہن میں بھی ایسی ہی باتیں گھوم رہی تھیں اور توقیر کی بات سن کر اسے اطمینان ہوا تھا کہ ایسی بیگانہ باتیں سوچنے والا وہ اکیلا ہی نہیں تھا۔

توقیر نے پھر کہا۔ "میرے کہنے کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس یہ جاننے کا کوئی حقیقی ذریعہ موجود نہیں ہے کہ نیچے زمین پر کیا صورت حال ہے' ہے نا؟"

"نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "ایسا کوئی ذریعہ فی الحال نہیں ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس وقت وہ اٹلی نوئے کے اوپر سے گزر رہے تھے۔ نیچی پرواز کرنے والے گہرے بادلوں نے زمین کو ڈھانپ رکھا تھا اور اس وقت انہیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ احتشام کو تشویش ہو رہی تھی۔ ممکن تھا کہ بادلوں کا یہ سلسلہ بینگور تک جاری رہتا اور وہ کچھ دیکھ نہ پاتے' اور جب وہ بینگور پہنچتے تو پتہ چلتا کہ جس ائرپورٹ پر انہیں اترنا تھا' اب وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے۔

"انتظار کرنا میرے کام کا مشکل ترین حصہ ہے۔" توقیر نے کہا۔

کس کام کا؟ احتشام نے سوچا لیکن پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔

"اگر تم ہمیں پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک لے چلو تو کیا خیال ہے؟" توقیر نے اچانک تجویز پیش کی۔ "صرف یہ دیکھنے کے لئے نیچے کیا ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ چند سڑکوں اور قصبوں کی شکلیں دیکھ کر ہمارے ذہن تھوڑے بہت پُرسکون ہو جائیں۔"

احتشام پہلے ہی اس آئیڈیے پر غور و خوض کر چکا تھا۔ دل تو اس کا بھی چاہ رہا تھا لیکن.....

"تمہاری تجویز ترغیب انگیز ہے۔" اس نے کہا۔ "لیکن ایسا ممکن نہیں۔"

"کیوں نہیں؟"

"میری پہلی ذمہ داری طیارے کے مسافر ہیں۔ ممکن ہے طیارے کی بلندی کم ہوتی دیکھ کر ان میں ہراس پھیلنے لگے۔ اگر میں پہلے سے یہ وضاحت کر بھی دوں کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں تو بھی ہراس کے عنصر کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے سب سے زیادہ تشویش اس مسافر کی طرف سے لاحق ہے جس کی ناک تم نے مروڑی تھی۔"

"میں اس سے نمٹ سکتا ہوں۔" توقیر نے جواب دیا۔ "اور جو کوئی بھی گڑبڑ مچانے کی کوشش کرے اس سے بھی۔"

"میں جانتا ہوں۔" احتشام نے کہا۔ "اس کے باوجود میں انہیں غیرضروری طور پر خوفزدہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جلد یا بدیر' ہمیں حقیقت حال کا علم ہو ہی جائے گا۔ ہم ساری عمر یہاں پرواز نہیں کر سکتے۔"

"جانتا ہوں۔" توقیر نے سوکھے منہ سے کہا۔

"میں کوشش کر سکتا تھا' اگر مجھے یقین ہوتا کہ بادلوں کا یہ گرداب جو ہمیں نظر آ رہا ہے' پانچ یا چار ہزار فٹ کی بلندی پر ختم ہو جائے گا لیکن ائرٹریفک کنٹرول اور دوسرے طیاروں کی عدم موجودگی میں ایسا رسک لینا مشکل ہے۔ مجھے یہ بھی علم نہیں کہ نیچے کا موسم کیسا ہے۔ یہ بھی علم نہیں کہ نیچے کیسی آفت ہمارا انتظار کر رہی ہوگی۔ تم چاہو تو میری احمقانہ سوچ پر ہنس سکتے ہو۔"

"میں نہیں ہنس سکتا۔" توقیر نے کہا۔ "میرا ہنسنے کو دل بھی نہیں چاہ رہا' یقین کرو۔"

"فرض کرو کہ سائنس فکشن کی کسی کہانی کی طرح ہم کسی عجیب و غریب صورت حال میں پھنس گئے ہیں۔" احتشام نے بولنا شروع کیا۔

"عجیب و غریب تو ہے یہ!" توقیر بڑبڑایا۔

احتشام نے بات جاری رکھی۔ "وقت تھم گیا ہے یا ہم موجودہ زمانے سے نکل کر کسی اور زمانے میں آ گئے ہیں۔ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم ان بادلوں سے گزر کر نیچے پہنچیں تو ہمیں پتہ چلے کہ نیچے ڈائنوسار گھومتے پھرتے نظر آ رہے ہیں اور ہم اپنے وقت سے نکل کر ساڑھے چھ کروڑ سال پہلے کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم کیا کریں گے؟"

"تمہارے خیال میں ایسا ممکن ہے؟" توقیر نے سوال کیا۔ احتشام نے غور سے اس کی شکل دیکھی۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ کہیں توقیر اس پر طنز تو نہیں کر رہا لیکن توقیر کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"کبھی ایسا ہوتا سنا تو نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "تم نے وہ فلم تو دیکھی ہوگی۔ بیک ٹو دی فیوچر۔"

"کئی بار!" توقیر نے کہا۔

"اس کے دوسرے حصے کا ایک منظر تمہیں یاد ہوگا جب مائیکل جے فوکس مستقبل سے واپس موجودہ دور میں آتا ہے۔ جب وہ موجودہ وقت میں داخل ہوتا ہے تو رات کا وقت ہوتا ہے اور وہ آنکھیں سکیڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے تاکہ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یقین کر سکے کہ وہ واقعی مستقبل کے دور سے نکل کر آج کے دور میں واپس آگیا ہے۔ جس دور سے وہ واپس آیا تھا' اس دور میں اڑنے والی کاریں ایجاد ہو چکی تھیں اور ٹریفک کا نظام سڑکوں سے اٹھ کر فضا میں منتقل ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ تشویش کے عالم میں دیکھتا رہتا ہے' پھر اچانک زوم کی آواز سے ایک جیٹ طیارہ اس کی ٹائم ٹریول کی گاڑی کے اوپر سے گزر جاتا ہے۔ محض چند انچ کے فاصلے سے۔ مائیکل جے فوکس چونک تو ضرور جاتا ہے لیکن پھر اطمینان کا سانس بھی لیتا ہے۔ پہلے تو اس بات پر کہ جیٹ طیارے کی موجودی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اڑتی کاروں کے وقت سے گزر کر اپنے وقت میں واپس آگیا ہے پھر اس بات پر کہ جیٹ طیارہ تھوڑی سی کم بلندی سے نہیں گزرا۔ ورنہ اس کی کہانی وہیں ختم ہو جاتی۔ ہماری صورت حال بھی اس وقت مائیکل جے فوکس کی ابتدائی حالت جیسی ہی ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس وقت ہم کہاں ہیں اور ہمارا مقابلہ کس سے ہے۔ جب تک کوئی جیٹ طیارہ زوم سے ہمارے سروں پر سے نہیں گزر جاتا اور ہمیں اپنی دنیا کے وجود کا یقین نہیں ہو جاتا' ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

توقیر نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ "ایسا لگتا ہے کہ آسمان پر ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں۔"

"آسمان کی حد تک تو تمہاری بات درست ہے۔" احتشام نے تائید کی۔ "لیکن زمین کی ضمانت کون دے گا؟ اور ضمانت ایک ایسی چیز ہوتی ہے جس کی ایک پائلٹ کو ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ اپنی زندگی کے لئے اور اپنے مسافروں کی زندگی کے لئے۔ اس سے پہلے مجھے ائر ٹریفک کنٹرول کی رہنمائی اور دوسرے طیاروں کے ٹریول روٹ کی ضمانت حاصل رہتی تھی' اب میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں۔ اگر ہمارے بینگور پہنچنے پر بھی یہ بادل ہماری راہ میں حائل رہے تو میں وہاں اترنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ میں سیدھا بحر اوقیانوس پر نکل جاؤں گا اور اس کا چکر کاٹ کر واپس آتے ہوئے بادلوں کی اس تہہ سے گزرنے کی کوشش کروں گا۔ پانی پر ہمارے بچنے کے امکانات زیادہ ہوں گے۔"

"تو پھر اب کا پروگرام یہی ہے کہ آگے بڑھے چلو!" توقیر نے کہا۔

"بالکل!"

"اور انتظار کرو۔"

"ایک دفعہ پھر بالکل۔"

توقیر نے آہ بھر کر کہا۔ "ٹھیک ہے بھائی' آخر تم اس جہاز کے کپتان ہو۔"

"تیسری دفعہ بالکل!"

☆=========☆=========☆

بحرالکاہل اور بحرہند کی تہوں میں گہری کھائیاں ہیں اور ان کھائیوں میں ایسی مچھلیاں پیدا ہوتی ہیں جو اپنی ساری زندگی سورج کی روشنی سے ناآشنا رہتی ہیں۔ یہ مچھلیاں آسیبی غباروں کی طرح گہرائیوں میں گردش کرتی پھرتی ہیں' سمندر کی تہہ کے اندھیرے کو ان کے جسم سے پھوٹنے والی روشنی منور کئے رکھتی ہے۔ اسی روشنی کے بل پر یہ اپنے قرب و جوار کو دیکھتی ہیں۔ دیکھنے میں یہ مچھلیاں سادہ ہیں لیکن یہ حیاتیاتی فنکاری کا ایک بے مثال نمونہ ہیں۔ یہ اتنے زیادہ دباؤ تلے زندہ رہتی ہیں جہاں کوئی انسان چشم زدن میں چرمرا کر رہ جائے' لیکن ان کی یہ سب سے بڑی طاقت ان کی سب سے بڑی کمزوری بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہی جسم کی قیدی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ کے لئے تاریک گہرائیوں میں بھٹکتے رہنا ان کا مقدر ہوتا ہے۔ اگر انہیں پکڑ کر سطح آب پر لایا جائے' روشنی میں لایا جائے' تو ان کے جسم دھماکے سے پھٹ جاتے ہیں۔ انہیں تباہ کرنے والی چیز بیرونی دباؤ کی زیادتی نہیں بلکہ اس کی کمی ہوتی ہے۔ انتہائی دباؤ کو برداشت کرنے کا عادی ان کا یہ جسم کم دباؤ میں سلامت نہیں رہ سکتا۔

کریگ ٹومی کو بھی اسی طرح کی ایک گہری کھائی میں پروان چڑھایا گیا تھا اور اس کی ساری عمر بھی انتہائی دباؤ کی حالت میں گزری تھی۔ اس کا باپ بینک آف امریکہ میں ایگزیکٹو کے عہدے پر فائز تھا اور کام کے سلسلے میں کئی کئی دن گھر سے باہر رہنا اس کا معمول تھا۔ کریگ اس کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا بھی اس کی طرح کامیابی اور بلند مرتبہ حاصل کرے۔ اس خواہش کے زیر اثر اس نے کریگ کی زندگی جہنم بنا دی تھی۔ اس نے اپنے بیٹے کو بچپن میں کبھی شہزادوں اور شہزادیوں والی کہانیاں نہیں سنائی تھیں' بلکہ اس کے بجائے وہ اسے جو کہانیاں سناتا تھا' انہیں سن کر کریگ کے رونگٹے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس کے بدن کا رواں رواں خوف کے مارے جاگ اٹھتا تھا۔ کریگ کا باپ اس کے دل میں یہی خوف جگانا چاہتا تھا۔ وہ اسے جو کہانیاں سناتا تھا' عمومی طور پر ان کا تعلق ایک عفریتی مخلوق سے ہوتا تھا۔ کریگ کے باپ نے اس مخلوق کو فتنوں کا نام دیا تھا۔

اس نے کریگ کو بتایا تھا کہ فتنوں کی زندگی کا مقصد ان بچوں کا شکار کرنا ہے' جو کاہل ہوتے ہیں اور جو اپنا وقت فضول باتوں میں ضائع کرتے ہیں۔ اگر وہ فتنوں سے بچ کر رہنا چاہتا ہے تو اسے ہمیشہ ان چیزوں سے بچنا ہوگا۔ اسے کچھ کر کے دکھانا ہوگا۔ کریگ کے باپ کی باتوں نے اس کے دل پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔ سات سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے وہ بھی اپنے باپ کی طرح کام کا جنونی بن چکا تھا۔ ایک ایسا بچہ جو اپنی استعداد سے بڑھ کر کارکردگی دکھاتا ہے یا دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔

کریگ کے باپ کا اصرار تھا کہ اس کا رپورٹ کارڈ ہمیشہ بہترین ہونا چاہئے۔ کسی مضمون میں اے گریڈ سے کم نہیں آنا چاہئے۔ کوئی بھی دوسرا گریڈ ناقابل قبول تھا۔ تھوڑی سی کمی بیشی پر اسے اپنے باپ کی طرف سے ایک طویل لیکچر سننا پڑتا جس میں اسے پوری تفصیل سے یہ بتایا جاتا تھا کہ اگر اس نے پڑھائی پر خاطرخواہ محنت نہ کی تو کیا ہوگا۔ وہ اپنی ساری عمر سڑکیں کوٹتا یا کوڑے کے ڈرم خالی کرتا ہوا گزار دے گا۔ اگر کمی بیشی کچھ زیادہ ہو جاتی تو اس کی سزا بھی ملتی تھی۔ سزا عموماً یہ ہوتی تھی کہ ایک ہفتے کے لئے کریگ کو اس کے کمرے میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اس ایک ہفتے کے دوران کریگ کو صرف کھانے اور سکول جانے کے لئے کمرے سے باہر آنے کی اجازت ملتی تھی۔ دوسری طرف دیکھا جاتا تو بہت زیادہ اچھی کارکردگی دکھانے پر کریگ کے حصے میں تعریف کے دو بول بھی نہیں آتے تھے۔ ایک دفعہ کریگ نے اپنے باپ کو ایک میڈل دکھایا جو اسے عمدہ کارکردگی دکھانے پر پورے سکول کے طلبہ کے سامنے پہنایا گیا تھا' اس کے باپ نے نظر اٹھائی' میڈل کو دیکھا' ہنکارا بھرا اور دوبارہ اخبار پڑھنے میں مگن ہو گیا۔

کریگ کی عمر نو سال تھی جب اس کا باپ دل کے دورے کا شکار ہو گیا۔ کریگ کو کوئی غم نہ ہوا بلکہ اس نے اطمینان کی سانس لی کہ اس کی زندگی پر منڈلانے والا تاریک سایہ دور ہو گیا ہے لیکن یہ اس کی خوش فہمی تھی۔ کریگ کا باپ چلا گیا تھا لیکن خالی ہونے والی جگہ اس کی ماں نے سنبھال لی تھی۔ ایک جلاد چلا گیا' کیا فرق پڑا۔ دوسرا جلاد آ گیا۔

کریگ کی ماں ایک عادی شراب نوش تھی۔ شوہر کی زندگی میں وہ کسی حد تک احتیاط برتتی رہی لیکن اس کے مرنے کے بعد کھل کر سامنے آ گئی۔ وہ ہر وقت شراب کے نشے میں غرق رہتی اور اس دوران کریگ اس کی ستم ظریفیوں کا نشانہ بنتا۔ کسی وقت وہ اس پر اتنی محبت برساتی کہ کریگ کا دم گھٹنے لگتا اور کسی وقت وہ اتنی بے رحمی سے اسے دھتکارتی کہ کریگ کا دل کٹ کر رہ جاتا۔ اس کے رویئے کا انحصار اس بات پر تھا کہ اس کے خون میں کتنی شراب دوڑ رہی ہے۔ اس کا رویہ اکثر عجیب و غریب ہو جاتا تھا اور بعض اوقات ساری حدیں عبور کر جاتا تھا۔ کریگ کی دسویں سالگرہ کے موقعے پر اس نے ایک دیاسلائی اس کے پیر کے انگوٹھے اور برابر کی انگلی کے درمیان کھڑی کر کے روشن کر دی۔ دیا سلائی کا شعلہ آہستہ آہستہ کریگ کی انگلیوں کی طرف بڑھنے لگا اور کریگ کی ماں دھیرے دھیرے گنگنانے لگی۔ "ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" کریگ خوفزدہ نظروں سے شعلے کو دیکھ رہا تھا لیکن اس میں اتنی جرات نہیں تھی کہ اسے جھٹک سکتا۔ اس کی ماں نے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے دیا سلائی گرانے کی کوشش کی تو وہ اسے یتیم خانے چھوڑ آئے گی۔ یہ دھمکی کریگ کو اکثر سننے کو ملتی تھی اور ہر دفعہ اس کا خوف پہلے سے بڑھ جاتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی ماں نے کہا تھا۔ "مجھے واقعی تمہیں یتیم خانے چھوڑ آنا چاہئے۔ تم بالکل اپنے باپ جیسے ہو۔ اسے بھی علم نہیں تھا کہ زندگی سے لطف کیسے کشید کیا جاتا ہے اور تم بھی اس کی طرح جاہل ہو اس معاملے میں۔"

اس کی ماں نے گنگنانا بند کر کے دیا سلائی پر پھونک مارتے ہوئے اسے بجھا دیا۔ کریگ کو کوئی گزند نہیں پہنچی تھی۔ شعلہ اس کی انگلیوں تک پہنچنے سے پہلے بجھا دیا گیا تھا لیکن اس کی روح پر جو آبلے پڑ گئے تھے' ان کا اندمال ممکن نہ تھا۔ دیاسلائی کا دھیرے دھیرے آگے بڑھتا ہوا زرد شعلہ ہمیشہ کے لئے اس کی آنکھوں میں بس گیا تھا اور اس کی ماں کی آواز اس کی سماعت کے قید خانوں میں مقید ہو کر رہ گئی تھی۔ "ہیپی برتھ ڈے ٹو

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یو۔ میپی برتھ ڈے ٹو یو۔"

دباؤ!

انتہائی دباؤ!

سمندر کی تہہ میں پڑی کھائیوں کی تہہ میں پانی کا دباؤ۔

کریگ نے اپنی تعلیم کامیابی سے مکمل کی۔ اس دوران اس کا زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ہی گزرا۔ پہلے اسے سزا کے طور پر یہاں بند کیا جاتا تھا' اب وہ اپنی مرضی سے یہاں رہتا تھا۔ پہلے یہ جگہ اس کے لئے قید خانہ تھی' اب یہ جگہ اس کی پناہ گاہ تھی۔ اس کا زیادہ تر وقت پڑھنے لکھنے میں گزرتا تھا لیکن بعض اوقات جب حالات ناقابل برداشت حد تک خراب ہو جاتے تو وہ کاغذ اٹھا اٹھا کر لمبی لمبی' پتلی پتلی پٹیوں کی صورت میں پھاڑنا شروع کر دیتا۔ ایک کے بعد ایک' ایک کے بعد ایک۔ اس کے پیروں کے پاس پھٹے ہوئے کاغذوں کا انبار سا لگ جاتا۔ ایسے میں اس کی آنکھیں بے نوری کے عالم میں خلا میں گھورتی رہتیں۔ یہ اس کے ذہن کی خود مدافعتی حکمت عملی تھی۔ ماں باپ کے غیر فطری رویئے نے کریگ سے فطری رویئے چھین لئے تھے۔ اگر اس کا ذہن ایسی حکمت عملیاں نہ اپناتا تو شاید کریگ زندگی کے باقی دن کسی اسپتال کے ذہنی امراض کے وارڈ میں گزارتا۔

لیکن ضروری نہیں کہ ہر پاگل کا پاگل پن ظاہر ہو جائے۔ ضروری نہیں کہ ہر دیوانے کی دیوانگی سرعام اپنے وجود کا اشتہار دیتی پھرے۔ جب زخم بہت گہرا ہو تو مندمل ہونے کے بعد بھی اپنا نشان چھوڑ جاتا ہے اور جب زخم گوشت سے گزر کر ہڈیوں تک پہنچ جائے تو پھر سال میں کم از کم ایک دفعہ اپنے وجود کا احساس ضرور دلاتا ہے۔ جب سردی بہت تلخ ہو جاتی ہے تو چوٹ کھائی ہوئی ہڈیوں سے ٹیسیں اٹھنے لگتی ہیں۔ کبھی میٹھی میٹھی' کبھی تیز تیز۔

کریگ کو زندہ رہنے کے لئے دباؤ کی ضرورت تھی۔ بچپن میں یہ دباؤ اس کے والدین فراہم کرتے رہے اور آہستہ آہستہ وہ دباؤ کا عادی ہو گیا۔ اب دباؤ کی کمی اس کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ جہاں دباؤ نہیں ہوتا تھا' وہاں اس کا ذہن خود دباؤ پیدا کر لیتا تھا۔

ایسی صورت حال تلاش کر لیتا جس میں دباؤ ہوتا تھا۔

اس وقت وہ جس صورت حال سے دوچار تھا' وہ بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ اس کے ارد گرد بیٹھے سب لوگ دباؤ کا شکار تھے لیکن کریگ زیادہ گہرے پانی کی مچھلی تھا۔ اسے زندہ رہنے کے لئے ان سے زیادہ دباؤ کی ضرورت تھی اور اس کا ذہن اس کے لئے مزید دباؤ پیدا کر رہا تھا۔

"یہ لوگ مجھے بوسٹن پہنچنے نہیں دیں گے۔ میں لیٹ ہو جاؤں گا۔ میں اس میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔ آخر یہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ بینگور۔ وہاں سے میں بوسٹن کیسے پہنچ سکوں گا؟ مجھے کسی بھی حالت میں ان کو روکنا ہو گا۔ مجھے کسی بھی حالت میں بوسٹن پہنچنا ہو گا۔"

اس نے میگزین کا ایک صفحہ اور پھاڑا۔ یہ صفحہ بھی لمبی لمبی پتلی پتلی پٹیوں کی شکل اختیار کرنے لگا۔ کریگ کے ہاتھ میکانیکی انداز میں حرکت کر رہے تھے۔

"ممکن ہے مجھے پائلٹ کو قتل کرنا پڑے۔"

اس کے ہاتھ ایک لمحے کو رک گئے۔

"ممکن ہے اس کے پاکستانی ساتھی کو بھی قتل کرنا پڑے۔"

اس کے ہاتھ ایک دفعہ پھر چلنے لگے۔

کریگ نے اپنی زندگی میں کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ اس نے اپنے دل کو کھنگالا۔ کیا وہ قتل کرنے کی ہمت رکھتا ہے؟ یہ جان کر اسے خوشی ہوئی کہ اس میں اتنی ہمت موجود ہے کہ وقت پڑنے پر کسی کا قتل کر سکے۔ ایک' دو' تین..... جو کوئی اس کی راہ میں آئے گا' مارا جائے گا۔

"اس دوسرے پاکستانی پر قابو پانے میں مجھے خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ بہت پھرتیلا اور طاقتور ہے۔ میرے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ جب طیارہ زمین پر اتر جائے گا' تب میں کچھ کروں گا۔ تب میں ہتھیار بھی حاصل کر سکوں گا اور ایک ایک کر کے ان سے نمٹ بھی سکوں گا۔ پھر میں پائلٹ کو ہتھیار دکھا کر مجبور کروں گا کہ وہ مجھے بوسٹن لے کر چلے۔ مجھے کسی بھی صورت بوسٹن پہنچنا ہے۔ میٹنگ میں شرکت بہت ضروری

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ مجھے تھوڑی بہت تاخیر تو ہو جائے گی لیکن میں وہاں پہنچوں گا ضرور۔ چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔"

☆==========☆==========☆

طیارہ دھیرے سے تھرتھرایا۔ لارل چونک کر سیدھی ہو گئی۔ خیالوں ہی خیالوں میں وہ نہ جانے کہاں پہنچی ہوئی تھی۔ یہ ہلکی سی تھرتھراہٹ اسے واپس حقیقت کی دنیا میں لائی تھی۔ اس نے متورم آنکھوں والی لڑکی کو اپنے سامنے والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔

"کیا نظر آ رہا ہے؟" لارل نے پوچھا۔ "کوئی خاص چیز؟"

"سورج نکل آیا ہے۔" لڑکی نے کہا۔ "اس کے علاوہ کوئی خاص چیز نہیں۔"

"اور زمین؟" لارل کا خود اٹھ کر باہر دیکھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا بلکہ اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ ویسے بھی دینا کا سر اس کے کندھے پر تھا اور لارل اسے جگانا نہیں چاہتی تھی۔

"زمین نظر نہیں آ رہی۔ نیچے بادل ہی بادل پھیلے ہوئے ہیں۔" لڑکی نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ اس کی آنکھوں کا ورم تقریباً دور ہو چکا تھا اور اس کے چہرے سے تھوڑی بہت زندگی جھلکنے لگی تھی۔ "میرا نام بیتھانی سمز ہے۔ تمہارا کیا ہے؟"

"لارل سٹیونسن!"

"تمہارے خیال میں ہم بخیر و عافیت منزل پر پہنچ جائیں گے؟"

"خیال تو یہی ہے۔" لارل نے کہا پھر ہچکچاتے ہوئے اضافہ کیا۔ "امید بھی یہی ہے۔"

"مجھے یہ سوچ کر ڈر محسوس ہو رہا ہے کہ نہ جانے ان بادلوں کے نیچے کیا ہوگا۔" بیتھانی نے کہا۔ "لیکن ڈر تو میں شروع سے ہی رہی تھی۔ میری ماں نے ایک دم فیصلہ کیا کہ بوسٹن میں آنٹی شانا کے ساتھ کچھ دن گزارنا میرے لئے بہت اچھا رہے گا حالانکہ سکول دوبارہ کھلنے میں صرف دس دن باقی رہ گئے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ جہاز سے اترتے ہی آنٹی میرے گلے میں زنجیر ڈال دے گی۔"

"کیسی زنجیر؟"

"یہی کہ یہ نہ کرو، وہ نہ کرو۔ فوراً کلینک میں داخل ہو جاؤ اور اپنی بری عادت سے چھٹکارا حاصل کرو۔" بیتھانی نے اپنے بالوں میں انگلیاں دوڑائیں۔ "میرے حالات پہلے ہی کافی پیچیدہ ہو رہے تھے، اب یہ نئی مصیبت آن پڑی۔" اس نے محتاط نگاہوں سے لارل کا جائزہ لیا پھر بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "یہ سب کچھ حقیقت میں ہو رہا ہے نا! میرا مطلب ہے میں کئی دفعہ اپنے چٹکی بھر چکی ہوں لیکن منظر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔"

"یہ حقیقت ہی ہے۔"

"یہ حقیقت مت کہیں۔" بیتھانی نے کہا۔ "مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں کسی فلم میں گھوم رہی ہوں۔"

"مجھے کوئی کیمرہ اور فلم یونٹ نظر نہیں آیا۔" لارل نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ ان دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور دونوں کی ہنسی چھوٹتے چھوٹتے رہ گئی۔ صورت حال کی گمبھیرتا ان کی حس مزاح پر بری طرح اثر انداز ہو رہی تھی پھر لارل نے پوچھا۔ "تمہیں کلینک میں داخلہ لینے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے بیتھانی؟"

"میں نہیں جانتی۔" بیتھانی پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر تناؤ نظر آ رہا تھا۔ "میرا خیال ہے کہ مجھے داخلہ لے ہی لینا چاہئے۔ میں نے ماریوآنا پینے کی لور پر شروع کی تھی لیکن شاید اب یہ عادت قابو سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ ممکن ہے میں خود بھی اسی نتیجے پر پہنچتی اور خود کلینک میں داخل ہونے کا فیصلہ کرتی لیکن جس طرح میری ماں نے مجھے بوسٹن پارسل کیا ہے، مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں کوئی قربانی کی بکری ہوں جسے مذبح خانے بھیجا جا رہا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے۔" لارل نے کہا۔

"مجھے بھی ہے۔" بیتھانی نے کہا۔ "لیکن ابھی میرے پاس زیادہ افسوس کرنے کا وقت نہیں۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"... ہمیں شاید ڈھائی گھنٹے مزید لگیں گے۔"

Kutab Khana WhatsApp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہاں۔"

☆==========☆==========☆

احتشام نے اپنی سمت' رفتار' نیوی گیشن کے اعداد و شمار اور چارٹ دوبارہ چیک کیے۔ پھر اس نے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ آٹھ بج کر دو منٹ ہوئے تھے۔

اس نے مڑے بغیر توقیر سے کہا۔ "وقت آگیا ہے۔ آر یا پار۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر سیٹ بیلٹ باندھنے کا سائن روشن کر دیا۔ پھر اس نے انٹر کا کا بٹن دبایا اور مائیک اٹھالیا۔

"ہیلو' خواتین و حضرات۔ میں کیپٹن احتشام بول رہا ہوں۔ اس وقت ہم بح اوقیانوس کے اوپر ہیں۔ بینگور کے ساحل سے ہمارا فاصلہ تقریباً تیس میل ہے۔ تھوڑی ہ دیر میں جہاز اترنے لگے گا۔ عام حالات میں' میں سیٹ بیلٹ باندھنے کا سائن اتنی جلدی ن جلاتا لیکن یہ حالات عام نہیں ہیں' اس لئے احتیاط کرنا بہتر ہوگا۔ میں چاہوں گا کہ آپ کی سیٹ بیلٹس اچھی طرح بندھی ہوئی ہوں۔ نیچے کے حالات کچھ زیادہ خطرناک نظر نہیں آ رہے لیکن چونکہ ہمارے پاس کوئی مواصلاتی ذریعہ نہیں ہے' اس لئے ممکن ہے موسم حالات ہماری توقع کے مطابق نہ نکلیں۔ مجھے امید ہے بادل چھٹ جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوا تو میں اپنے تجربے کی روشنی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نیچے نظر آنے والے بادلوں کا مطلب کوئی خطرناک موسم نہیں ہے۔ ممکن ہے بینگور میں بارش ہوئی ہو۔ میں اب جہاز کی بلندی کم کرنے کا آغاز کرنے والا ہوں۔ ازراہ کرم پرسکون رہئے۔"

احتشام نے جہاز اتارنے کے عمل کا آغاز کر دیا۔ جہاز نے ایک لمبا چکر کاٹا اور آہستہ آہستہ چار ہزار فٹ کی بلندی پر نظر آنے والے بادلوں کی طرف بڑھنے لگا۔

"تمہارا بیان بڑا تسلی بخش تھا۔" توقیر نے کہا۔ "تمہیں سیاست میں حصہ لینا چاہئے۔"

"مسافر اس وقت اطمینان اور تسلی محسوس کر رہے ہیں یا نہیں' میں نہیں جانتا۔" احتشام نے کہا۔ "میں اتنا جانتا ہوں کہ اس وقت میں قطعی اطمینان اور تسلی محسوس نہیں کر رہا۔"

حقیقت یہ تھی کہ جہاز کے کاک پٹ میں بیٹھے ہوئے وہ اتنا خوفزدہ کبھی نہیں ہوا تھا جتنا کہ اب تھا۔ اس کی دھڑکنیں بوجھل ہو رہی تھیں جیسے ڈھولچی ڈھول پر ہولے ہولے "ڈغا" لگا رہا ہو۔

جہاز تیس ہزار فٹ کی بلندی عبور کر گیا۔ اس کی بلندی بتدریج کم ہو رہی تھی۔

"میں بہت ڈرا ہوا ہوں' دوست۔" توقیر نے کہا۔ اس کی آواز پھٹنے کے قریب ہو رہی تھی۔ "میں نے زندگی میں بہت سے لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اپنی ٹانگ میں بھی گولی کھائی ہے اور اس کی نشانی کے طور پر گھٹنے میں سٹیل کی پلیٹ لئے پھرتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک گرنیڈ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر آکر گرا تھا' یہ علیحدہ بات ہے کہ نہ جانے کیوں پھٹا نہیں تھا' لیکن میں نے زندگی میں کبھی اتنا خوف محسوس نہیں کیا جتنا اب کر رہا ہوں۔ کسی کسی وقت دل چاہتا ہے کہ تمہیں کہوں کہ جہاز کو دوبارہ اوپر لے چلو۔ انتہائی بلندی تک۔"

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" احتشام نے کہا۔ اس کی اپنی آواز مرتعش ہو رہی تھی۔ "یاد ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ ہم ہمیشہ کے لئے پرواز نہیں کر سکتے۔"

"میں جانتا ہوں لیکن مجھے ڈر محسوس ہو رہا ہے کہ نہ جانے ان بادلوں کے نیچے کیا ہو..... اور یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ بھی نہ رہا ہو۔ یہ دوسری سوچ میرے لئے زیادہ ڈراؤنی ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ حقیقت حال سے ہم سب اکٹھے واقفیت حاصل کریں گے۔"

"کوئی دوسری صورت باقی نہیں' ہے نا؟"

"بالکل نہیں۔"

طیارہ پچیس ہزار فٹ کی بلندی عبور کر گیا۔ اس کی بلندی کم ہوتی جا رہی تھی۔

☆==========☆==========☆

سب مسافر مرکزی کیبن میں جمع ہو گئے تھے حتیٰ کہ وہ گنجا بھی' جو ابھی تک ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بزنس کلاس میں رہا تھا' اور وہ سب جاگ رہے تھے' سوائے اس داڑھی والے ہپی نوجوان کی جو جہاز کے آخری سیٹوں پر پھیلا خراٹے نشر کر رہا تھا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

البرٹ کو اسے دیکھ کر حسد محسوس ہو رہا تھا' اس کے دل میں خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش وہ بھی اسی طرح سویا رہتا اور اس وقت جاگتا جب جہاز بہ حفاظت زمین پر پہنچ چکا ہوتا۔

سب خاموش تھے۔ پیپی کے خراٹوں کے علاوہ صرف ایک آواز ابھر رہی تھی۔ کریگ ٹومی کے دھیرے دھیرے میگزین کے صفحات کو لمبی لمبی پٹیوں میں پھاڑنے کی آواز۔ چرررر...... چرررر!

"کیا تم اپنی اس حرکت سے باز آنا پسند کرو گے؟" ڈان جینفی نے کہا۔ اس کی آواز کشیدہ ہو رہی تھی۔ "اس کی آواز میرے اعصاب پر بری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔"

کریگ نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا' وہ کسی ویرانے کی طرح خالی تھیں۔ پھر اس نے رخ بدل لیا۔ اس کے ہاتھ دوبارہ حرکت میں آ گئے۔

چرررررر!

جینفی نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر سختی سے بند کر لیا۔

لارل نے دینا کو بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ دینا اس کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھی۔

البرٹ' رابرٹ جنکن کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جینفی ان سے پچھلی قطار میں تھا۔ اگلی قطار میں بیتھانی تھی۔ وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔ اس کا پورا بدن ستار کے تاروں کی طرح تنا ہوا تھا۔ اس سے اگلی قطار میں گنجا بیٹھا ہوا تھا۔

"نیچے پہنچ کر کم از کم کچھ کھانے کو تو مل جائے گا۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔

سب خاموش رہے۔ مرکزی کیبن کا پورا ماحول تناؤ کے سمندر میں غرق ہو رہا تھا۔ البرٹ کو اپنے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے دوبارہ حکم کا اکا بننے کی کوشش کی' پھر خیالوں کی دنیا میں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ حکم کا اکا شاید چھٹی پر چلا گیا تھا۔

بادل اب نزدیک آ گئے تھے۔ بہت نزدیک۔ اب ان کی صورت واضح ہو گئی تھی۔

لارل کو ان میں پھولے پھولے خم نظر آ رہے تھے' کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے سوراخ بھی تھے جن میں سے سورج کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ خوف کے پنجے آہستہ آہستہ اس کے دل میں گڑ رہے تھے۔ وہ چیخنا چاہتی تھی کہ نیچے مت جاؤ' ان بادلوں سے دور رہو۔ ایک بھیانک مصیبت یہاں ہماری منتظر ہے۔ اس سے دور رہو۔

لیکن نیچے اترنے کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

"میں بہت' بہت خوفزدہ ہو رہی ہوں۔" بیتھانی نے کانپتی ہوئی آواز میں اعلان کیا۔ "لگتا ہے میں بے ہوش ہو جاؤں گی۔"

کریگ نے اس پر نگاہ ڈالی اور دوبارہ کاغذ پھاڑنے لگا۔ البرٹ نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی اور اٹھ کر بیتھانی کے برابر کی سیٹ پر جا بیٹھا۔ اس کے بیٹھتے ہی بیتھانی نے اس کے ہاتھ تھام لئے تھے۔ اس کے ہاتھ سنگ مرمر کی طرح سرد ہو رہے تھے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" البرٹ نے اسے تسلی دی۔ وہ اپنی آواز سے خوف دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ یہ جان کر اسے مایوسی ہوئی کہ وہ اپنی کوشش میں بری طرح ناکام رہا ہے۔

"مجھے......" بیتھانی نے کچھ کہنا چاہا۔ اسی وقت جہاز کو ایک جھٹکا لگا اور وہ ہولا کر چیخ پڑی۔

"کیا ہوا؟" دینا نے گھبرائی ہوئی آواز میں لارل سے پوچھا۔ "کیا جہاز کو کچھ ہو گیا ہے؟ کیا ہم گرنے والے ہیں؟"

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔" لارل نے کہا۔ اسی وقت سپیکر پر احتشام کی آواز گونجی۔ "گھبرانے کی کوئی بات نہیں دوستو۔ یہ جھٹکا معمول کا ایک حصہ ہے۔ جب ہم بادلوں میں داخل ہوں گے' تو اس سے زیادہ شدید جھٹکے لگیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے زیادہ تر ایسے تجربات سے گزر چکے ہوں گے۔ اطمینان رکھئے' خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

چرررررررر!

ڈان جینفی نے کریگ کی طرف جھنجلائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔ ایک لمحے کو اس

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا جی چاہا کہ اس کتیا کے بچے سے میگزین چھین کر اسے اتنا مارے کہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں۔

بادل اب بہت نزدیک آ گئے تھے۔ رابرٹ جنکن کو اپنے عین نیچے بادلوں پر جہاز کا سایہ دوڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کوئی لمحہ جاتا تھا کہ جہاز ان بادلوں میں اتر جاتا۔ رابرٹ جنکن کو اپنی زندگی میں کبھی پیش آگاہی حاصل نہیں ہوئی تھی لیکن اس وقت ایک خیال' پیش آگاہی کے سے انداز میں اس کے دماغ میں گونجا۔ "جب ہم ان بادلوں سے نیچے اتریں گے تو ہمیں ایک ایسی چیز نظر آئے گی جو دنیا کے کسی انسان نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ کوئی ایسی چیز جو یقین کی حدود سے ماورا ہو گی اور ہمیں اس پر یقین کرنا پڑے گا۔ وہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہوگی اور ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہ ہوگا۔"

اس کے ہاتھ سختی سے سیٹ کے ہتھوں پر جمے ہوئے تھے۔ پسینے کی ایک بوند بل کھاتی ہوئی اس کی آنکھ میں اتر گئی۔ سوزش کا ایک جھٹکا سا لگا لیکن رابرٹ نے ہاتھ اٹھا کر آنکھ ملنے کے بجائے پلکیں جھپکا کر اس تکلیف سے نجات پانے کی کوشش کی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سیٹ کے ہتھوں کے ساتھ ٹھونک دیئے گئے ہیں اور وہ چاہے بھی تو انہیں اٹھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

"سب ٹھیک رہے گا نا؟" دینا نے ہذیانی انداز میں کہا۔ اس کے ہاتھ اتنی سختی سے لارل کے ہاتھ کو بھینچ رہے تھے جیسے ان میں گڑنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

لارل نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ اب طیارہ بادلوں کی اوپری سطح کو چھو رہا تھا۔ ننھے ننھے گالے کھڑکی کے پاس سے گزرنے لگے تھے۔ طیارے کو جھٹکے لگنے لگے۔ لارل نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔ زندگی میں پہلی دفعہ اسے ایسا جی متلا دینے والا خوف محسوس ہوا تھا۔

"امید مجھے بھی یہی ہے' دینا۔" اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ "امید مجھے بھی یہی ہے لیکن میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کچھ بھی نہیں۔"

☆==========☆==========☆

"ریڈار پر کیا نظر آ رہا ہے احتشام؟" توقیر نے کہا۔ "کوئی غیر معمولی چیز؟ کچھ نظر

بھی آ رہا ہے یا نہیں؟"

"کچھ بھی نہیں ہے۔" احتشام نے کہا۔ "ریڈار کا کہنا ہے کہ ہر چیز بالکل نارمل ہے اور دنیا اپنی اصلی حالت میں نیچے موجود ہے۔ ہم....."

"رکو۔" توقیر نے کشیدہ لہجے میں کہا۔ "واپس اوپر چلو۔ میرا خیال ہے ہمیں دوبارہ سوچ بچار کر لینی چاہئے۔ تھوڑا انتظار کر لینا چاہئے۔ بادلوں کے چھٹنے تک....."

"ہمارے پاس نہ وقت ہے نہ ایندھن۔" احتشام نے بھی ویسے ہی کشیدہ لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔ طیارہ پھر تھرتھرانے لگا۔ "ہم نیچے جا رہے ہیں۔ تیار رہنا۔"

اس نے جہاز کا وہیل آگے کو دھکیل دیا۔ آلٹی میٹر کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی..... اور جہاز بادلوں میں داخل ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی دم بادلوں سے باہر نکلی ہوئی دکھائی دیتی رہی جیسے سطح آب کے نیچے تیرتی شارک مچھلی کا پنکھ پانی سے باہر نکلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایک لمحے کے بعد دم بھی بادلوں کے سمندر میں ڈوب گئی۔ آسمان خالی رہ گیا۔ مکمل' یکسر' انتہائی حد تک خالی۔ جیسے یہاں تھوڑی دیر پہلے تو کبھی بھی کسی طیارے کا وجود ہی نہ رہا ہو۔

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

مرکزی کیبن میں نیم تاریکی چھاگئی۔ گہری ہوتی ہوئی شام کی سی نیم تاریکی۔ جہاز کو پہلے سے شدید جھٹکے لگنے لگے۔ ایک خاصے شدید جھٹکے کے بعد البرٹ کو اپنے کندھے پر بوجھ سا محسوس ہوا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ بیتھانی کا سر اس کے کندھے پر پڑا لڑھکنے کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

جہاز کو ایک جھٹکا اور لگا اور فرسٹ کلاس میں ایک کوئی بھاری چیز گرنے کا دھاکہ ہوا۔ اس مرتبہ دینا نے چیخ ماری اور جیفی کے حلق سے ایک آواز نکل گئی۔ "یہ کیا تھا؟ خدا کے واسطے کوئی بتاؤ' یہ کیا گرا ہے؟"

"مشروبات کی ٹرالی۔" رابرٹ جنکن نے خشک لہجے میں کہا۔

جہاز ایک دم سے اوپر گیا' پھر نیچے آیا اور مشروبات کی ٹرالی ایک دفعہ پھر الٹ کر گری۔ شیشہ ٹوٹنے کے چھناکے گونجے۔ دینا نے ایک دفعہ پھر چیخ ماری۔

"گھبراؤ مت۔" لارل نے کہا لیکن وہ خود بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ "گھبراؤ مت' دینا۔"

"میں مرنا نہیں چاہتی۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔"

"یہ شاید معمول کا ایک حصہ ہیں دوستو۔" احتشام کی آواز ایک دفعہ پھر آئی۔

اس کا لہجہ پُرسکون تھا لیکن رابرٹ جنکن نے محسوس کیا کہ احتشام اپنے خوف کو بڑی مشکل سے دبا رہا ہے۔

ایک شدید جھٹکا اور لگا۔ مشروبات کی ٹرالی ایک دفعہ پھر الٹ کر گری اور شیشے ٹوٹنے کے مزید چھناکے گونجے۔ احتشام کی آواز گونجی۔ "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سب لوگ پُرسکون رہیں۔"

ڈان جیفی کے بائیں طرف سے کریگ کی سیٹ پر سے ایک دفعہ پھر کاغذ پھاڑنے کی آواز آئی۔

چرررررررر!

جیفی اس کی طرف گھوما۔ "بند کرو یہ ڈرامہ ورنہ میں اس میگزین کا بقیہ حصہ تمہارے حلق میں ٹھونس دوں گا۔"

کریگ نے ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی۔ "کوشش کر کے دیکھو' بڈھے گدھے۔"

طیارہ ایک دفعہ پھر بری طرح تھرتھرایا۔ البرٹ نے بیتھانی کا سر احتیاط سے کھڑکی کی طرف کر دیا۔ پھر وہ خود بھی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔ اس کے انداز سے اضطراب نمایا تھا۔ وہ گھنے بادلوں کی سیاہی میں روشنی کی کوئی کرن تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دعا کر رہا تھا کہ یہ بادل چھٹ جائیں۔

لیکن باہر گہری سرمئی رنگت کے گالوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

☆==========☆==========☆

"ہم بادلوں میں اور کتنی دیر پرواز کرتے رہیں گے' دوست؟" توقیر نے پوچھا۔ اب وہ قدرے پُرسکون نظر آ رہا تھا۔

"زیادہ دیر نہیں لگے گی۔" احتشام نے جواب دیا۔

"اگر یہ بادل ختم نہ ہوئے تو؟"

"اگر میرے آلات میں کوئی معمولی سی خرابی بھی ہوئی تو ہم سیدھے سمندر میں

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جائیں گے۔" احتشام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میرے خیال میں آلات ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اگر پانچ سو فٹ کی بلندی تک بھی بادل موجود رہے تو واپس بلندی کی طرف پرواز کر جاؤں گا۔ پھر ہمارا رخ پورٹ لینڈ کی طرف ہو گا۔"

"شاید تمہیں ابھی سے پورٹ لینڈ کی طرف بڑھنا شروع کر دینا چاہئے۔"

احتشام نے نفی میں سر ہلایا۔ "وہاں کا موسم تقریباً ہمیشہ یہاں کے موسم سے زیادہ خراب رہتا ہے۔"

"اور کوئی جگہ؟"

"باقی جگہیں پہنچ سے باہر ہیں۔ ہمارے پاس ایندھن کم ہے۔"

"بوسٹن بھی پہنچ سے باہر ہو گا۔"

"ہاں۔"

"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے یہاں اترنے کا فیصلہ کر کے ہم نے غلطی کی ہے۔"

طیارہ ایک دفعہ پھر تھرتھرایا اور احتشام نے مرکزی کیبن سے گھٹی گھٹی چیخوں کی آوازیں سنیں۔ اس نے اپنے آلات ایڈجسٹ کرتے ہوئے سوچا۔ "کاش' میں ان لوگوں کو بتا سکتا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ ہمارا طیارہ اس سے بیس گنا زیادہ طاقت کے جھٹکے بھی برداشت کر سکتا ہے۔"

"ہم ابھی تک باہر نہیں نکلے۔" اس نے کہا۔ آلٹی میٹر بائیس سو فٹ کی بلندی بتا رہا تھا۔

"بلندی کم ہوتی جا رہی ہے۔" توقیر نے کہا۔

"ہم....." احتشام نے کچھ کہنا چاہا پھر خاموش ہو گیا۔ اس کے حلق سے اطمینان کی گہری آہ نکل گئی۔ "یہ لو' بادل ختم ہوئے۔" اس نے کہا۔ "ہم باہر نکل رہے ہیں۔"

بادلوں کی دبازت تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ گہرے سرمئی رنگت کی کمبل نما تہہ میں سفیدی نمایاں ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس سفیدی میں بحر اوقیانوس کا پانی جھلملاتا نظر آنے لگا۔

احتشام نے مائیک اٹھا کر کہا۔ "ہم لوگ بادلوں سے باہر نکل آئے ہیں' خواتین و

حضرات! تھوڑی دیر میں جھٹکے لگنا بند ہو جائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد آپ اپنے قدموں کے نیچے ایک دھمک محسوس کریں گے۔ یہ جہاز کے پہیوں کے باہر نکلنے کی آواز ہو گی' اس لئے گھبرایئے گا نہیں۔ ہم تھوڑی دیر بعد بینگور ائرپورٹ پر اترنے والے ہیں۔"

اس نے مائیک کا سوئچ آف کیا اور توقیر کی طرف مڑا۔ "میری کامیابی کی دعا کرنا دوست۔"

"میں کر رہا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "پوری شد و مد سے کر رہا ہوں۔"

☆==========☆==========☆

لارل نے رکی ہوئی سانسوں کے ساتھ کھڑکی سے باہر دیکھا۔ بادل اب تیزی سے چھٹ رہے تھے۔ سمندر جھلکیوں کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ وہ درختوں سے ڈھکے ہوئے ایک چھوٹے سے جزیرے کے اوپر سے گزرے۔ لارل نے مزید آگے جھک کر دیکھا۔ اب ساحل سمندر دیکھا جا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر میں طیارہ خشکی پر پرواز کر رہا تھا۔

لارل کا دل ابھی تک تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ خشکی آ گئی تھی لیکن ابھی تک کوئی گھر' کوئی سڑک' کوئی عمارت نظر نہیں آئی تھی۔ ابھی تک ان کے بدترین خدشات غیر حقیقی ثابت نہیں ہوئے تھے۔ ابھی تک موجود دنیا سے وابستہ کی جانے والی کوئی واضح چیز ان کے سامنے نہیں آئی تھی۔

تب لارل کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔

"کیا ہوا؟" دینا ایک دم چلائی۔ "کیا ہوا لارل؟"

"کچھ نہیں۔" لارل نے خوشی سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی نگاہیں خشکی پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک چھوٹا سا گاؤں نظر آ رہا تھا اور گاؤں میں داخل ہوتی ہوئی سرمئی سڑک نظر آ رہی تھی۔ اتنی بلندی سے یہ گاؤں ایک ننھا منا کھلونا ہی لگ رہا تھا اور اس کھلونے میں چھوٹی چھوٹی کھلونا کاریں نظر آ رہی تھیں۔ "سب ٹھیک ہو گیا۔ دنیا موجود ہے۔ دنیا اپنی جگہ پر موجود ہے۔"

اس کے عقب سے رابرٹ جنکن بولا۔ اس کی آواز پُرسکون اور ہموار تھی لیکن اس میں ناامیدی کا گہرا تاثر تھا۔ "مجھے افسوس ہے مادام آپ کا اندازہ بالکل غلط ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

☆==========☆

طیارہ تیزی سے بینگور کے انٹرنیشنل ائرپورٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہر طرف صبح کا عالم تھا لیکن زمین پر طیارے کا سایہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا' بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن یہ صبح دھندلائی دھندلائی سی تھی۔ سورج جیسے ماند پڑا ہوا تھا اور روشنی میں سرمئی رنگ جھلک رہا تھا۔

"مجھے ائرپورٹ نظر آ رہا ہے۔" توقیر نے اچھل کر کہا۔ "مجھے زندگی میں کبھی ائرپورٹ کبھی اتنا خوبصورت معلوم نہیں ہوا جتنا کہ آج۔"

"اگر تمہیں ائرپورٹ نظر آ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی سیٹ سے اٹھے ہوئے ہو۔" احتشام نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "سیٹ پر بیٹھ کر بیلٹ باندھ لو اور خاموش رہو۔" اس نے ہیڈفون کے مائیک میں کہا۔ "بینگور ٹاور' یہ فلائٹ نمبر29 ہے۔ ہم ایمرجنسی کی حالت میں ہیں۔ میں دہراتا ہوں' ہم ایمرجنسی کی حالت میں ہیں۔ اگر رن وے پر کوئی ٹریفک موجود ہے تو اسے ہٹا دیا جائے۔ میں طیارہ اتار رہا ہوں۔"

اس نے مائیک اتار کر سپیڈومیٹر کی طرف دیکھا۔ طیارے کی رفتار ایک سو چالیس سے نیچے آ چکی تھی۔ اب وہ لینڈنگ کر سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ائرپورٹ کے رن وے کی نشاندہی کرنے والی بتیاں سامنے آ گئیں۔ احتشام کی بھنویں سکڑ گئیں۔ بینگور ائرپورٹ والوں نے اس کے پیغام پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا۔ اگر طیارہ اتارنے کا راستہ کھلا تھا تو ان بتیوں کو سبز ہونا چاہئے تھا اور اگر فی الحال طیارہ اتارنے کے لئے رن وے فارغ نہیں تھا تو ان بتیوں کو سرخ ہونا چاہئے تھا لیکن بتیاں نہ سرخ تھیں نہ سبز۔

سب بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔ سب بتیاں مردہ تھیں۔

احتشام نے فیصلہ کیا کہ اس وقت اس کے پاس سوچنے کا وقت نہیں۔ اب اس کے پاس یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ اگر جہاز اتارتے وقت کوئی دوسرا طیارہ سامنے آ گیا تو کیا ہوگا۔ اب صرف ایک ہی راستہ باقی بچا تھا اور وہ یہ کہ طیارے کو زمین پر اتار دیا جائے۔

تھوڑی دیر بعد طیارے کے پہیے زمین کو چھو رہے تھے۔

طیارے کی رفتار ہلکی ہونے لگی۔ ایک سو بیس' ایک سو' اسی' چالیس' دس' زیرو۔

کام ختم ہو چکا تھا۔ وہ لوگ زمین پر پہنچ چکے تھے۔

احتشام نے ایک گہری' لرزتی ہوئی سانس خارج کی۔ اس کے بدن میں ایک دم جھرجھریاں سی دوڑ گئی تھیں۔ اس نے اپنا ماتھا پونچھا۔ اس کا ماتھا پسینے سے بھر گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا اور کمزور سے انداز میں ہنس دیا۔

توقیر کا ہاتھ اس کے کندھے پر پڑا۔ "تم ٹھیک ہو' احتشام؟"

"ہاں۔" احتشام نے کہا اور انٹرکام کا مائیک اٹھا لیا۔ "خواتین و حضرات! بینگور میں خوش آمدید۔"

مرکزی کیبن سے خوشی کے نعروں اور قہقہوں کی آواز سنائی دی۔

توقیر کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ وہ احتشام کی سیٹ کے اوپر جھکا ہوا ونڈ سکرین سے باہر کا جائزہ لے رہا تھا۔ رن وے پر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ٹیکسی وے خالی پڑے تھے۔ کوئی ٹرک نہیں' سیکیورٹی والوں کی گاڑی نہیں۔ چند گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں' ایک آرمی ٹرانسپورٹ پلین اور ایک ڈیلٹا 727 بھی دکھائی دے رہے تھے لیکن وہ سب ساکت تھے۔ مجسموں کی طرح ساکت۔

"خوش آمدید کہنے کے لئے بہت بہت شکریہ دوست۔" توقیر نے کہا۔ "شکریہ اس لئے کہ مجھے لگ رہا ہے' کوئی اور ہمیں یہاں خوش آمدید کہنے کے لئے نہیں آئے گا۔ دور دور تک کوئی اور نظر نہیں آ رہا۔ یہ جگہ سنسان پڑی ہے۔"

☆==========☆==========☆

اگرچہ احتشام ریڈیو پر کسی سے رابطہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا' اس کے باوجود اسے توقیر کی بات قبول کرنے میں خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا دل آمادہ نہیں ہو رہا تھا' لیکن توقیر کی بات درست تھی۔ ائرپورٹ خالی پڑا ہوا تھا۔ بیابان کی طرح ویران' سنسان۔ یوں لگتا تھا جیسے ائرپورٹ کی روح ملک الموت نے قبض کر لی ہے اور اب ان کے سامنے ائرپورٹ کی لاش پڑی ہو۔

"اب ہم کیا کریں گے' احتشام؟" توقیر نے کہا۔ وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"اب ہم طیارے سے نیچے اتریں گے اور دیکھیں گے معاملہ کیا ہے؟" احتشام نے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہا۔

"طیارے سے کیسے اترا جائے گا؟"

"چونکہ باہر سے سیڑھی لگانے والا کوئی نہیں' اس لئے ہم ہنگامی سلائیڈ استعمال کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مرکزی کیبن میں پہنچ گئے۔ سب مسافر پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی شکلیں گھور رہے تھے۔ ان کے چہرے سفید ہو رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی تک کسی کو یقین نہ آیا ہو کہ وہ بہ خیر و عافیت زمین پر اتر چکے ہیں۔ ایک لمحے کو مرکزی کیبن میں خاموشی چھائی رہی۔

پھر البرٹ کاسنر نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ لحظہ بھر بعد' رابرٹ جنکن بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا' پھر ڈان جیفی اور لارل سٹیونسن۔ گنجے نے نظریں گھما کر سب کی طرف دیکھا پھر خود بھی تالیاں بجانے لگا۔

"کیا بات ہے؟" دینا نے پوچھا۔ "کیا ہو رہا ہے؟"

"کیپٹن آ گیا ہے۔" لارل نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو لرز رہے تھے۔ "جس نے ہمیں بحفاظت زمین پر اتارا ہے۔"

دینا بھی تالیاں بجانے لگی۔

احتشام اپنی جگہ جما کھڑا حیران نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔ اس کے عقب میں کھڑے توقیر نے بھی تالیاں بجانا شروع کر دی تھیں۔ وہ سب اپنی اپنی سیٹ بیلٹ کھول کر اٹھ کھڑے ہوئے اور تالیوں کی صورت اسے خراج تحسین پیش کرنے لگے۔ صرف تین مسافر ایسے تھے جو تالیاں بجانے والوں میں شامل نہیں تھے۔ بیتھانی' جو بیہوش پڑی تھی۔ داڑھی والا پہی جو ابھی تک سویا پڑا تھا (سارے جھٹکوں اور آفتوں میں وہ سویا ہی رہا تھا۔) اور کریگ ٹومی جو تھوڑی دیر ان سب کو خالی خالی نگاہوں سے گھورتا رہا پھر میگزین سے ایک اور پنی پھاڑنے لگا۔

احتشام کو اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ شرمندہ سا ہو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر سب کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"پلیز..... پلیز' رک جایئے۔ بس کیجئے۔ میں نے کوئی اتنا بڑا کارنامہ انجام نہیں دیا۔ لینڈنگ بالکل معمول کے مطابق تھی۔"

"دل چھوٹا کیوں کرتی ہو حسینہ' آسمان کے تارے توڑنے میں کون سی محنت کرنا پڑتی ہے۔" رابرٹ جنکن نے کسی فلمی اداکار کی طرح کہا اور اس کے ساتھ کھڑا ہوا البرٹ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ بیتھانی کی پلکیں تھرتھرائیں اور کھل گئیں۔ اس نے چندھیائی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ہم زندہ سلامت نیچے اتر آئے ہیں۔" اس نے کہا۔ "مائی گاڈ! واقعی ہم زندہ سلامت نیچے اتر آئے ہیں۔"

"پلیز!" احتشام نے ایک دفعہ پھر کہا۔ "ازراہ کرم میری بات سنئے۔"

تالیاں تھم گئیں' وہ سب خاموش ہو گئے۔ وہ متوقع نگاہوں سے اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔ سوائے کریگ کے' وہ ابھی تک پٹیاں پھاڑنے میں منہمک تھا۔ پھر اس نے میگزین ایک طرف پھینک دیا اور سیٹ بیلٹ کھولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی سیٹ کے اوپر بنے سامان کے کمپارٹمنٹ میں ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔

"اس صورت حال کے متعلق آپ کی اور میری معلومات ایک جیسی ہیں۔" احتشام نے کہنا شروع کیا۔ "ہماری فلائٹ کے زیادہ تر مسافر اور تمام تر عملہ ہماری نیند کے دوران کہیں غائب ہو گیا۔ یہ بات کچھ کم پریشان کن نہیں تھی لیکن اب اس سے بھی زیادہ پریشان کن بات سامنے آئی ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے بہت سے دوسرے لوگ بھی غائب ہو گئے ہیں۔ منطق کہتی ہے کہ دوسرے لوگ یہیں کہیں ہوں گے لیکن نظر کہتی ہے کہ ہمیں ان میں سے کوئی ایک بھی دکھائی نہیں دے رہا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح ہم اس صورت حال سے' جسے میں فی الحال کوئی نام دینے سے قاصر ہوں' بچ نکلے ہیں' دوسرے بھی بچ نکلے ہوں گے۔"

جنکن کچھ بڑبڑایا۔ وہ پہلے بھی کچھ بڑبڑایا تھا لیکن البرٹ کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب اس نے زیادہ غور سے سنا اور سمجھ گیا۔ جنکن نے زیر لب دو الفاظ دہرائے تھے۔ "جھوٹی منطق!"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

احتشام کی بات جاری تھی۔ "ہم اس وقت عجیب و غریب مسئلوں سے دوچار لیکن ہمیں ان سب سے نمٹنا ہوگا' اور ان سے نمٹنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ایک و میں ایک طرف توجہ کی جائے۔ ہمارا پہلا قدم اس طیارے سے اترنا ہے۔"

"میں نے بوسٹن جانے کا ٹکٹ خریدا تھا۔" کریگ نے پرسکون آواز میں "میں بوسٹن جانا چاہتا ہوں۔"

توقیر احتشام کے عقب سے نکل کر آگے آگیا۔ اسے دیکھ کر کریگ کی آنکھیں گئیں۔ ایک لمحے کو یوں لگا جیسے وہ توقیر سے بھی الجھ پڑے گا۔ پھر توقیر نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنی انگلی اور انگوٹھے کی چٹکی کو دو تین دفعہ کھولا اور بند کیا۔ کریگ خاموشی ایک طرف کو سمٹ گیا۔ توقیر کا اشارہ اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔

"ہمیں ایمرجنسی سلائیڈ استعمال کرنا ہوگی۔" احتشام نے کہا۔ "میں آپ سب سامنے اس سلائیڈ کو استعمال کرنے کا طریقہ دہراؤں گا۔ آپ اسے اچھی طرح ذہن نش کرلیجئے۔ پھر ایک ایک کرکے قطار کی صورت ہم اس جہاز سے اتریں گے۔"

تقریباً پندرہ منٹ بعد جہاز کا دروازہ کھول کر ایمرجنسی سلائیڈ لگادی گئی۔ احتشا اور توقیر دروازے کے اطراف میں کھڑے ہوگئے۔ توقیر نے احتشام سے کہا۔ "باہر کی کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے شاید۔"

"کیا مطلب؟" احتشام نے کہا پھر اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "تمہیں زہر اثرات تو محسوس نہیں ہورہے؟"

"نہیں' زہریلے تو اثرات نہیں ہیں لیکن اس ہوا میں کوئی بو نہیں ہے' کوئی ذا نہیں ہے۔"

"تم پاگل ہو رہے ہو۔" احتشام نے پہلو بدل کر کہا۔

"نہیں' میں پاگل نہیں ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "ہم اس وقت ائرپورٹ پر کھڑے ہیں۔ یہاں ہزار قسم کی بوئیں ہونی چاہئیں۔ تم خود بتاؤ تمہیں کسی قسم کی بو آرہی ہے؟"

احتشام نے گہری سانس لے کر دیکھا۔ توقیر کی بات درست تھی۔ ہوا واقعی بے اور بے ذائقہ تھی۔

"کوئی مسئلہ ہے کیا؟" بیتھانی نے بے چینی کے عالم میں پوچھا۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" احتشام نے کہا۔ اس نے مسافروں کو گننا شروع کر دیا پھر اس نے توقیر سے کہا۔ "عقبی سیٹوں پر وہ نوجوان ابھی تک سو رہا ہے۔ اسے اٹھا دیا جائے کیا؟"

توقیر نے ایک لمحے سوچ کر نفی میں سرہلا دیا۔ "ہمارے مسائل پہلے ہی کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ نشے کے خمار سے ٹوٹا ہوا جوان ان میں مزید اضافہ کرے گا۔ اسے سونے دو۔ یہاں ویسے بھی اسے کوئی خطرہ نہیں۔ اگر حالات امید افزا نظر آئے تو ہم واپس آکر اسے لے جاسکتے ہیں۔"

احتشام مسکرایا۔ توقیر نے بالکل اس کے دل کی بات کہی تھی۔ "ٹھیک کہا تم نے۔ ٹھیک ہے' توقیر پہلے تم نیچے جاؤ گے۔ نیچے جاکر تم سلائیڈ کا نچلا حصہ قابو میں رکھو گے تاکہ کسی اور کے اترتے ہوئے سلائیڈ ڈگمگانے نہ پائے۔ میں باقی لوگوں کو اترنے میں مدد دوں گا۔"

"بہتر ہوگا پہلے تم جاؤ۔" توقیر نے کہا۔ "اگر ہمارے بے وقوف دوست نے دوبارہ ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تو اس سے نمٹنے کے لئے مجھے اوپر موجود ہونا چاہئے۔" اس کا اشارہ کریگ کی طرف تھا۔

احتشام نے کریگ کی طرف دیکھا۔ وہ قطار کے آخر میں کھڑا تھا۔ ایک پتلا سا بریف کیس اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ خاموشی سے چھت کی طرف گھور رہا تھا۔ احتشام نے کہا۔ "یہ کوئی ہنگامہ نہیں کرے گا اور اگر ہنگامہ کرے بھی کیا تو فرق پڑتا ہے۔ اس کی مرضی ہے تو ہمارے ساتھ چلے ورنہ یہیں بیٹھا رہے۔"

"بات تو تمہاری درست ہے۔" توقیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "پھر سفر کے اگلے مرحلے کا آغاز کیا جائے۔"

"جوتے اتار لئے تم نے؟" احتشام نے پوچھا۔

توقیر نے اسے ایک ہاتھ میں دبے ہوئے جوتے دکھائے۔

"ٹھیک ہے' کود جاؤ۔" احتشام نے کہا اور بیتھانی کی طرف مڑا۔ "اگلی باری

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

تمہاری ہوگی۔"

"او گاڈ' مجھے ایسی چیزوں سے نفرت ہے۔" بیتھانی نے کہا۔ اتنے میں توقیر سلائیڈ پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ وہ پشت کے بل سلائیڈ پر گرا اور آرام سے پھسلتا چلا گیا۔ اس کے پیر رن وے کی سطح سے ٹکرائے اور وہ وہیں رک گیا۔ اسے نیچے اترنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا' مسافروں کی طرف گھوما اور پھر نمائشی انداز میں دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے جھکا۔ "بالکل آسان ہے۔" اس نے آواز لگائی۔ "اگلا گاہک!"

"چلو' بیتھانی۔" احتشام نے کہا۔

بیتھانی ہچکچائی۔ "میں نے کبھی ایسا کام کیا نہیں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے تھوڑی دیر اور انتظار کرنا چاہئے۔"

"توقیر نیچے سے سلائیڈ کو تھامے رکھے گا' تمہیں کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔" احتشام نے اسے تسلی دی۔

"جاؤ بیتھانی۔" اچانک البرٹ نے کہا۔ اس نے اپنا وائلن کیس کمپارٹمنٹ سے نکال لیا تھا اور اب اسے اٹھائے کھڑا تھا۔ "ڈر مجھے بھی بہت لگ رہا ہے لیکن اگر تم اتر گئیں تو پھر میرے لئے اترنا مجبوری بن جائے گا۔ پھر میں یہ سوچوں گا کہ جو کام ایک لڑکی کر سکتی ہے' وہ میں بھی کر سکتا ہوں۔"

بیتھانی ایک لمحے کو اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر ہنس کر سلائیڈ کی طرف مڑ گئی۔ "کاش' مجھے ایک کش لگانے کا موقع نصیب ہو جاتا۔" اس نے کہا اور چھلانگ لگا دی۔

وہ توقیر کے چھلانگ لگانے اور پھسلنے کے انداز کا مشاہدہ کر چکی تھی لیکن آخری لمحے پر اس کی ہمت شاید جواب دے گئی اور اس نے اپنے پیر سلائیڈ پر جمانے کی کوشش کی۔ نتیجتاً اس کا رخ غلط ہو گیا اور وہ پہلو کے بل پھسلتی ہوئی گئی۔ احتشام کا خیال تھا کہ یقیناً بیتھانی الٹ کر گرے گی لیکن بیتھانی کو خود بھی اس خطرے کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ اس نے کوشش کر کے اپنا رخ درست کر لیا۔ آخری وقت پر توقیر نے اسے تھام کر روک لیا اور وہ نیچے اتر گئی۔

اگلا نمبر البرٹ کا تھا۔ اس نے اپنا وائلن کیس احتشام کو تھماتے ہوئے کہا۔ "آپ ازراہ کرم اسے سنبھالے رکھئے گا۔ میں اسے ساتھ لے جانے سے ڈر رہا ہوں۔ اگر میں گر گیا تو میرا وائلن ٹوٹ جائے گا۔"

البرٹ نے ایک گہری سانس لے کر آنکھیں بند کیں اور چھلانگ لگا دی۔ اسے نیچے اترنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ وہ بڑے آرام سے زمین پر پہنچ گیا تھا۔ توقیر نے تالی بجا کر اسے داد دی۔ البرٹ مسکرا کر رہ گیا۔

"البرٹ!" احتشام نے آواز دی۔ "پکڑو!" اس نے وائلن کیس سلائیڈ پر رکھ کر کھسکا دیا۔ تھوڑی دیر میں وائلن کیس البرٹ کے پاس پہنچ چکا تھا۔

جنکن نے بھی آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگائی لیکن اس کا انداز غلط ہو گیا تھا۔ سلائیڈ کے آخر تک پہنچتے پہنچتے وہ ایک پہلو کے بل ہو گیا تھا اور اگر آخری وقت میں توقیر اسے سنبھال نہ لیتا تو وہ دائیں کولہے کے بل کنکریٹ پر گرتا۔

"شکریہ نوجوان!" رابرٹ نے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں دوست۔" توقیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رابرٹ پلکیں جھپکا کر رہ گیا تھا۔

جنکن کے بعد جینی اترا اور اس کے بعد گنجا۔ اب لارل اور دینا کھڑے تھے۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" دینا نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوگا' بیٹی۔" احتشام نے کہا۔ "تمہیں چھلانگ بھی نہیں لگانی پڑے گی۔" اس نے دینا کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کا رخ سلائیڈ کی طرف کر دیا۔ "میں تمہیں اٹھا کر سلائیڈ پر رکھ دوں گا اور تھوڑی دیر میں تم نیچے پہنچ جاؤ گی۔"

"آپ نہیں۔" دینا نے کہا۔ "میں چاہتی ہوں لارل مجھے سلائیڈ پر بٹھائے۔"

احتشام نے لارل کی طرف دیکھا۔ لارل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھ آئی۔ "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" دینا نے ایک دفعہ پھر کہا۔

"ڈرنے کی کیا بات ہے' دینا؟" لارل نے کہا۔ "یہ کوئی ایسا مشکل کام تو نہیں۔"

دینا نے الجھن آمیز انداز میں اس کی آواز کی سمت دیکھا۔ "میں سلائیڈ پر اترنے کی بات نہیں کر رہی۔ مجھے اس جگہ سے ڈر لگ رہا ہے۔ یہاں کا ماحول عجیب سا ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لارل نے بے بسی کے عالم میں احتشام کی طرف دیکھا۔ احتشام نے کہا۔ "دیکھو بیٹا' جہاز سے اترنے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ تم جانتی ہو نا یہ بات؟"

دینا کا رخ اس کی جانب ہو گیا۔ "ہم جہاز سے اتر کر کیا کریں گے؟ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔"

احتشام اور لارل کے درمیان نگاہوں کا تبادلہ ہوا۔ پھر احتشام نے کہا۔ "جب تک ہم چیک نہ کرلیں' ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں واقعی کوئی نہیں ہے۔"

"میں یہ بات پہلے سے جانتی ہوں۔" دینا نے کہا۔ "یہاں نہ سونگھنے کو کچھ ہے نہ سننے کو کچھ ہے۔ لیکن..... لیکن....."

"لیکن کیا' دینا؟" لارل نے پوچھا۔

دینا ہچکچائی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ان لوگوں کو کیسے سمجھائے کہ اس جگہ پر کچھ ہے۔ یہ جگہ ٹھیک نہیں۔ وہ لوگ اس جگہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اس کی وہ پُراسرار صلاحیت جو اسے پیش آمدہ واقعات کی خبر دیتی تھی' جو اسے دوسرے لوگوں کے اندر اتار دیتی تھی' اسے مسلسل سرخ اشارے دے رہی تھی۔ یہ جگہ ٹھیک نہیں تھی۔

آخر اس نے بے بسی کے عالم میں کندھے اچکائے اور کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ میں ایسے ہی گھبرا رہی تھی۔ مجھے سلائیڈ پر بٹھا دو۔"

تھوڑی دیر بعد دینا اور لارل بھی نیچے پہنچ چکی تھیں۔ اب کریگ کی باری تھی۔

"تمہاری باری ہے دوست۔" احتشام نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم جانتے ہو میں تمہاری رپورٹ حکام بالا کو کر دوں گا' ہے نا؟" کریگ نے کہا۔ اس کی آواز حیرت انگیز حد تک مہذبانہ تھی۔ "تم جانتے ہو کہ میں اس ہوائی کمپنی پر ہرجانے کا دعویٰ کروں گا اور اس میں تمہیں مرکزی مدعا علیہ ٹھہراؤں گا' ہے نا؟"

"جو تمہاری مرضی آئے کرنا' مسٹر....."

"ٹومی۔ کریگ ٹومی۔"

"ہاں' مسٹر ٹومی' تم جو جی چاہے کر سکتے ہو۔" احتشام نے کہا۔ "ویسے تمہیں احساس تو ہو گیا ہو گا کہ ہمارے ساتھ ہوا کیا ہے؟"

کریگ نے ایک نظر سنسان ویران ائرپورٹ پر ڈالی۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ کیا ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ کارستانی فتنوں کی ہے۔ فتنے آ پہنچے ہیں' اور اب وہ سب کاہل اور احمق لوگوں کو اپنی خوراک بنائیں گے۔

اس نے سب پر حقارت کی ایک نگاہ ڈالی۔ یہ سب لوگ فتنوں کا شکار بنیں گے پھر اسے اپنا خیال آیا۔ اور ان کی حماقتوں کی وجہ سے مجھے جانا پڑے گا۔ لیکن نہیں' میں اپنے آپ کو بچانے کی پوری کوشش کروں گا۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ مقررہ وقت تک زمین پہنچ جاؤں تاکہ فتنے مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔

احتشام اس کے توقف سے بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "مسٹر ٹومی' میرے پاس زیادہ وقت....."

"وقت!" ٹومی ایک دم چیخ پڑا۔ "تم کیا جانو وقت کیا ہوتا ہے؟ مجھ سے پوچھو' وقت کیا چیز ہے۔ میں جانتا ہوں وقت کیا ہے۔ وقت بہت مختصر رہ گیا ہے' بہت مختصر رہ گیا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے چھلانگ لگا دی اور یہ ایک لحاظ سے اس کے لئے اچھا ہی ثابت ہوا۔ اگر وہ ایک لمحہ اور وہاں کھڑا رہتا تو احتشام اسے سلائیڈ پر دھکا دے دیتا۔

"وقت بہت مختصر ہے۔" سلائیڈ پر پھسلتے ہوئے کریگ ایک دفعہ پھر چلایا۔

"یہ شخص پاگل معلوم ہوتا ہے۔" احتشام بڑبڑایا۔ وہ سلائیڈ کے سر پر کھڑا ہوا۔ ایک نگاہ طیارے پر ڈالی اور پھر سلائیڈ پر کود گیا۔

☆=========☆=========☆

"اب کیا کریں' کیپٹن؟" توقیر نے کہا۔ وہ لوگ طیارے کے پروں کے نیچے کھڑے تھے۔

"تم بتاؤ۔" احتشام نے کہا۔

"میرا خیال ہے پہلے ٹرمینل کے اندر جایا جائے۔" توقیر نے کہا۔ "وہاں جانے کا قریب ترین راستہ کون سا ہو گا؟"

"چونکہ ہمارے پاس کوئی دوسری سہولت نہیں ہے' اس لئے کنویئر بیلٹ سب سے قریب ترین راستہ ہو گا۔" احتشام نے سامان لانے والی بیلٹ کی طرف اشارہ کیا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ سب لوگ آگے بڑھنے لگے۔ فاصلہ مختصر تھا لیکن اپنی زندگی میں ان میں سے کسی نے ایسا عجیب سفر طے نہ کیا ہوگا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی فلم کے پردے پر نظر آ رہے ہوں۔ ہوا کی سنسناہٹ' پرندوں کی چہچہاہٹ' موٹروں کی کھڑکھڑاہٹ اور انسانی آوازوں کی گنگناہٹ' دنیا کی ہر آواز گم ہو گئی تھی' چھپ گئی تھی۔ ان کے اپنے قدموں کی آواز بھی دبی دبی سی معلوم ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے فرش پر دری بچھی ہوئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ کنویئر بیلٹ پر سوار ہو گئے اور اندر کی طرف جانے لگے۔ اندر داخل ہونے سے پہلے دینا ایک مرتبہ پھر لارل کی طرف مڑی۔ دھندلائی ہوئی روشنی میں اس کے چشمے کے عدسے چمک رہے تھے اور لارل کو ان میں اپنا عکس نظر آ رہا تھا۔

"یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے۔" دینا نے ایک مرتبہ پھر اپنی بات دہرائی اور مڑ کر اندر داخل ہو گئی۔

☆=========☆=========☆

ٹرمینل خالی پڑا تھا۔ سب لوگوں کو یہی توقع رہی ہوگی لیکن اس کے باوجود ویرانی دیکھ کر ان کو ایک جھٹکا لگا۔ ان میں سے کسی نے زندگی میں کوئی ائرپورٹ ٹرمینل خالی نہیں دیکھا تھا۔

"میرا خیال ہے ٹیلی فون ٹرائی کیے جائیں۔" توقیر نے کہا۔

وہ ایک طرف لگی ہوئی ٹیلی فونوں کی قطار کی طرف بڑھ گیا۔ البرٹ خاموشی سے دیواروں پر لگے اشتہاروں کو گھور رہا تھا۔ اس کا دل بوجھل ہو رہا تھا لیکن اس کے اعصاب بری طرح تنے ہوئے تھے۔ اس کے نزدیک ایک کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور وہ اچھل پڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ بیتھانی ہونٹوں میں سگریٹ دبائے' دیاسلائی جلا رہی تھی۔

"میں نے تمہیں ڈرا دیا کیا؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں' تھوڑا سا۔" البرٹ نے جواب دیا۔

"سوری!" بیتھانی نے سگریٹ جلا کر ایک گہرا کش لیا۔ "اب کچھ بہتر محسوس ہو رہا تھا۔ جہاز پر سگریٹ پیتے ہوئے میں ڈر رہی تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ اگر میں نے دیا سلائی

جلائی تو دھماکہ ہو جائے گا۔"

رابرٹ جنکن ان کے قریب آ گیا۔ "میں نے دس سال پہلے سگریٹ چھوڑ دیئے تھے۔" اس نے کہا۔

"پلیز' کوئی لیکچر مت شروع کر دیجئے گا۔" بیتھانی نے کہا۔ "مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اگر میں یہاں سے زندہ اور صحیح سلامت بچ نکلی تو کم از کم ایک مہینہ مجھے اپنی ماں اور آنٹی سے لیکچر سننے پڑیں گے۔ میرا کوٹا انہی سے پورا ہو جائے گا۔"

جنکن نے بھنویں اچکائی۔ "میں لیکچر نہیں دینے والا تھا بلکہ تم سے ایک سگریٹ مانگنے والا تھا۔ مجھے لگ رہا ہے کہ پرانی عادتوں کو دوبارہ اپنانے کا یہ ایک بہترین وقت ہے۔"

بیتھانی نے مسکرا کر ایک سگریٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔ جنکن نے سگریٹ ہونٹوں میں دبایا اور بیتھانی نے دیاسلائی جلا کر اس کا سگریٹ سلگا دیا۔ جنکن نے کش لگایا اور کھانسنے لگا۔

"آپ کو عادت نہیں رہی۔" بیتھانی نے حقیقت پسندانہ انداز میں کہا۔

جنکن نے اتفاق کیا۔ "ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن عادت ہو جائے گی۔ اس عادت کا سب سے خطرناک پہلو یہی ہے۔ دس سال چھوڑے رکھو اور ایک کش میں دوبارہ اپنا لو۔ تم دونوں میں سے کسی نے کلاک دیکھا؟"

"نہیں۔" البرٹ نے کہا۔

جنکن نے ٹرمینل کی دیوار پر لگے ہوئے کلاک کی طرف اشارہ کیا پھر باتھ روم کے دروازے پر لگے ہوئے کلاک کی طرف۔ دونوں کلاک چار بج کر سات منٹ پر رکے ہوئے تھے۔

"اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ واقعہ رونما ہوا تب تک ہم ہوا میں بلند ہو چکے تھے۔" اس نے کہا۔ "اب ہمیں یہ پتہ چل گیا ہے کہ جو کچھ بھی ہوا' وہ کس وقت ہوا۔"

"بہت خوب۔" بیتھانی نے کہا۔ اس کی آواز میں ہلکا سا طنز تھا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہاں۔" جنکن نے کہا۔ اس نے بیتھانی کا طنز نظرانداز کر دیا تھا۔ "لیکن یہ کوئی حتمی بات نہیں۔ کاش سورج نکلا ہوتا تو ہم کوئی حتمی اندازہ لگا سکتے تھے۔"

"کیا مطلب؟" البرٹ نے کہا۔

"الیکٹرک کلاک کسی کام کے نہیں ہوتے۔" جنکن نے کہا۔ "اگر سورج نکلا ہوتا تو ہم اپنے سایوں کے رخ اور لمبائی سے وقت کا تھوڑا بہت صحیح اندازہ لگا سکتے تھے۔ میری گھڑی کے مطابق سوا نو بجے ہیں لیکن مجھے اس پر اعتبار نہیں۔ میرے خیال میں وقت اس سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اپنا خیال ثابت کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ٹھوس چیز نہیں اور میں اس کی وضاحت بھی نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی میرا احساس یہی کہتا ہے کہ وقت میری گھڑی سے آگے ہے۔"

البرٹ نے کچھ دیر سوچا' ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں پھر جنکن کی طرف دیکھا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے دوپہر کے کھانے کا وقت ہونے والا ہے۔ پاگل پن ہے نا؟"

"یہ پاگل پن نہیں ہے۔" بیتھانی نے کہا۔ "طیارے پر چکر چڑھنے کا ردعمل ہے۔"

"میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔" جنکن نے کہا۔ "ہم نے مغرب سے مشرق کی طرف سفر کیا تھا۔ مغرب سے مشرق کی طرف سفر کرنے والے مسافروں کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ ان کی گھڑی وقت سے پیچھے چل رہی ہے' بلکہ یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کی گھڑی وقت سے آگے نکل گئی ہے۔"

"میں آپ سے ایک بات کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا جو آپ نے جہاز پر کہی تھی۔" البرٹ نے کہا۔ "جب کیپٹن احتشام ہمیں بتا رہا تھا کہ یہاں پر دوسرے لوگ بھی ہوں گے تو آپ نے زیرلب کہا تھا۔ "جھوٹی منطق۔" آپ نے یہ لفظ دو مرتبہ دہرائے۔ مجھے کیپٹن احتشام کی بات ٹھیک لگی تھی کیونکہ جب یہ واقعہ رونما ہوا تو ہم سب سو رہے تھے اور ہم سب بچ نکلے۔ اگر یہ واقعہ صبح چار بج کر سات منٹ پر رونما ہوا تھا تو پھر زیادہ تر افراد سو رہے ہوں گے۔"

"ہاں۔" جنکن نے کہا۔ "پھر وہ ہیں کہاں؟"

البرٹ تھوڑا سا چکرایا پھر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک دھماکے کی آواز گونجی۔ ان لوگوں نے چونک کر دیکھا۔ توقیر نے ٹیلی فون کا ریسیور گھما کر کریڈل پر دے مارا تھا۔ "سب ٹیلی فون ڈیڈ پڑے ہیں۔" اس نے کہا۔ "کوئی ایک ٹیلی فون بھی کام نہیں کر رہا۔"

"اب ہم کیا کریں گے؟" لارل نے کہا۔ اس کے قریب کھڑی دینا چھوٹے چھوٹے دائروں کی شکل میں کسی ریڈار ڈش کی طرح گھوم رہی تھی۔

"اوپر چلتے ہیں۔" گنجے نے کہا۔ "ریستوران وہیں ہوگا۔"

سب نے اس کی طرف دیکھا۔ جینفی نے حقارت سے کہا۔ "تمہارا دماغ ایک ہی پٹڑی پر چلنے کا عادی معلوم ہوتا ہے' مسٹر۔"

گنجے نے ایک ابرو اچکا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ "پہلی بات یہ ہے کہ میرا نام روڈی واروک ہے' مسٹر نہیں۔ دوسری بات یہ کہ جب بندے کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو وہ زیادہ اچھی طرح سوچتا ہے۔"

جنکن نے اچانک کہا۔ "میرے خیال میں مسٹر واروک بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ ہم سب کو تھوڑا بہت کھا لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ اوپر چل کر ہمیں صورت حال کے متعلق مزید کچھ سراغ بھی مل سکتے ہیں۔"

توقیر نے کندھے اچکا کر رضامندی کا اظہار کیا۔ اچانک ہی وہ تھکا ہوا اور الجھن کا شکار نظر آنے لگا تھا۔ "کیوں نہیں؟" اس نے کہا۔ "مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں رابنسن کروسو بن گیا ہوں۔"

وہ سب لفٹ کی طرف بڑھے لیکن وہ بھی بند پڑی تھی۔ انہیں سیڑھیوں کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ البرٹ' بیتھانی اور جنکن سب سے پیچھے' ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"آپ کوئی ایسی بات ضرور جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔" البرٹ نے کہا۔ "کیا بات ہے وہ؟"

"ممکن ہے مجھے کوئی بات معلوم ہو۔" جنکن نے کہا۔ "ممکن ہے نہ ہو۔ فی الحال

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں کوئی اندازہ نہیں لگانا چاہتا البتہ ایک مشورہ ضرور دینا چاہوں گا۔"

"کیا؟"

"مشورہ تمہارے لئے نہیں اس نوجوان خاتون کے لئے ہے۔" اس نے بیتھانی کی طرف اشارہ کیا۔ "اپنی دیا سلائیاں بچا کر رکھنا۔ یہ میرا مشورہ ہے۔"

بیتھانی کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں۔ "کیا؟"

"تم نے میری بات سن لی ہے۔"

"ہاں سن لی ہے لیکن مطلب نہیں سمجھ سکی۔ اوپر کوئی نہ کوئی سگریٹ سٹال ضرور ہوگا۔ وہاں سے ہمیں سینکڑوں لائٹر اور ماچسیں مل سکتی ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔" جنکن نے کہا۔ "لیکن پھر بھی میرا مشورہ ہے کہ اپنی ماچس بچا کر رکھنا۔"

احتشام ایک دم چلتا چلتا رک گیا۔ اتنی اچانک کہ اس کے عقب میں آنے والی لارل فوراً دیکھا کو روک نہ لیتی تو وہ چلتی ہوئی سیدھی احتشام میں گھس جاتی۔

"ذرا دیکھ کے۔" لارل نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بچی دیکھ نہیں سکتی۔"

احتشام نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔ "ٹومی کہاں ہے؟" اس نے کہا۔

"کون؟" واروک نے پوچھا۔

"وہ جسے بوسٹن پہنچنے کی جلدی پڑی ہوئی تھی۔"

"اس کی پروا کسے ہے؟" جینی نے کہا۔ "اچھا ہوا گندا انڈا خود ہی لڑھک گیا۔"

لیکن احتشام کو بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ ٹومی کا یوں غائب ہو جانا اسے نہ جانے کیوں کھٹک رہا تھا۔ اس نے توقیر کی طرف دیکھا۔ توقیر نے ایک دفعہ پھر کندھے اچکائے اور سر نفی میں ہلایا۔ "میں نے اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا' دوست۔ میں فونوں کی طرف لگا ہوا تھا۔ سوری۔"

"ٹومی۔" احتشام نے ہانک لگائی۔ "کریگ ٹومی! تم کہاں ہو؟"

کوئی جواب نہ آیا۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اسی وقت لارل پر ایک حقیقت

منکشف ہوئی۔ ایک ایسی حقیقت جس کی طرف اس کا ذہن پہلے بھی گیا تھا لیکن وہ اسے سمجھ نہیں پائی تھی۔ اس کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ احتشام نے پوری قوت سے آواز لگائی تھی۔ اونچی چھت والی اس جگہ پر آواز کو گونجنا چاہئے تھا۔

لیکن کوئی گونج پیدا نہیں ہوئی تھی۔

☆=========☆=========☆

جب سب لوگ اپنے اپنے دھیان میں مگن تھے کریگ خاموشی سے ایک طرف کھسک گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے کہاں جانا ہے اور کیا تلاش کرنا ہے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ویٹنگ روم عبور کرنے لگا۔ اس نے اپنے قرب و جوار پر مطلق توجہ نہیں دی تھی۔ اس کی نگاہ ویٹنگ روم کے انتہائی سرے پر نظر آنے والے ایک دروازے پر جمی ہوئی تھی جو ایک راہداری میں کھلتا تھا۔ دروازے پر ایک تختی لگی ہوئی تھی جس پر چار سطریں نظر آ رہی تھیں۔

گیٹ 5 انٹرنیشنل ارائیولز!

ڈیوٹی فری شاپس!

یو ایس کسٹمز!

ائرپورٹ سیکیورٹی!

وہ اس راہداری تک پہنچنے ہی والا تھا جب اچانک اس کی نگاہ کھڑکی سے باہر گئی اور اچانک اس کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ اس کے قدم لڑکھڑانے لگے اور وہ رک گیا۔ اس نے باہر دیکھا۔ اگرچہ باہر کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس کے دل پر خوف طاری ہونے لگا۔

"وہ آ رہے ہیں۔" اس کے اندر ایک آواز گونجی۔ ایک مردہ' بے جان' کھرکھراتی ہوئی آواز۔ وہ اس آواز کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کی ابتدائی زندگی سے وابستہ بھیانک خواب اس آواز سے مزین تھے۔ یہ آواز اس کے باپ کی تھی۔

"نہیں!" اس نے سرگوشی کی۔ "کوئی نہیں آ رہا۔"

"تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ تم نے سستی کا مظاہرہ کیا ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

"نہیں!"

"ہاں۔ تم نے ایک جگہ پہنچنے کا وقت دے رکھا تھا اور تم وہاں نہیں پہنچے۔ تم بھاگ آئے۔ تم بینگور بھاگ آئے اور بوسٹن والے تمہارا انتظار کرتے رہ گئے۔"

"یہ میری غلطی نہیں تھی۔" وہ بڑبڑایا۔ اس کا ہاتھ اتنی سختی سے بریف کیس کے ہینڈل پر جما ہوا تھا کہ اس کی انگلیاں سفید ہونے لگی تھیں۔ "مجھے میری مرضی کے خلاف یہاں آنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ مجھے زبردستی یہاں لایا گیا ہے۔"

اندر کی آواز خاموش رہی لیکن خفگی کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ کریگ نے ایک مرتبہ اپنے جسم پر پڑنے والے دباؤ کا تصور کیا۔ پانی کے کھربوں ٹن کا کبھی ختم نہ ہونے والا دباؤ۔ اندرونی آواز کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی کہ بہانے قبول نہیں کئے جائیں گے' معذرتیں نہیں سنی جائیں گی۔ کریگ جانتا تھا' بڑی اچھی طرح جانتا تھا۔

"وہ یہاں سے ہو کے گئے ہیں۔" اندرونی آواز پھر گونجی۔ "اور وہ پھر واپس آئیں گے۔ تم جانتے ہو' ہے نا؟"

وہ جانتا تھا۔ فتنے پھر واپس آئیں گے۔ وہ اسے سزا دینے کے لئے پھر واپس آئیں گے۔ وہ ان کی موجودی محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے کبھی انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ کتنے خوفناک ہیں' اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فتنوں کے وجود سے وہ اکیلا ہی واقف نہیں ہے' کوئی اور بھی اس راز میں شریک ہے۔

شاید وہ اندھی بچی بھی فتنوں کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتی تھی۔

لیکن اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ اس وقت اہمیت صرف ایک بات کی تھی۔ اسے کسی بھی طرح بوسٹن پہنچنا تھا۔ اس سے پہلے کہ فتنے اس تک پہنچ جائیں اور اسے زندہ کھا جائیں' اسے بوسٹن پہنچنا تھا۔

وہ کھڑکی سے ہٹا اور راہداری میں داخل ہو گیا۔ وہ ڈیوٹی فری شاپس پر ایک نظر ڈالے بغیر ان کے قریب سے گزر گیا۔ اس کا رخ ایک دوسرے دروازے کی طرف تھا۔ اس دروازے پر ایک اور تختی نظر آ رہی تھی جس پر کندہ الفاظ نمایاں تھے۔

ائرپورٹ سیکیورٹی!

کریگ نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ اس کی آنکھوں میں دکھائی دینے والا کھویا کھویا پن دور ہو گیا تھا اور عزم کی چمک نظر آ رہی تھی۔ ہینڈل تھوڑا سا اٹکا پھر گھوم گیا۔ کریگ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

☆=========☆=========☆

سیڑھیاں چڑھ کر وہ لوگ سنٹرل ویٹنگ روم کے دروازے تک پہنچ گئے۔ توقیر اور احتشام سب سے آگے تھے۔ دروازے پر رک کر وہ تھوڑی دیر تک اندر کا جائزہ لیتے رہے۔ دیگر حصوں کی طرح ائرپورٹ بھی سنسان پڑا تھا۔ پھر توقیر نے آگے قدم بڑھایا۔

"آؤ۔"

"ٹھہرو۔" دینا نے کہا۔ اس کی آواز میں سختی اور اضطراب تھا۔ سب لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔

دینا نے لارل کا ہاتھ چھوڑ دیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر پیالوں کی شکل میں کانوں پر رکھ لئے۔ اس کے انگوٹھے کانوں کے پیچھے تھے اور انگلیاں پنکھوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ اس کا بدن مکمل طور پر ساکت تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہی ہے۔

"کیا....." احتشام نے کچھ کہنا چاہا۔

"شش!" دینا نے اسے خاموش کرا دیا۔

وہ تھوڑا سا بائیں طرف کو مڑی' رکی' پھر گھومنے لگی یہاں تک کہ کھڑکی سے آنے والی روشنی سیدھی اس پر پڑنے لگی۔ اس نے اپنا چشمہ اتار لیا۔ اس کی آنکھیں کشادہ اور بھورے رنگ کی تھیں اور ان میں وہ خالی پن نظر نہیں آ رہا تھا جو عموماً بصارت سے محروم افراد کی آنکھوں میں دکھائی دیتا ہے۔

"دینا' کیا بات....." احتشام نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

توقیر نے اس کے پہلو میں کہنی ماری۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔

"خاموش رہو' دوست۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"روشنی یہاں ہے۔" دینا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ آگے بڑھائے اور کھڑکی کے شیشے کو چھوا۔ اس کے حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکلی جس سے ناگواری کا اظہار ہوتا تھا۔ "یہ شیشہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

"دینا....." اس مرتبہ لارل نے بولنے کی کوشش کی۔

"شش!" دینا نے مڑے بغیر سرگوشی کی۔ "مجھے کچھ سنائی دے رہا ہے۔"

احتشام نے اپنی پوری قوت کانوں میں مرتکز کرتے ہوئے سننے کی کوشش کی۔ اپنی سانسوں کے تسلسل کے علاوہ اور اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"کیا سنائی دے رہا ہے تمہیں' دینا؟" لارل نے بے چین سا ہو کر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔" دینا نے مڑے بغیر کہا۔ "آواز بہت مدہم ہے۔ جب میں طیارے سے اتر رہی تھی' تب بھی میں نے یہ آواز سنی تھی لیکن سمجھی تھی کہ شاید میرے کان بج رہے ہیں۔ اب یہ زیادہ واضح انداز میں سنائی دے رہی ہے۔ شیشے کے باوجود میں اسے سن سکتی ہوں۔ یہ ہلکی سی سنسناہٹ کی سی آواز ہے۔"

احتشام' توقیر کی طرف مڑا اور ہولے سے پوچھا۔ "تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔" توقیر نے بھی سرگوشی میں جواب دیا۔ "لیکن وہ اندھی ہے۔ اس کے کان ہم سے زیادہ حساس ہیں۔"

"میرے خیال میں یہ ہسٹیریا کی علامات ہیں۔" احتشام نے کہا۔ وہ دونوں قریب قریب کھڑے تھے' ان کی گفتگو کسی اور کے کان میں نہیں پڑی تھی۔

اچانک دینا مڑی۔

"تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟" اس نے احتشام کی نقل اتاری۔ پھر اس نے توقیر کی نقل اتاری۔ "کچھ بھی نہیں لیکن وہ اندھی ہے۔ اس کے کان ہم سے زیادہ حساس ہیں۔" ایک مرتبہ پھر احتشام کی نقل۔ "میرے خیال میں یہ ہسٹیریا کی علامات ہیں۔"

"دینا' کیسی باتیں کر رہی ہو؟" لارل نے الجھن آمیز انداز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں خوف نظر آ رہا تھا۔ شاید وہ سمجھ رہی تھی کہ صورتِ حال کا تناؤ دینا کے ذہن پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس نے توقیر اور احتشام کی گفتگو نہیں سنی تھی حالانکہ دینا کے

مقابلے میں وہ ان سے زیادہ نزدیک کھڑی تھی۔

"ان سے پوچھو۔" دینا نے کہا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔ میرے پاس نظر نہیں ہے لیکن میرے ہوش سلامت ہیں۔"

"ٹھیک ہے' دینا' ٹھیک ہے۔" احتشام نے کہا۔ وہ سرتاپا ہل کر رہ گیا تھا۔ اس نے لارل سے کہا۔ "میں اور توقیر باتیں کر رہے تھے۔ دینا نے ہماری باتیں سن لیں۔ اتنی دور سے بھی اس نے ہماری باتیں سن لیں۔"

"تمہارے کان بہت زبردست ہیں' دینا۔" بیتھانی نے کہا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" دینا نے کہا۔ "اور اس وقت مجھے باہر سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دے رہی ہے۔ اس طرف سے۔" اس نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ "اور یہ آواز اچھی نہیں۔ یہ آواز بہت ڈراؤنی ہے۔"

ڈان جیفی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "اگر تم یہ بتا سکو کہ یہ آواز کس چیز کی ہے تو شاید کچھ مدد مل سکے' بیٹی۔"

"میں نہیں جانتی۔" دینا نے کہا۔ "لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ آواز آہستہ آہستہ قریب آ رہی ہے۔" اس نے چشمہ دوبارہ لگا لیا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ "ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔ اور جلدی۔ کیونکہ کوئی چیز آ رہی ہے۔ کوئی بہت بری چیز آ رہی ہے۔"

"دینا!" احتشام نے کہا۔ "جس طیارے میں ہم یہاں آئے تھے' وہ ایندھن سے تقریباً خالی ہو چکا ہے۔"

"تو پھر کہیں سے ایندھن کا بندوبست کر کے اس میں ڈالو۔" دینا چلائی۔ "کیا میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ چیز آ رہی ہے۔ اور اگر اس کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نکل نہ سکے تو ہم سب مارے جائیں گے۔"

اس کی آواز چیخ گئی اور وہ سسکیاں لینے لگی۔ لارل نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے باہوں میں بھر لیا۔ وہ اسے دلاسہ دینے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس کا اپنا ذہن طوفانوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ دینا کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ "اگر اس

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نکل نہ سکے تو ہم سب مارے جائیں گے۔"

☆==========☆==========☆

کریگ جس چیز کی تلاش میں سیکیورٹی روم میں داخل ہوا تھا' وہ اسے ایک الماری سے مل گئی۔ ایک ریوالور۔ شاید اعشاریہ اڑتیس یا اعشاریہ چوالیس کا۔ بور سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اہمیت صرف اس بات کی تھی کہ ریوالور بھرا ہوا تھا اور اب وہ خالی ہاتھ نہیں تھا۔ اب اس کے پاس ہتھیار تھا' اس کے پاس قوت تھی۔ اب وہ اس ناک مروڑنے والے پاکستانی سے بھی نمٹ سکتا تھا اور پائلٹ کو بھی اپنے حکم پر چلنے پر مجبور کر سکتا تھا۔ مداخلت کرنے والا اپنی جان کی بازی پر خطرہ مول لیتا۔

وہاں کھڑے کھڑے اچانک اسے ایسی شدید تنہائی کا احساس ہوا کہ اس کے قدم ڈولنے لگے۔ اسے ایک دفعہ پھر اپنے بچپن کا ایک منظر یاد آ گیا تھا جب اس کے والدین نے اسے سزا کے طور پر کمرے میں بند کر دیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں اکیلا' تنہا' اندھیرے کے خوف سے کانپتا ہوا بستر میں لیٹا تھا۔ دوسرے کمرے سے اس کی ماں کی آواز آ رہی تھی۔ سٹیریو پر کوئی گیت بج رہا تھا اور وہ مخمور آواز میں اس کی نقل کر رہی تھی۔ کریگ کا جسم کانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ "میرا پیچھا چھوڑ دو ماں' خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو۔ اب میرے پاس کیا رہ گیا ہے؟"

اس اندھیرے سیکیورٹی روم میں کھڑے کھڑے کریگ کا جسم ایک مرتبہ پھر کانپا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "میں کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔" اس نے کہا۔ "لیکن یہ اذیت میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

اس کے اندر کی آواز پھر گونجی۔ "سب جا چکے ہیں' کریگ۔ پوری دنیا جا چکی ہے۔ سوائے تمہارے اور ان چند مسافروں کے جو بچ گئے ہیں۔"

"نہیں۔" وہ کراہا اور دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر گر پڑا۔ "ایسا نہیں ہوا۔ میں نہیں مانتا۔ میں اس بات کو نہیں مانتا۔"

"فنتے یہاں آئے تھے اور سب کو لے گئے ہیں۔ وہ دوبارہ واپس آئیں گے۔ بہتر ہو گا کہ ان کے آنے سے پہلے تم یہاں سے نکل جاؤ ورنہ تم جانتے ہو تمہارا انجام کیا

ہو گا۔"

وہ جانتا تھا۔ فنتے اس پر چھا جائیں گے' اسے کھا جائیں گے۔ اس کے جسم کا ریشہ ریشہ ان کی خوراک بن جائے گا۔ اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

"لیکن میں کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔" اس نے ایک دفعہ پھر اپنی بات دہرائی۔ اس کے قریب ایک میز پر ڈیوٹی رجسٹر پڑا تھا۔ کریگ نے اسے اٹھا لیا۔

چررررررر!

رجسٹر سے پھاڑے ہوئے صفحے سے ایک لمبی سی پٹی علیحدہ ہوئی اور ہوا میں ڈولتی ہوئی زمین پر جا گری۔ کریگ کے باپ کی آواز ابھی تک خاموش نہیں ہوئی تھی۔

"یہاں سے نکل جاؤ ورنہ تم جانتے ہو تمہارا انجام کیا ہو گا۔"

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دینا کی وارننگ کے بعد چھانے والی یخ بستہ خاموشی کو آخرکار رابرٹ جنکن نے توڑا۔ "ہم چند مسائل کا شکار ہیں۔ دینا کچھ سن رہی ہے اور اس کی سماعت کی حیرت ناک قوت کو دیکھتے ہوئے مجھے یہ یقین کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ وہ واقعی کچھ سن رہی ہے' بہتر ہوگا کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ آنے والی چیز کیا ہے۔ فی الحال ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ ہمارا پہلا مسئلہ ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے طیارے میں ایندھن بالکل نہیں ہے۔"

"ائرپورٹ پر ایک 727 کھڑا ہے۔" توقیر نے کہا۔ "اڑنے کے لئے بالکل تیار۔ احتشام' کیا تم اسے اڑا سکتے ہو؟"

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔

توقیر نے رابرٹ کی طرف دیکھا۔ ایک مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

رابرٹ نے کہا۔ "فرض کیا کہ ہم یہاں سے پرواز کر بھی جائیں' تو ہم جائیں گے کہاں؟"

"دور۔" دینا نے فوراً کہا۔ "یہاں سے دور۔ اس آواز سے دور اور اس طرف

آنے والی اس چیز سے دور۔"

"تمہارے خیال میں ہمارے پاس کتنا وقت ہوگا؟" رابرٹ جنکن نے دینا سے پوچھا۔ "تمہارے خیال میں وہ چیز کتنی دیر میں یہاں پہنچ سکتی ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔" دینا نے کہا۔ "میرے خیال میں ابھی وہ چیز دور ہے۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے لیکن....."

"ایسی صورت میں مشورہ دوں گا کہ مسٹر واروک کی بات پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے ہم کچھ کھا پی لیں اور اس دوران آپس میں تبادلہ خیال کریں کہ کیا کیا جانا چاہئے۔"

"ہمیں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔" دینا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے اضطراب مترشح تھا۔

"صرف پندرہ منٹ۔" رابرٹ نے کہا۔ "اس سے زیادہ نہیں۔ اتنی بات تو تمہیں معلوم ہوگی دینا کہ کارآمد سوچ کارآمد حرکت کے بعد ہی ظہور پذیر ہوتی ہے۔"

البرٹ کو اچانک احساس ہوا کہ رابرٹ کا اصرار بلاوجہ نہیں ہے۔ وہ ان پر کچھ اور بھی ثابت کرنا چاہتا تھا۔ البرٹ یہ تو نہیں جانتا تھا کہ رابرٹ کے دل میں کیا ہے لیکن وہ اتنا جانتا تھا کہ وہ انہیں کوئی چیز دکھانا چاہتا ہے۔

اس نے جلدی سے تائید کی۔ "ہمارے پاس چند منٹ تو ہونے ہی چاہئیں؟"

"اچھا۔" دینا نے نیم رضامندی سے کہا۔ "بات تو ٹھیک ہے۔"

"تو فیصلہ ہو گیا۔" رابرٹ نے کہا اور تیزی سے ڈگ بھرتا ہوا ریستوران کی طرف چل دیا۔

احتشام اور توقیر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ہمیں اس کی تقلید کرنی چاہئے۔" البرٹ نے دھیمے لہجے میں کہا۔ "میرے خیال میں اسے کوئی ایسی بات معلوم ہے جو ہمیں معلوم نہیں۔"

"کیسی بات؟"

"میں نہیں جانتا لیکن میرے خیال میں اس کا جاننا ہم سب کے لئے سودمند

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو گا۔"

البرٹ' رابرٹ جنکن کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ بیتھانی نے اس کی تقلید کی تھی۔ باقی سب ان کے پیچھے پیچھے آنے لگے تھے۔ دینا' لارل کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی۔ اس کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا۔

☆=========☆=========☆

جب وہ ریستوران میں داخل ہوئے تو انہوں نے جنکن کو کیش رجسٹر کے پاس کھڑے ہوئے پایا۔ اس نے بیتھانی سے کہا۔ "مجھے ایک سگریٹ اور ملے گا؟"

"آپ کی عادت بڑے زور و شور سے واپس آئی ہے۔" بیتھانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈبیہ اس کی طرف بڑھادی۔ جنکن نے ایک سگریٹ نکالا۔ بیتھانی نے ماچس آگے کی لیکن اس نے نفی میں سرہلا دیا۔

"میرا خیال ہے مجھے یہاں پڑی ہوئی ماچسوں میں سے کوئی ایک استعمال کرنی چاہئے۔" جنکن نے کہا۔ پاس ہی ایک بڑے سے پیالے میں ماچسیں بھری ہوئی تھیں۔ جنکن نے وہاں سے ایک ماچس اٹھائی' کھولی اور ایک دیا سلائی نکال لی۔

"آپ کی مرضی ہے۔" بیتھانی نے کہا۔ "لیکن کیا میں اس کی وجہ جان سکتی ہوں؟"

"وجہ ابھی معلوم ہو جائے گی۔" جنکن نے کہا۔ سب لوگ نیم دائرے کی شکل میں اس کے اردگرد کھڑے تھے سوائے روڈی داروک کے۔ وہ سرونگ ایریا کی طرف سرک گیا تھا اور کولڈ کیبنٹ میں موجود اشیاء کا جائزہ لے رہا تھا۔

رابرٹ نے دیاسلائی جلائی۔ مصالحے پر ہلکا سا نشان پڑ گیا لیکن دیا سلائی جلی نہیں۔ دوسری مرتبہ بھی کچھ نہ ہوا۔ تیسری کوشش پر دیا سلائی ٹوٹ گئی۔ ویسے بھی اس کے مصالحے کا زیادہ تر حصہ اکھڑ کر گر چکا تھا۔

"حیرت ہے۔" رابرٹ نے کہا لیکن اس کی آواز میں حیرت بالکل نہیں تھی۔ "شاید یہ ماچس گیلی تھی۔ ایسا کرتے ہیں نیچے سے ایک ماچس نکالتے ہیں۔ وہ تو گیلی نہیں ہو گی' ہے نا!"

اس نے پیالے میں ہاتھ ڈال کر بالکل نیچے سے ایک ماچس نکالی۔ ایسا کرنے میں اس نے بہت سی ماچسیں نکال کر کاؤنٹر پر ڈھیر کر دی تھیں۔ بادی النظر میں یہ ماچسیں بالکل خشک معلوم ہو رہی تھیں۔ توقیر اور احتشام کے درمیان نگاہوں کا تبادلہ ہوا۔

رابرٹ نے ایک اور ماچس نکال کر کھولی' دیا سلائی نکالی اور جلانے کی کوشش کی۔ اسے ناکامی ہوئی۔

"لعنت ہے۔" اس نے کہا۔ "لگتا ہے ہمارے سامنے ایک مسئلہ اور آ کھڑا ہوا ہے۔ مجھے تمہاری ماچس مل سکتی ہے بیتھانی؟"

بیتھانی نے کچھ کہے بغیر ماچس اس کے ہاتھ میں تھمادی۔

"ٹھہرو۔" توقیر نے آہستہ سے کہا۔ "تم کیا جانتے ہو' دوست؟"

"صرف اتنا کہ اس صورت حال کا دائرۂ کار میرے اندازے سے کہیں زیادہ پھیلا ہوا ہے۔" رابرٹ نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں ٹھہراؤ تھا لیکن اس کے چہرے پر تناؤ نظر آ رہا تھا۔ "اور مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہم سب سے ایک بہت بڑی غلطی ہو چکی ہے۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ غلطی قابل فہم ہے لیکن جب تک ہم اپنی سوچ کا انداز درست نہیں کریں گے' پیش قدمی نہیں کر سکیں گے۔"

داروک دوبارہ ان کی طرف پلٹ آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں کاغذ میں لپٹا ہوا سینڈوچ تھا اور دوسرے میں بیئر کی بوتل۔ وہ خاصا خوش نظر آ رہا تھا۔ "کیا ہو رہا ہے' دوستو؟"

"جسے معلوم ہو اس پر لعنت۔" احتشام نے کہا۔ "لیکن جو کچھ بھی ہو رہا ہے کچھ اچھا نہیں ہو رہا۔"

رابرٹ جنکن نے بیتھانی کی ماچس سے ایک دیاسلائی نکال کر جلائی۔ پہلی ہی کوشش میں دیاسلائی جل اٹھی۔ رابرٹ نے سگریٹ سلگایا۔ احتشام کو اس کے دھوئیں کی بو پہلے سے کہیں زیادہ تیز محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر میں اسے احساس ہو گیا کہ ایسا کیوں ہے۔ توقیر کے آفٹر شیو لوشن اور لارل کے پرفیوم کی بھینی بھینی مہک کے علاوہ یہ واحد چیز تھی جس کی بو واضح طور پر محسوس ہو رہی تھی۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جلتی ہوئی دیاسلائی ابھی تک رابرٹ کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے پیالے سے نکالی ہوئی ایک ماچس کھولی اور جلتی ہوئی دیاسلائی اس میں ڈال دی۔ ماچس کی دیاسلائی کو فوراً بھڑک اٹھنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ماچس کی دیاسلائیاں خاموش پڑی رہیں۔ سب لوگ خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ آخرکار ایک ہلکی سی "پھس س س" کی آواز ابھری اور چند دیاسلائیاں روشن ہوئیں۔ ان کی آگ غیر معمولی طور پر مدہم اور ناپائیدار تھی۔ وہ ٹھیک طور سے جلی بھی نہیں' لمحہ بھر کمزور سی روشنی دینے کے بعد وہ بجھ گئیں اور ان کا دھواں اوپر اٹھنے لگا۔ یہ دھواں قطعی طور پر بے بو تھا۔

رابرٹ نے ان کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں گھمبیرتا تھی۔

"یہ بھی میری توقع سے زیادہ ہے۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" احتشام نے کہا۔ "اب ہمیں بتاؤ کہ یہ سب کیا ہے؟"

عین اسی وقت روڈی واروک نے زور سے زمین پر تھوک دیا۔ سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ روڈی کے چہرے پر کراہت کے آثار نظر آ رہے تھے اور وہ بگڑی ہوئی نگاہوں سے اس لقمے کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس نے زمین پر تھوکا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے یہ لقمہ اس نے اپنے سینڈوچ سے لیا تھا۔

"یہ باسی ہے۔" اس نے کہا۔ "لعنت ہو' کیسا برا ذائقہ تھا۔"

"باسی؟" جنکن نے تیزی سے کہا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ "میرے خیال میں ایسا نہیں۔ اس سینڈوچ کو باسی ہونے کے لئے کم از کم آٹھ گھنٹے درکار ہیں' اور یہاں بجلی گئے ہوئے پانچ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوئے۔"

"ممکن ہے' اس سے زیادہ وقت ہو چکا ہو۔" البرٹ نے کہا۔ "آپ ہی نے کہا تھا کہ ایسا لگتا ہے ہماری گھڑیاں وقت سے پیچھے ہو گئی ہیں۔"

"ہاں' لیکن میرے خیال میں..... مسٹر واروک' جب آپ نے کولڈ کیس کھولا تھا تو کیا اس میں ٹھنڈک باقی تھی؟"

"بہت زیادہ تو نہیں لیکن کافی حد تک خنکی موجود تھی۔" واروک نے جواب دیا۔ "لیکن اس سینڈوچ کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو خود آزمائی

کر سکتے ہو۔"

رابرٹ نے ہمت مجتمع کر کے سینڈوچ اس کے ہاتھ سے لیا اور چھوٹا سا نوالہ توڑا۔ اس کے چہرے پر بدمزگی کی ایک لہر آئی لیکن اس نے فوراً ہی لقمہ تھوکا نہیں تھا۔ تھوڑی دیر اسے چبانے کے بعد اس نے لقمہ اپنے ہاتھ پر اگل دیا۔ تھوڑی دیر اس کا جائزہ لینے کے بعد اس نے لقمہ اور ادھ کھایا سینڈوچ دونوں ٹریش کین میں ڈال دیئے۔

"یہ سینڈوچ باسی نہیں تھا۔" اس نے کہا۔ "بلکہ بے ذائقہ تھا۔ کھانے کی چیز خواہ کتنی بھی بری کیوں نہ بنی ہوئی ہو' اس کا کوئی نہ کوئی ذائقہ ضرور ہوتا ہے۔ اس سینڈوچ میں کوئی ذائقہ نہیں تھا' مجھے ایسا لگا جیسے میں کاغذ چبا رہا ہوں۔"

"یہ باسی تھا۔" روڈی نے ہٹ دھرمی سے کہا۔

"بیئر کا ایک گھونٹ لے کر دیکھو۔" رابرٹ نے دعوت دی۔ "اس کا ڈھکن ابھی تک بند ہے۔ خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

روڈی نے پُرخیال انداز میں بوتل کی طرف دیکھا پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے رابرٹ کی طرف بڑھا دیا۔ "میں اسے پینا نہیں چاہتا۔"

"ضرورت ہوتی تو میں خود پی لیتا۔" رابرٹ نے کہا۔ "لیکن میں پہلے ہی ایک دفعہ اپنے جسم کو تجربے کے لئے پیش کر چکا ہوں۔ اب کسی اور کو آگے بڑھنا چاہئے۔" اس نے دوسروں پر نگاہ ڈالی۔ "کوئی اور اس بیئر کو پی کر دیکھنا چاہے گا؟ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے۔"

"مجھے دو یہ۔" توقیر نے کہا۔

"نہیں۔" ڈان جینفی نے کہا۔ "میں پیتا ہوں اسے۔ مجھے اس وقت بیئر کی طلب بھی ہو رہی ہے۔ میں پہلے بھی گرم بیئر پی چکا ہوں اور اسے بخوبی برداشت کر سکتا ہوں۔"

اس نے بوتل لے کر ڈھکن کھولا اور بوتل منہ سے لگا لی۔ گھونٹ لے کر اس نے تھوڑی دیر بیئر منہ میں گھمائی اور پھر فرش پر کلی کر دی۔ "جیز س!" وہ چلایا۔ "یہ بیئر بالکل بے ذائقہ ہے۔"

"واقعی!" رابرٹ نے خوش ہو کر کہا۔ "بہت خوب۔ اب ہم سب دیکھتے ہیں۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ تیزی سے کاؤنٹر کے پیچھے گیا اور ایک گلاس سیدھا کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ جیفی نے بوتل کیش رجسٹر کے پاس رکھ دی۔ رابرٹ نے اسے اٹھایا اور گلاس میں الٹ دیا۔ سب نے غور سے دیکھا۔ بیئر کا رنگ پانی جیسا نہیں تھا' بیئر جیسا ہی تھا لیکن جب اسے گلاس میں انڈیلا گیا تو کوئی جھاگ پیدا نہ ہوئی تھی۔ سادہ پانی کو بھی جگ سے انڈیلا جائے تو تھوڑے بہت بلبلے پیدا ہو ہی جاتے ہیں' یہ تو پھر بیئر تھی۔ لیکن حقیقت ان سب کے سامنے تھی۔ گلاس کی سطح پر جھاگ تو کیا ایک معمولی سا حباب بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"ٹھیک ٹھیک۔" توقیر نے کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ بیئر بالکل سادہ ہے۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ڈھکن لگانے میں کوئی خرابی ہو جاتی ہے اور بیئر کی گیس نکل جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔"

"لیکن جب اس بے ذائقہ بیئر کے ساتھ اس بے ذائقہ سینڈوچ کو رکھ کر دیکھا جائے تو بات کی نوعیت بدل جاتی ہے۔" رابرٹ نے کہا۔

"کیسے؟" احتشام نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔" رابرٹ نے کہا۔ "پہلے مسٹر توقیر کی بات کو پرکھ لیا جائے۔" اس نے تیزی سے کاؤنٹر پر چھ گلاس سجائے اور کہا۔ "کولڈ کیس سے بیئر کی چند اور بوتلیں نکال لاؤ۔ ساتھ میں دو تین بوتلیں سافٹ ڈرنک کی بھی ہونی چاہئیں۔"

تھوڑی دیر میں البرٹ اور بیتھانی مطلوبہ بوتلیں نکال لائے۔ بوتلیں لاتے ہوئے بیتھانی نے دبے لہجے میں البرٹ سے کہا۔ "یہ بندہ پاگل تو نہیں ہو گیا؟"

"میرے خیال میں نہیں۔" البرٹ نے کہا۔ اسے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا کہ جنکن انہیں کیا دکھانا چاہتا ہے۔ "تمہیں یاد ہو گا اس نے تم سے کہا تھا کہ اپنی ماچس بچا کر رکھنا۔ اسے اندازہ تھا کہ ایسی کوئی بات سامنے آئے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اسے ریستوران میں پہنچنے کی جلدی پڑی ہوئی تھی۔ وہ ہمیں دکھانا چاہتا تھا۔"

☆==========☆==========☆

رجسٹر لمبی لمبی پٹیوں کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور فتنے مزید نزدیک آ چکے تھے۔ کریگ ان کی آمد کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس کے ذہن پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس

کے دل پر بوجھ پڑتا چلا جا رہا تھا۔

اور اس بوجھ کو سہارا دینے کے لئے کوئی چیز میسر نہ تھی۔

جانے کا وقت آ گیا تھا۔

اس نے پستول اور بریف کیس اٹھایا اور کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ زیر لب بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا جیسے ریہرسل کر رہا ہو۔ "میں تمہیں گولی نہیں مارنا چاہتا لیکن اگر ضرورت پڑی تو میں ایسا کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔ مجھے بوسٹن لے کر چلو۔ میں تمہیں گولی نہیں مارنا چاہتا لیکن اگر ضرورت پڑی تو میں ایسا کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔ مجھے بوسٹن لے کر چلو۔"

"اگر ضرورت پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔" ویٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ "اگر ضرورت پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔" اس کا انگوٹھا حرکت میں آیا اور ریوالور کا سیفٹی کیچ ہٹ گیا۔

کمرے کے وسط میں پہنچ کر اس کی توجہ کھڑکیوں کی طرف سے آنے والی روشنی کی طرف مبذول ہو گئی۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ اس کا رخ کھڑکیوں کی طرف تھا۔ اسے باہر فتنوں کی موجودی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ فتنے تمام کاہل اور ناکارہ لوگوں کو کھا گئے تھے اور اب وہ اسے لینے کے لئے واپس آ رہے تھے۔ اس کا بوسٹن پہنچنا بہت ضروری تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ورنہ ایک خوفناک موت اس کا مقدر تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کھڑکیوں کی طرف بڑھا اور باہر دیکھا۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ دوسرے مسافروں کی موجودی کو بھی بھول گیا تھا۔

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رابرٹ جنکن نے ہر بوتل سے ایک ایک گلاس میں تھوڑا تھوڑا مشروب انڈیلا۔ ہر مشروب پہلے آزمائی جانے والی بیئر کی طرح بالکل سادہ تھا۔ پانی کی طرح سادہ۔ اس نے توقیر سے پوچھا۔ "اب تمہیں یقین آگیا؟"

"ہاں۔" توقیر نے کہا۔ "اگر تم جانتے ہو یہاں کیا ہو رہا ہے' دوست تو ہمیں بتا دو۔ پلیز بتا دو۔"

"میرے ذہن میں ایک خیال ہے تو سہی۔" رابرٹ نے کہا۔ "اور مجھے ڈر ہے کہ میرا خیال آپ کے اعصاب کو پُرسکون کرنے میں کچھ زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوگا' لیکن میں ان لوگوں میں سے ہوں جو یقین رکھتے ہیں کہ علم جہالت سے بہتر ہے۔ بعد میں اس کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہی نکلتا ہے چاہے پہلے حقائق کتنے ہی مایوس کن نظر کیوں نہ آئیں۔ آپ لوگ میری بات سمجھ رہے ہیں نا؟"

"نہیں۔" جینی نے فوراً کہا۔

رابرٹ نے کندھے جھٹک دیئے۔ "کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں اور اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کا آغاز کروں' میں آپ سب سے درخواست

کروں گا کہ اپنے آس پاس کی جگہوں پر نگاہ ڈالئے اور مجھے بتایئے کہ آپ کو کیا دکھائی دیتا ہے۔"

ان سب نے دیکھا اور اتنی توجہ اور مجنونانہ ارتکاز سے دیکھا کہ اپنی محویت میں کمرے میں داخل ہو کر کھڑکیوں کے سامنے آ کھڑے ہونے والے کریگ کی موجودی کو محسوس بھی نہ کر سکے۔

"کچھ بھی نہیں۔" آخرکار لارل نے کہا۔ "کم از کم مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ آپ کی آنکھیں شاید میری آنکھوں سے زیادہ تیز ہیں مسٹر جنکن۔"

"ایسی بات نہیں۔ مجھے بھی وہی نظر آ رہا ہے جو آپ کو نظر آ رہا ہے۔ یعنی کچھ نہیں۔ لیکن ائرپورٹ چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں۔ یہ واقعہ جس وقت بھی رونما ہوا ممکن ہے کہ ائرپورٹ پر مصروفیت برائے نام ہو لیکن کم از کم ریستوران میں چند لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں تھے جو یہاں پر کچھ کھا پی رہے ہوتے۔ جب میں کنویئر بیلٹ سے اترا اور میں نے اپنے اردگرد نگاہ ڈالی تو مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہوا کیونکہ ائرپورٹ کبھی مکمل طور پر سنسان نہیں ہوتے بالکل ویسے ہی جیسے پولیس اسٹیشن اور فائر بریگیڈ کے آفس کبھی مکمل طور پر خالی نہیں ہوتے۔ اب دوبارہ اپنے اردگرد دیکھئے اور خود سے پوچھئے کہ اگر یہاں پر کوئی موجود تھا' اس کی موجودی کی کوئی نشانی کیوں دکھائی نہیں دے رہی؟ کوئی ادھ کھایا کھانا' ادھ بھرا کافی کا کپ وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو طیارے میں مشروبات کی وہ ٹرالی اور کاک پٹ میں دکھائی دینے والا کافی کا کپ اور ادھ کھائی پیسٹری ضرور یاد ہوگی۔ یہاں پر ہمیں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ جب یہ واقعہ رونما ہوا تو یہاں پر کیا کوئی نہیں تھا؟ اور اگر کوئی تھا تو اس کی موجودی کی کوئی نشانی کیوں نہیں ہے؟"

البرٹ نے ایک دفعہ پھر اپنے اردگرد دیکھا اور کہا۔ "یہاں پر کوئی سلگتا ہوا پائپ بھی نظر نہیں آ رہا۔"

"کیا مطلب؟" جنکن نے کہا۔

"جب ہم طیارے پر تھے۔" البرٹ نے کہنا شروع کیا۔ "تو میں ایک بحری جہاز کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس جہاز کے متعلق آپ نے بھی سنا ہوگا۔ میری سے لسٹ۔ یہ جہاز

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معمول کے مطابق بندرگاہ سے روانہ ہوا اور چند روز بعد اپنے روٹ سے ہٹ کر ایک علاقے میں بھٹکتا ہوا پایا گیا۔ جب اسے دیکھنے والے لوگ اس پر پہنچے تو انہیں جہاز پر کوئی نہ ملا۔ سب لوگ غائب ہو چکے تھے' لیکن ان کا ساز و سامان وہاں موجود تھا۔ چولہے پر کھانا پک رہا تھا۔ جہاز کے ریستوران میں میزیں سجی ہوئی تھیں اور ان پر مختلف چیزیں بھی موجود تھیں۔ کپتان کے کیبن میں میز پر کھانا سجا ہوا تھا اور پاس ایک ایش ٹرے میں سلگتا ہوا پائپ موجود تھا۔"

"بہت خوب۔" جنکن نے تیزی سے کہا۔ اب سب لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور کسی کو بھی احساس نہ ہوا کہ کریگ ٹومی دبے قدموں ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔

"بہت خوب البرٹ۔ تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ اب البرٹ ایک قدم اور آگے بڑھو اور ہمیں بتاؤ کہ یہ جگہ ہمارے طیارے سے کس طرح مختلف نظر آ رہی ہے؟"

ایک لمحے کے لئے البرٹ بے یقینی کے عالم میں کھڑا رہا پھر اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ "انگوٹھیاں!" وہ چلایا۔ "پرس' بیگ' رقم' سرجیکل پن۔ ان میں سے کوئی بھی چیز یہاں موجود نہیں۔"

"درست۔" جنکن نے آہستہ سے کہا۔ "سو فیصد درست۔ ان میں سے کوئی چیز یہاں موجود نہیں لیکن جب ہم لوگ جاگے تو یہ چیزیں طیارے پر موجود تھیں۔"

"تمہارے خیال میں ہم کسی اور جہت میں آ نکلے ہیں؟" البرٹ نے ایک مشہور سائنسی تھیوری کا حوالہ دیا۔

دینا کا سر ایک طرف کو جھکا' اس کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

"نہیں۔" رابرٹ نے کہا۔ "میرے خیال میں......"

اسی وقت دینا چلائی۔ "بچ کے۔ میں نے کسی کے آنے کی آواز......"

لیکن اسے بہت دیر ہو چکی تھی۔ کریگ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کر سکتا' اس کا ایک بازو بیتھانی کی گردن کے گرد لپٹ چکا تھا اور وہ اسے پیچھے کی طرف گھسیٹ رہا تھا۔ اس نے ریوالور بیتھانی کی کنپٹی پر رکھ دیا تھا۔ بیتھانی

کے حلق سے ایک ڈری ڈری چیخ نکل گئی۔

"میں اسے مارنا نہیں چاہتا لیکن اگر ضرورت پڑی تو میں ایسا کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔" کریگ نے کہا۔ "مجھے بوسٹن لے چلو۔" اس کی آنکھوں میں نظر آنے والا خالی پن دور ہو گیا تھا۔ اب ان میں ایک خوفزدہ' دیوانگی کی حدوں کو چھوتی ہوئی ذہانت دکھائی دے رہی تھی۔ "جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ مجھے بوسٹن لے چلو۔"

احتشام اس کی طرف بڑھا لیکن توقیر نے اسے روک دیا۔ "خود پر قابو رکھو' دوست۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "یہ شخص بالکل پاگل ہو رہا ہے۔ کہیں لڑکی کو کوئی نقصان نہ پہنچا بیٹھے۔"

بیتھانی' کریگ کی گرفت میں مچل رہی تھی۔ "میرا دم گھٹ رہا ہے۔ چھوڑ دو مجھے۔"

"کیا ہو رہا ہے؟" دینا چلائی۔ "کیا ہے یہ سب؟"

"بند کرو یہ اچھلنا کودنا۔" کریگ نے بیتھانی سے کہا۔ "رک جاؤ ورنہ میں کچھ کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔" اس نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی پر دبائی۔ بیتھانی مچلتی رہی اور البرٹ کو احساس ہوا کہ بیتھانی ریوالور کی موجودی سے لاعلم ہے۔ کنپٹی پر نال کا دباؤ محسوس کرنے کے باوجود اسے علم نہیں کہ کریگ کے ہاتھ میں ایک ریوالور ہے۔

"بس کرو لڑکی۔" توقیر نے تیز لہجے میں کہا۔ "خود کو چھڑانے کی کوشش مت کرو۔"

زندگی میں پہلی دفعہ' البرٹ نے صرف خواب کے عالم میں ہی نہیں بلکہ حقیقت میں بھی خود کو کسی کے ایک کی ۔سند سوچتے ہوئے محسوس کیا۔ کریگ پر نگاہیں جمائے ہوئے اس نے آہستہ آہستہ اپنا دامن کس بلند کرنا شروع کیا۔ کریگ کی توجہ اس کی طرف نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں احتشام اور توقیر پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اس وقت وہی کچھ کر گزرنے کی پوزیشن میں تھے۔

"میں ... نہیں مارنا چاہتا۔" کریگ نے دوبارہ بات شروع کی۔ عین اسی وقت بیتھانی کی جدوجہد کے نتیجے میں ا... بازو تھوڑا سا نیچے سرک گیا اور ایک لمحہ ضائع

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کئے بغیر بیتھانی نے اس کی کلائی میں دانت گاڑ دیئے۔

کریگ نے چیخ ماری۔ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بیتھانی مچل کر اس کے شکنجے سے نکل گئی۔ کریگ نے پستول کا رخ اس کی طرف کیا۔ البرٹ جھپٹا' اس نے وائلن کیس سر سے بلند کر رکھا تھا۔

"نہیں' البرٹ۔" توقیر چیخا۔

کریگ نے البرٹ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا اور ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ آخری لمحے پر البرٹ کو احساس ہوا تھا کہ اس سے کتنی بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ کریگ کی مجنون آنکھوں میں اسے اپنی قبر نظر آئی۔ کھلے منہ کی قبر!

ریوالور کا ہیمر چیمبر میں موجود گولی سے ٹکرایا۔ ایک لمحے کو دنیا ساکت ہوئی اور پھر حرکت میں آ گئی۔ دھماکے کے بجائے ایک ہلکا سا پٹاخہ چھوٹا۔ البرٹ کو اپنی چھاتی سے کوئی چیز ٹکراتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اسے صرف اتنا سوچنے کا موقع ملا کہ گولی اس کے سینے سے آ ٹکرائی ہے۔ دوسرے لمحے اس کا وائلن کیس قیامت بن کر کریگ کے سر پر ٹوٹ چکا تھا۔ ضرب کی جھنجھناہٹ اسے اپنے بازوؤں میں محسوس ہوئی۔ کیس کے اندر وائلن کے کھڑکھڑانے کی آواز گونجی۔ کیس کی ایک کنڈی کریگ کی پیشانی میں گھس گئی اور خون کی پتلی سی دھار پھوٹ نکلی۔ کریگ لڑکھڑایا اور زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

البرٹ کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ وہ دوسروں کی طرف مڑا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک الجھی ہوئی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔ "مجھے گولی لگ گئی ہے۔" حکم کے اکے نے کہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں تاریکیاں اتر آئیں۔ وہ بھی گر پڑا۔

اس کی بے ہوشی کا دورانیہ تیس سیکنڈ سے زیادہ کا نہیں تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو احتشام اس کے گالوں پر ہولے ہولے طمانچے لگا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش نظر آ رہی تھی۔ بیتھانی گھٹنوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی نگاہوں میں البرٹ کے لئے عقیدت مندی جھلک رہی تھی۔ البرٹ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ "حکم کا اکا ایک مرتبہ پھر فاتح ٹھہرا۔" وہ بڑبڑایا۔

"کیا کہا' البرٹ؟" بیتھانی نے پوچھا اور اس کے گال کو ہولے سے چھوا۔ البرٹ نے اس کے ہاتھ کی نرمی اور خنکی محسوس کی اور اسے یوں لگا جیسے وہ اس نازک سی لڑکی کی محبت میں مبتلا ہو رہا ہے۔

"کچھ نہیں۔" اس نے کہا۔ اسی وقت احتشام کا تھپڑ پھر اس کے گال پر پڑا۔

"تم ٹھیک ہو نا' لڑکے؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے۔" البرٹ نے کہا۔ "یہ طمانچہ بازی بند کریں۔ میرا نام البرٹ ہے اور دوست مجھے حکم کا اکا کہتے ہیں۔ گولی کا زخم کیسا ہے؟ مجھے ابھی تک کچھ محسوس نہیں ہوا۔ خون کا بہاؤ رک گیا کیا؟"

توقیر ڈار' بیتھانی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بے یقین سی مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔ "میرا خیال ہے تم زندہ رہو گے' دوست۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ تم امریکی لوگ اتنے بے وقوف ہوتے ہو کہ خواہ مخواہ تم پر پیار آنے لگتا ہے۔ ہاتھ آگے بڑھاؤ' میں تمہیں ایک سوینئر دینا چاہتا ہوں۔"

البرٹ نے ہاتھ آگے کیا اور توقیر نے کوئی چیز اس کی مٹھی میں دبا دی۔ البرٹ نے مٹھی کھول کر دیکھا۔ یہ ایک گولی تھی۔ ریوالور کی گولی۔

"یہ میں نے فرش پر سے اٹھائی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "یہ سیدھی تمہارے سینے میں لگی تھی۔ تمہاری شرٹ پر پاؤڈر کا نشان موجود ہے۔ ریوالور مس فائر کر گیا۔ لگتا ہے تم خدا کو بہت پسند ہو' دوست۔"

"میں دیا سلائیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" البرٹ نے کمزور سے لہجے میں کہا۔ "میرا خیال تھا کہ ریوالور چلے گا نہیں۔"

"تمہارا عمل بے حد بہادرانہ اور بے حد احمقانہ تھا' میرے بچے۔" جنکن نے کہا۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔ لگتا تھا وہ خود بھی بے ہوش ہونے والا ہے۔ "میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ کہانی کاروں کی بات بڑے غور سے سنو لیکن کبھی اس پر یقین نہ کرو۔ میرے خدا' اگر میرا اندازہ غلط ہوتا تو کیا ہوتا؟"

"تمہارا اندازہ تقریباً غلط ہو چکا تھا۔" احتشام نے کہا اور البرٹ کو کھڑے ہونے میں

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مدد دی۔ "بات بالکل ویسی ہی تھی جیسے پیالے سے نکالی ہوئی ماچس کو جلاتے ہوئے پیش آئی تھی۔ گولی میں اتنی قوت ضرور تھی کہ ریوالور کی نال سے نکل سکے۔ تھوڑی سی قوت مزید ہوتی تو یہ البرٹ کے سینے میں گھس جاتی۔"

البرٹ کا سر ایک مرتبہ پھر چکرایا۔ اس کے قدم ڈگمگائے اور بیتھانی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔ "تم بہت بہادر ہو۔" اس نے کہا۔ "مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔"

"شکریہ۔" حکم کے اکے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔" اس وقت اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دنیا کا ہر مشکل سے مشکل کام بھی کر سکتا ہے۔ پھر اسے اپنے وائلن کیس کا خیال آیا۔ اس نے جھک کر زمین پر پڑے ہوئے کیس کو اٹھا لیا۔ وائلن کے پہلو میں ایک گہرا ڈینٹ پڑا ہوا تھا اور اس کی ایک کنڈی کھلی ہوئی تھی۔ اس پر خون کا ایک قطرہ نظر آ رہا تھا۔ البرٹ کا معدہ ایک مرتبہ ڈکرایا لیکن اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کیس کو کھول کر دیکھا۔ وائلن ٹھیک ٹھاک حالت میں تھا۔

پھر اسے کریگ ٹوی کا خیال آیا اور یک لخت وہ چوکنا ہو گیا۔

"یہ بندہ مرا تو نہیں۔" اس نے جلدی سے کہا۔ "میں نے اسے چوٹ تو خاصی گہری لگائی ہے۔" اس نے کریگ کی طرف دیکھا۔ وہ زمین پر پڑا تھا اور ڈان جیفی اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ کریگ کا چہرہ اور ماتھا خون سے تر ہو رہے تھے۔

"زندہ ہے یہ۔" ڈان نے کہا۔ "لیکن بے ہوش ہے۔"

"کتنا خون بہہ گیا ہے۔" البرٹ نے کہا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" توقیر نے کہا۔ "تالو کے زخموں سے خون زیادہ نکلتا ہے۔ تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے دوست کہ اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور لڑکی کی کنپٹی سے جڑا ہوا تھا۔ اگر وہ ٹریگر دبا دیتا تو شاید اس کی کہانی ختم ہو جاتی۔ اتنی قریب سے تو بلینک راؤنڈ بھی فائر کیا جائے تو خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس شخص نے چوٹ کو خود دعوت دی تھی۔ تمہیں اس سے ہمدردی کرنے اور خود کو الزام دینے کی ضرورت نہیں۔" اس نے کریگ کی نبض چیک کی۔ "ویسے بھی اس کی نبض بالکل درست چل رہی ہے۔ تھوڑی

دیر میں یہ ہوش میں آ جائے گا۔ بہتر ہو گا کہ ہم چند حفاظتی اقدامات کر لیں۔" اس نے ایک نشو پیپر اٹھا کر کریگ کے زخم پر رکھ دیا اور ڈان جیفی کو ہدایت کی کہ دو میزوں کے میز پوش اتار لائے۔ وہ کریگ کے ہاتھ پیر باندھنا چاہتا تھا۔

"کیا ایسا کرنا ضروری ہے؟" لارل نے دھیرے سے کہا۔ "یہ شخص بے ہوش بھی ہے اور زخمی بھی۔"

"یہ شخص پاگل ہے' مس۔" توقیر نے کہا۔ "میں نہیں جانتا کہ حالات کی سنگینی اس کے اعصاب پر اثر انداز ہوئی ہے یا یہ ہمیشہ سے ہی ایسا تھا لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ خطرناک ہے۔ ممکن ہے بیتھانی کی جگہ یہ دینا کو یرغمال بنا لیتا اور کچھ بعید نہیں کہ اگلی دفعہ موقع ملنے پر یہ ایسا ہی کرے۔"

کریگ کراہا اور اس کے ہاتھ پیر حرکت میں آ گئے۔ جنکن فوراً اس کے قریب سے ہٹ گیا حالانکہ ریوالور اس وقت احتشام کے قبضے میں تھا۔ لارل بھی دینا کو کھینچتے ہوئے اس کے پاس سے ہٹ گئی تھی۔

"کوئی مرا تو نہیں؟" دینا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "سب ٹھیک ہیں نا؟"

"ہاں' بیٹی۔" لارل نے کہا۔

"مجھے اس کی آمد کو پہلے ہی محسوس کر لینا چاہئے تھا لیکن میں مسٹر جنکن کی باتیں سن رہی تھی۔"

"کوئی بات نہیں۔" لارل نے کہا۔ "اب حالات قابو میں ہیں۔" پھر اس نے خالی ٹرینل کو دیکھا اور اپنے الفاظ اسے اپنا مضحکہ اڑاتے ہوئے محسوس ہوئے۔ کیا حالات واقعی قابو میں تھے؟

ڈان میز پوش لئے ہوئے واپس آ گیا۔ توقیر نے انہیں بل دے کر رسی کی شکل دی۔ تھوڑی دیر بعد کریگ کی مشکیں کسی ہوئی تھیں اور وہ بے بسی کی حالت میں زمین پر پڑا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آ رہا تھا۔

اس کی طرف سے فارغ ہو کر توقیر جنکن کی طرف متوجہ ہوا۔ "میرا خیال ہے اب بات کا آغاز وہیں سے کیا جائے جہاں سے سلسلہ ٹوٹا تھا۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کیا؟" جنکن نے کچھ سمجھ نہ پانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"بات شروع کرو۔" توقیر نے اطمینان سے کہا۔ "ہم میری سے لسٹ اور فلائٹ 29 کے درمیان مماثلت تک پہنچے تھے۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ میں بات کا آغاز دوبارہ کروں۔" جنکن نے کہا۔ "جیسے..... جیسے..... کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"

"مجھے آزاد کر دو۔" کریگ چیخا۔ "میں مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے کھول دو۔"

توقیر نے اس کی پسلیوں میں ٹھوکر رسید کر دی۔ آخری لمحے پر اس نے ٹھوکر کو کنٹرول کر لیا تھا لیکن اس کے باوجود کریگ کے حلق سے کراہیں نکل گئیں۔

"تم دوبارہ بولے تو میں تمہیں اس سے زیادہ اچھی چیز پیش کروں گا' دوست۔" توقیر نے کہا۔ "تمہارے معاملے میں میری قوت برداشت ختم ہو چکی ہے۔"

"یہ کیا کر....." ڈان جیفی نے کچھ کہنا چاہا لیکن توقیر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میری بات سنو۔" اس نے سب پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا۔ پہلی دفعہ اس کا ظاہری سکون و اطمینان رخصت ہو گیا تھا اور اس کی آواز طیش کے مارے کانپ رہی تھی۔ "تم سب لوگوں کو ہوش میں آنے کی ضرورت ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ پیار بھرے انداز میں یہ فریضہ انجام دیتا پھروں۔ یہ ننھی بچی ہمیں بتا رہی ہے کہ ہم یہاں بڑی خوفناک مصیبت سے دوچار ہیں اور ہمارے پاس زیادہ وقت باقی نہیں۔ اسے کوئی چیز ہماری طرف بڑھتی ہوئی سنائی دے رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے کان بالکل ٹھیک سن رہے ہیں۔ ابھی تک مجھے کوئی ایسی آواز سنائی نہیں دی لیکن میرے اعصاب ستار کے تاروں کی طرح تنے ہوئے ہیں۔ میری چھٹی حس چیخ چیخ کر خطرے کی آمد کا اعلان کر رہی ہے اور میں ہمیشہ اس کی بات پر کان دھرا کرتا ہوں۔ جو کوئی چیز بھی ہماری طرف آ رہی ہے' ہمیں میٹھی لوریاں نہیں سنائے گی۔ اب یا تو اس پاگل گدھے پر اپنی ہمدردیاں نچھاور کرو یا پھر یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ ہمارے ساتھ ہوا کیا ہے۔ ممکن ہے یہ تفہیم ہماری زندگیاں نہ بچا سکے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہم کسی ناگہانی آفت سے بچ نکلیں۔" اس کی آنکھیں دینا پر مرکوز ہو گئیں۔ "اگر تمہارے خیال میں' میں غلط کہہ رہا ہوں' دینا' تو صاف صاف کہہ دو۔ میں تمہاری بات بڑی خوشی سے سنوں گا۔"

"میں نہیں چاہتی کہ تم مسٹر ٹومی کو ٹھوکریں مارو لیکن میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ تمہاری ہر بات بالکل درست ہے۔" دینا نے ہولے سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔ "میں پوری کوشش کروں گا کہ ٹھوکریں مارنے کی نوبت نہ آئے لیکن میں وعدہ نہیں کرتا۔ یہ شخص پاگل ہے اور اگر ہم بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو شاید اس کی کچھ مدد کر سکیں۔ اس وقت اس کی یہی مدد کی جا سکتی ہے کہ اسے باندھ کر ڈال دیا جائے تاکہ یہ کسی کو یا خود کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ یہ کام ہو چکا ہے۔ اب ہمیں واپس حقیقی کام کی طرف پلٹنا چاہئے۔ کیا کسی کو میری رائے سے اختلاف ہے؟"

سب مسافر خاموش رہے۔ ان کی خاموشی رضامندی کا اظہار تھی۔

"ٹھیک ہے مسٹر جنکن۔" توقیر نے کہا۔ "اپنی بات دوبارہ شروع کیجئے۔"

رابرٹ نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے دوبارہ اپنی بات کا آغاز کیا۔ "جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے پہلے کہا تھا کہ ہمارے سوچنے کا انداز غلط ہے۔ ہم سب ابھی تک یہ فرض کئے بیٹھے ہیں کہ پوری دنیا میں غائب ہو گئی ہے۔ یہ مفروضہ سمجھنے میں آسان ہے کیونکہ ہمیں اپنے علاوہ اور کوئی دکھائی نہیں دے رہا' لیکن ہماری نگاہوں کے سامنے پھیلا ہوا منظر ہمارے مفروضے کی تائید نہیں کرتا۔ جہاں تک میرا خیال ہے جو کچھ بھی آفت ٹوٹی ہے وہ صرف ہم پر ٹوٹی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا اپنی جگہ پر قائم ہے' صرف ہم ایک عجیب و غریب صورتِ حال میں پھنس گئے ہیں۔ دنیا گم نہیں ہوئی' ہم گم ہو گئے ہیں۔"

☆=========☆=========☆

"شاید میں بے وقوف ہوں۔" روڈی نے کہا۔ "لیکن ابھی تک میں سمجھ نہیں پایا کہ تمہاری بات کا مطلب کیا ہے؟"

"میں بھی۔" لارل نے اضافہ کیا۔

"البرٹ نے آپ کے سامنے اس واقعے سے ملتے جلتے ایک واقعے کا ذکر کیا تھا۔" رابرٹ نے کہا۔ "ایک جہاز کا پورا عملہ اور مسافر غائب ہو گئے تھے۔ اسی طرح کا ایک

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

واقعہ ایک اور جگہ بھی پیش آ چکا ہے جہاں ایک پوری بستی کے لوگ غائب ہو گئے تھے لیکن ان کا ساز و سامان پیچھے رہ گیا تھا۔ پہلا واقعہ پانی پر پیش آیا اور دوسرا واقعہ خشکی پر۔ اس کے علاوہ برمودا ٹرائی اینگل پر غائب ہونے والے ان گنت ہوائی جہازوں کے قصے بھی آپ نے سنے ہوں گے۔ اس جگہ پر چند بحری جہاز بھی غائب ہو چکے ہیں۔"

"ہاں' میں جانتا ہوں اس بارے میں۔" تو قیر نے کہا۔ دوسرے مسافروں نے بھی سر ہلا کر تائید کی تھی۔ سب لوگ پوری توجہ سے جنکن کی بات سن رہے تھے حتیٰ کہ کریگ نے بھی آزاد ہونے کی جدوجہد ترک کر دی تھی۔

جنکن نے کہا۔ "میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ براعظم امریکہ کی فضا میں پہلے کوئی طیارہ غائب ہوا ہو....."

"ایسا ہو چکا ہے۔" احتشام نے کہا۔ "کئی چھوٹے طیارے غائب ہو چکے ہیں' اور تقریباً 35 سال پہلے ایک پورا کمرشل مسافر طیارہ' سو مسافروں اور عملے سمیت غائب ہو گیا تھا۔ پوری تلاش کے باوجود اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔"

"آپ جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں' جلدی سے کہئے۔" لارل نے کہا۔ "یہ چیز میرے اعصاب پر بری طرح اثرانداز ہو رہی ہے۔"

جنکن تھوڑی دیر اپنے خیالات مجتمع کرتا رہا پھر اس نے کہا۔ "یہاں پر کوئی بکھری پڑی چیزیں نظر نہیں آ رہیں لیکن جہاز پر نظر آ رہی ہیں۔ یہاں پر برقی رو موجود نہیں' لیکن جہاز میں موجود ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جہاز میں بجلی کی سپلائی کا اپنا نظام ہوتا ہے اور یہاں پر بجلی کسی پاور پلانٹ سے سپلائی کی جاتی ہوگی جو ممکن ہے اس وقت بند پڑا ہو لیکن ماچسوں کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ بیتھانی کی ماچس بالکل صحیح جلی لیکن ہو ماچسیں میں نے پیالے سے نکالیں وہ ناکارہ ثابت ہوئیں۔ ریوالور کا فائرنگ پن اتنا کمزور تھا کہ نتیجہ آپ سب کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں اگر ہمیں یہاں کوئی بیٹری پاور سے چلنے والی فلیش لائٹ بھی مل جائے تو وہ بھی کام نہیں کرے گی۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" تو قیر نے کہا۔ "اور یہ جاننے کے لئے ہمیں بیٹری پاور فلیش لائٹ کی بھی ضرورت نہیں۔" اس نے چھت کے وسط میں نصب ایمرجنسی لائٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "اگر بجلی کی رو منقطع ہو بھی جاتی تو اس لائٹ کو روشن ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس کو پاور بیٹری سے ملتی ہے۔ اگر یہ بند ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کا سرکٹ جل گیا ہے یا بیٹری بالکل مردہ ہے۔"

"یہ دنیا جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے' دیکھنے میں مکمل نظر آتی ہے لیکن یہ مکمل نہیں ہے۔" جنکن نے کہا۔ "ایسا لگتا ہے جیسے یہ دنیا بالکل خالی ہو چکی ہے۔ بیئر اور سافٹ ڈرنک پانی کی طرح ہیں' کھانے کی چیزیں بے ذائقہ ہیں' ہوا میں کوئی بو نہیں سوائے ہمارے جسموں سے اٹھنے والے پرفیوم اور پسینے کے۔ یہی چیز آوازوں کے معاملے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ ہماری آوازیں بھی بالکل بے صوت سی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں گونج بالکل نہیں۔"

لارل نے سر ہلایا اور اپنے سابقہ تجربے کی روشنی میں اس کی بات کی تائید کی۔ اس کے بعد البرٹ نے جنکن کی درخواست پر تھوڑی دیر وائلن بجایا۔ فاصلے سے آواز بالکل گھٹی گھٹی محسوس ہوتی تھی لیکن قریب جانے پر کچھ بہتر سنائی دیتی تھی۔

"ہماری آوازوں کو کچھ نہیں ہوا۔" جنکن نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "مسئلہ ہوا کے ساتھ ہے۔ یہ ہوا ہماری آوازوں کو صحیح طور پر منتقل نہیں کر رہی۔ یوں لگتا ہے جیسے ہوا میں جان نہ ہو۔ صرف ذائقے اور آواز کی ہی بات نہیں' دوسری چیزیں بھی بگڑی ہوئی ہیں' مثال کے طور پر بادل۔"

"بادلوں کو کیا ہوا؟" روڈی نے پوچھا۔

"جب سے ہم یہاں پہنچے ہیں یہ بادل اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹے اور شاید ہلیں گے بھی نہیں۔" جنکن نے جواب دیا۔ "جو موسم ہم اپنی زندگی میں شروع سے لے کر آج تک دیکھتے آئے ہیں' یہاں آ کر تھم سا گیا ہے۔" بات آگے بڑھانے سے پہلے اس نے قدرے توقف کیا۔ اس کے چہرے پر دبا دبا سا خوف دکھائی دینے لگا تھا۔ "حقیقت سے آنکھیں چرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس بچی' دینا کی چھٹی حس ہم سب سے کہیں زیادہ طاقتور ہے یہی وجہ ہے اسے خطرے کا احساس ہم سب سے پہلے ہو گیا اور جہاں تک میرا اندازہ ہے' ہم سب کو بھی کسی نہ کسی حد تک یہ چیز محسوس ہو رہی ہے۔ یہ جگہ ٹھیک

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں۔ اب ہم اس مسئلے کے مرکزی پہلو کی طرف آتے ہیں۔" وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ "تھوڑی دیر پہلے میں نے کہا تھا کہ ہماری گھڑیاں' وقت سے پیچھے چل رہی ہیں۔ گھڑی پر جو وقت نظر آ رہا ہے' میری حسیات کے مطابق وقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہماری گھڑی صبح کا وقت بتا رہی ہے لیکن میرے اندازے کے مطابق اس وقت سہ پہر ہو رہی ہے۔ مجھے اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ ابھی ہماری گھڑیوں پر صبح کے دس بھی نہیں بجیں گے اور باہر اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے گا۔"

"بات جلدی ختم کرو' دوست۔" توقیر نے کہا۔

"البرٹ نے کہا تھا کہ ہم شاید کسی نئی جہت میں آ نکلے ہیں لیکن میرا خیال مختلف ہے۔ ہم کسی مختلف جہت میں نہیں' بلکہ کسی مختلف وقت میں آ نکلے ہیں۔ فرض کرو کہ کبھی کبھی وقت کے بہاؤ میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا ہو' وقت کی ہمہ وقت متحرک دیوار میں کوئی دراڑ پیدا ہو جاتی ہو جیسے کبھی کبھی زمین میں ایک طویل دراڑ پیدا ہو جاتی ہے۔"

"میں نے زندگی میں اس سے پاگلانہ بات نہیں سنی۔" ڈان جینفی نے کہا۔

"میں نے بھی۔" کریگ نے فرش پر سے تائید کی۔

"نہیں۔" رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ "اگر تم اسے پاگلانہ بات سمجھتے ہو تو البرٹ کے وائلن کی آواز کے متعلق سوچو بلکہ اس کی بھی ضرورت نہیں صرف اپنے اردگرد نگاہیں دوڑا کر دیکھ لو۔ میری بات پاگلانہ نہیں بلکہ یہ صورت حال پاگلانہ ہے جس میں ہم سب پھنسے ہوئے ہیں۔"

ڈان خاموش ہو گیا۔ احتشام نے کہا۔ "بات جاری رکھو۔"

"میں یہ نہیں کہتا کہ میری بات حتمی طور پر درست ہے۔ میں صرف ایک مفروضہ پیش کر رہا ہوں جو اس صورت حال کے ہر پہلو کی وضاحت کرتا ہے۔ فرض کرو کہ وقت کی دیوار میں وقتاً فوقتاً کوئی دراڑ پیدا ہوتی ہو لیکن اس کی جائے وقوع زیادہ تر غیر آباد علاقوں کے اوپر ہوتی ہو مثلاً سمندر کے اوپر۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہو گا لیکن اس وقت یہ مفروضہ منطق پر پورا اترتا ہے کیونکہ ایسی پُراسرار گمشدگیاں زیادہ تر سمندر کے اوپر ہی رونما ہوئی ہیں۔"

"سمندر کے اوپر موسمی حالات ہمیشہ خشکی کے اوپر موسمی حالات سے مختلف ہوتے ہیں۔" احتشام نے کہا۔ "یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے۔"

رابرٹ نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ وقت کی دراڑ زیادہ تر سمندر کے اوپر ظاہر ہوتی ہو لیکن خشکی کے اوپر اس کا ظاہر ہونا خارج از امکان نہیں۔ فرض کیا کہ کل رات جس وقت ہمارا طیارہ محو پرواز تھا' وقت کی دراڑ نمودار ہوئی اور بدقسمتی سے ہمارا طیارہ اس میں داخل ہو گیا۔ یہاں سے ایک بات اور بھی پتہ چلتی ہے۔ وہ یہ کہ کسی نامعلوم وجہ کی بناء پر کوئی زندہ چیز بیداری کی حالت میں اس دراڑ میں سے نہیں گزر سکتی۔"

"یہ پریوں کی کہانی ہے۔" جینفی نے کہا۔

"میں تم سے متفق ہوں۔" کریگ نے کہا۔

"اپنا منہ بند رکھو۔" جینفی غرایا۔ کریگ نے پلکیں جھپکائیں پھر طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔

"مسافروں اور عملے کا کیا بنا؟" البرٹ نے کہا۔ "اگر ہم طیارے سمیت اس دراڑ میں سے گزر گئے تھے تو پھر ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوا؟"

"میرا اندازہ ہے کہ وہ سب بخارات میں تبدیل ہو گئے۔" جنکن نے کہا۔ "مکمل طور پر تحلیل ہو گئے۔"

دینا کی سمجھ میں پہلے بات نہیں آئی لیکن پھر اسے اپنی آنٹی کے پرس کا خیال آیا اور وہ سسکیاں بھرنے لگی۔ لارل اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ البرٹ اس دوران بڑی شد و مد سے خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس کی ماں نے عین آخری وقت میں اس کے ساتھ آنے کا ارادہ تبدیل کر دیا تھا۔

"زیادہ تر لوگوں کی چیزیں ان کے ساتھ چلی گئیں۔" جنکن نے کہا۔ "جن کے پرس اور بٹوے پیچھے رہ گئے' ممکن ہے کہ غائب ہونے سے پہلے انہوں نے ان چیزوں کو جیبوں سے نکال رکھا ہو۔ یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ کیا گیا اور کیا رہ گیا لیکن..... بہرحال....."

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"آپ کی بات درست ہے۔" البرٹ نے کہا۔ "یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جن کی سرجیکل پنیں پیچھے رہ گئیں انہوں نے یہ چیزیں کھیلنے کے لئے اپنے جسم سے نہیں نکالی ہوں گی۔"

"بات ختم کرو دوست۔" توقیر نے کہا۔ "ہم وقت کے جس کسی حصے میں بھی ہیں' مصیبت میں ہیں۔"

"بات کا آخری حصہ یہ ہے کہ فرض کر لیا کہ وقت کی دراڑ کوئی حقیقی چیز ہے۔ ہم اس دراڑ میں سے گزر کر ماضی میں پہنچ گئے ہیں اور اب ہم جان چکے ہیں کہ ٹائم ٹریول کیا چیز ہے۔ آپ سب اپنے قرب و جوار کو غور سے دیکھ لیجئے۔ یہ ماضی ہے۔ خالی' بالکل خالی اور خاموش۔ یہ ایک دنیا ہے' ایک ایسی دنیا جو استعمال کی جا چکی ہے اور اب استعمال کرنے والے اسے خالی کر کے آگے نکل گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم وقت میں بہت زیادہ پیچھے نہیں آئے۔ ممکن ہے صرف پندرہ منٹ پیچھے یا ممکن ہے ایک یا دو دن' لیکن اہمیت اس بات کی نہیں' اہمیت اس بات کی ہے کہ ماضی کی اس دنیا کے تار و پود بکھر رہے ہیں۔ حیاتی ترسیل ختم ہو رہی ہے۔ ذائقہ' صوت اور بو اپنا آپ کھو رہے ہیں۔ بجلی پہلے ہی غائب ہو چکی ہے۔ موسم ساکت ہو گیا ہے۔ دنیا بکھر رہی ہے لیکن وقت کے پیچ کستے جا رہے ہیں۔"

"کیا یہ مستقبل نہیں ہو سکتا؟" البرٹ نے محتاط انداز میں پوچھا۔

جنکن نے بے بسی کے عالم میں کندھے جھٹک دیئے۔ "ہو سکتا ہے۔ میں یقین سے کوئی بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔ یہ جگہ جہاں ہم موجود ہیں' پرانی' احمقانہ' لایعنی اور فضول لگ رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اسے کیا نام دوں' کیا کہوں کہ یہ کیسی محسوس ہو رہی ہے۔"

تب دینا بولی اور سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس نے کہا۔ "یہ ختم شدہ محسوس ہو رہی ہے۔"

"ہاں۔" جنکن نے کہا۔ "شکریہ' بیٹی۔ تم نے بالکل صحیح ترجمانی کی ہے۔"

"مسٹر جنکن؟" دینا بولی۔

"بولو' بیٹا؟"

"وہ آواز' جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا۔" دینا نے کہا۔ "مجھے دوبارہ سنائی دے رہی ہے۔" اس نے قدرے توقف کیا پھر بولی۔ "یہ آواز مزید قریب آ گئی ہے۔"

☆==========☆==========☆

وہ سب خاموش ہو گئے۔ ان سب کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ سب سننے کی کوشش کر رہے تھے۔ احتشام کو یوں محسوس ہوا جیسے اس نے کوئی آواز سنی ہے لیکن پھر اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے کان بج رہے ہیں۔

"میں باہر جانا چاہتا ہوں' کھڑکیوں کے پاس۔" توقیر نے اچانک کہا اور اپنے قدموں میں پڑے ہوئے کریگ ٹومی کا بے حرکت جسم پھلانگ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو۔" ہیتھانی چیخی۔ "میں بھی آ رہی ہوں۔"

البرٹ بھی ہیتھانی کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دوسرے افراد نے بھی اس کی تقلید کی تھی لیکن لارل اور دینا وہیں ٹھہرے رہے تھے۔

"تم دونوں کیا کہتی ہو؟" احتشام نے کہا۔

"میں باہر نہیں جانا چاہتی۔" دینا نے کہا۔ "مجھے جو کچھ سننا ہے' یہاں بھی اچھی طرح سنائی دے رہا ہے' اور اگر ہم جلد ہی یہاں سے نہیں نکلے تو یہ آواز مزید قریب آ جائے گی۔"

احتشام نے لارل کی طرف دیکھا۔

"میں یہاں رہوں گی' دینا کے ساتھ۔" لارل نے ہولے سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" احتشام نے کہا اور کریگ کی طرف اشارہ کیا۔ "اس شخص سے پرے رہنا۔"

"اس شخص سے پرے رہنا۔" کریگ نے وحشیانہ انداز میں اس کی نقل اتاری۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنا سر گھمایا اور احتشام کی طرف دیکھا۔ "تم اس حرکت کی سزا سے بچ نہیں پاؤ گے کیپٹن احتشام۔ میں نہیں جانتا کہ تم اور تمہارا ساتھی کیا گیم کھیل

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہے ہو لیکن تمہیں اس کی سزا مل کر رہے گی۔ میں عہد کرتا ہوں۔"

احتشام نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر خاموش رہا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ توقیر نے اس شخص کے متعلق کیا کہا تھا۔ یہ شخص کم از کم وقتی طور پر پاگل ہو چکا ہے اور پاگلوں سے الجھنے کا کیا فائدہ؟

"ہم اس سے دور رہیں گی' فکر مت کرو۔" لارل نے کہا۔ اس نے دینا کو اپنے نزدیک کر لیا۔ "ہم بالکل محفوظ ہیں یہاں۔"

"اوکے۔" احتشام نے کہا۔ "اگر اس کی بندشیں ڈھیلی پڑنے لگیں تو چیخنا شروع کر دینا۔"

لارل کمزور سے انداز میں مسکرائی۔ "ضرور!"

احتشام نے کریگ کی بندشیں چیک کیں پھر دوسروں کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔

☆==========☆==========☆

ویٹنگ روم کے وسط تک پہنچتے پہنچتے اسے بھی یہ آواز سنائی دینا شروع ہو گئی تھی اور جب وہ آخری سرے پر کھڑے دوسرے لوگوں کے پاس پہنچا تو اسے کامل یقین ہو چکا تھا کہ یہ آواز واقعی موجود ہے اور حقیقی ہے۔ اس کے کان نہیں بج رہے۔

فی الحال یہ آواز بہت مدھم تھی لیکن واضح طور پر مشرق کی طرف سے ہی آ رہی تھی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے خراب موسم میں ریڈیو میں سے نکلتی ہے۔ عجیب سی گڑگڑاتی ہوئی کھڑکھڑاتی ہوئی۔

اور یہ آواز واقعی بہت خطرناک معلوم ہو رہی تھی۔ اسے سن کر احتشام کے بدن میں پھریریاں سی دوڑنے لگی تھیں۔ اس نے دوسروں کی طرف دیکھا اور جان گیا کہ ان سب کی حالت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ توقیر اپنے آپ پر بڑی خوبی سے قابو پائے ہوئے تھا جب کہ بیتھانی کے چہرے پر سب سے گہرا خوف نظر آ رہا تھا۔

خطرناک!

کوئی بری چیز' خطرناک چیز' اس طرف آ رہی تھی۔ ان کی طرف آ رہی تھی۔

توقیر اس کی طرف مڑا۔ "تمہارا کیا خیال ہے' دوست' یہ آواز کیسی ہے؟ کیا تم

ہماری معلومات میں کچھ اضافہ کر سکتے ہو؟"

"نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "میں خود الجھن میں ہوں۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس جگہ پر اس کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں ہے۔"

"یہ ابھی تک اس جگہ پر پہنچی نہیں۔" ڈان نے کہا۔ "لیکن پہنچ جائے گی۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کتنی دیر میں پہنچے گی۔"

سب دوبارہ خاموش ہو گئے اور مشرق سے آتی ہوئی اس چیختی ہوئی' پھنکارتی ہوئی آواز کو سننے لگے۔

تھوڑی دیر بعد بیتھانی نے کہا۔ "ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا' کسی بھی صورت میں۔" اس کی آواز بلند اور مرتعش تھی۔ البرٹ نے اس کی کمر میں بازو ڈال دیا اور بیتھانی نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "کسی بھی صورت میں۔" اس نے پھر کہا۔

"ہاں۔" رابرٹ جنکن نے کہا۔ "بیتھانی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یہ آواز..... میں نہیں جانتا یہ کس چیز کی ہے لیکن یہ بہت خوفناک ہے۔ بہت خوفناک!"

وہ سب احتشام کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ کپتان تھا اور سب کی امیدیں اس کی ذات سے وابستہ تھیں۔ یہ سب لوگ اس پر اعتماد کر رہے تھے' اس سے توقعات باندھ رہے تھے اور وہ جانتا تھا کہ یہاں سے ان کا نکلنا قطعی ناممکن ہے۔ جب وہ آواز یہاں پہنچے گی وہ تب بھی یہاں ہی ہوں گے۔ ان کے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا' کوئی امید نہیں تھی۔

احتشام کا دم گھٹنے لگا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اسے معلوم ہوا تھا کہ شکاری کے جال میں پھنسے ہوئے جانور کی حالت کیا ہوتی ہوگی؟ اس کے محسوسات کیا ہوتے ہوں گے جب بے بسی کے عالم میں وہ شکاری کے قدموں کی چاپ کو بتدریج قریب آتے سنتا ہوگا؟ بالکل یہی حالت اس وقت اس کی بھی ہو رہی تھی۔

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تمہارا خیال ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے؟" احتشام نے جنکن سے پوچھا۔

"ہاں۔ جتنی جلد ممکن....."

"اور یہاں سے نکل کر ہم کہاں جائیں گے؟ کون سی جگہ ایسی ہوگی جو اس سے مختلف ہوگی؟"

"تم سمجھتے ہو کیپٹن احتشام کہ یہاں سے نکل کر ہم کہیں اور نہیں جا سکتے لیکن میرا خیال' میری امید تم سے مختلف ہے۔ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔"

"وہ کیا؟"

"وہ میں تھوڑی دیر بعد بتاؤں گا۔ پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم طیارے میں دوبارہ ایندھن بھر سکتے ہو؟ کیا برقی رو کی سپلائی کے بغیر یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے؟"

"ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ مجھے چند افراد کی مدد کی ضرورت پڑے گی لیکن وہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"اس کے بعد ہم دوبارہ پرواز کر جائیں گے۔" جنکن نے کہا۔ اس کے چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا۔ "یہ آواز مشرق کی طرف سے آ رہی ہے۔ وقت کی دراڑ مغرب کی سمت میں ہوگی۔ جس سمت سے ہم آئے ہیں' اسی سمت واپس جائیں تو اس دراڑ کو تلاش کر سکتے ہیں۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔ اس نے طیارے کے اضافی پاور سسٹم کو چلتا چھوڑ دیا تھا۔ طیارے کے کمپیوٹر میں سفر کا تمام پروگرام ابھی بھی موجود ہوگا۔ احتشام کو صرف اتنا کرنا تھا کہ اس پروگرام کو الٹے قدموں چلا دے اور یہ کام کمپیوٹر کے صرف ایک بٹن کو دبانے سے کیا جا سکتا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن اس کی وجہ کیا ہے؟"

"کیونکہ عین ممکن ہے وہ دراڑ ابھی بند نہ ہوئی ہو۔ ابھی اپنی جگہ پر موجود ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہم اس دراڑ سے گزر کر اپنے وقت میں دوبارہ واپس جا سکتے ہیں۔"

توقیر نے چونک کر جنکن کی طرف دیکھا پھر احتشام سے مخاطب ہوا۔ "میرے خیال میں ہمارا دوست ٹھیک کہہ رہا ہے' دوست۔"

"ممکن ہے' رابرٹ کا خیال درست ہو۔" احتشام نے کہا۔ "لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم اس طیارے کو کسی اور جگہ جانے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔"

"کیوں نہیں کر سکتے؟" روڈی نے کہا۔ "اگر تم اس میں دوبارہ ایندھن بھر سکتے ہو تو پھر کیا وجہ....."

"تمہیں پیالے سے نکالی ہوئی ماچس تو یاد ہوگی؟" احتشام نے کہا۔ "اس کی ایک بھی دیا سلائی جلی نہیں تھی حالانکہ جلتی ہوئی دیا سلائی کا شعلہ ان پر رکھ دیا گیا تھا۔"

روڈی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا لیکن رابرٹ جنکن کے چہرے پر گہری مایوسی چھا گئی تھی۔ وہ احتشام کی بات سمجھ گیا تھا۔

"کیا؟" ڈان نے پوچھا۔ وہ شکن آلود پیشانی لئے احتشام کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "ماچسوں کا طیارے کے ایندھن سے کیا تعلق؟"

لیکن توقیر بھی احتشام کی بات سمجھ چکا تھا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔" اس نے ہولے سے کہا۔ "سمجھنے کی کوشش کرو

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوست۔ اگر بیٹریاں کام نہیں کرتیں' اگر دیا سلائیاں نہیں جلتیں تو....."

"تو اس جگہ سے لیا ہوا طیارے کا ایندھن بھی کام نہیں کرے گا۔" احتشام نے اس کی بات مکمل کر دی۔ "جیسے اس دنیا کی کسی چیز میں کوئی جان نہیں' کوئی زندگی نہیں' اسی طرح وہ ایندھن بھی مردہ ہو گا۔ مردہ ایندھن اپنے طیارے کی ٹنکیوں میں بھرنا پانی بھرنے کے مترادف ہے اور تم جانتے ہو کہ پانی سے جہاز نہیں اڑائے جا سکتے۔"

☆=========☆=========☆

"تم دونوں میں سے کسی نے فتنوں کے متعلق سنا ہے؟" کریگ نے اچانک پوچھا۔ اس کا لہجہ خوشگوار تھا۔

لارل اچھل سی گئی۔ اس نے کھڑکیوں کے پاس کھڑے دوسرے افراد کی طرف دیکھا۔ دینا کریگ کی آواز کی سمت میں مڑ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کریگ کے اچانک بول اٹھنے پر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔

"نہیں۔" اس نے پُرسکون انداز میں کہا۔ "تم کیسے فتنوں کی بات کر رہے ہو؟"

"اس سے بات نہ کرو' دینا۔" لارل نے سرگوشی میں کہا۔

"میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔" کریگ نے پہلے سے خوشگوار لہجے میں کہا۔

لارل کو اپنا چہرہ گرم ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"ویسے بھی میں اس بچی کو کوئی نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" کریگ نے بات جاری رکھی۔ "میں تو اس لڑکی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ میں کوئی برا آدمی نہیں ہوں' صرف خوفزدہ ہوں۔ کیا تم خوفزدہ نہیں ہو؟"

"ہاں۔ میں بھی خوفزدہ ہوں۔" لارل نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔ "لیکن میں بے قصور لڑکیوں کو یرغمالی نہیں بنا رہی اور نہ ہی کمسن لڑکوں پر گولیاں چلاتی پھر رہی ہوں۔"

"فتنے کیا ہیں' مسٹر ٹومی؟" دینا نے پوچھا۔

"پہلے میں یہی سمجھتا تھا کہ فتنے خیالی چیز ہیں۔" کریگ نے کہا۔ "لیکن اب میرے خیالات بدل رہے ہیں کیونکہ یہ آواز مجھے بھی سنائی دینے لگی ہے۔"

"یہ آواز؟" دینا نے ہولے سے کہا۔ "کیا یہ آواز فتنوں کی ہے؟"

لارل نے ایک ہاتھ دینا کے کندھے پر رکھتے ہوئے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن دینا نے کہا۔ "میں فتنوں کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں؟"

کریگ نے کہا۔ "میرے باپ نے بتایا تھا کہ فتنے چھوٹے چھوٹے جانوروں' بلکہ درندوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کی نگاہوں سے چھپے رہتے ہیں۔ میرے باپ نے بتایا تھا کہ ان کے جسم میں بالوں' دانتوں اور چھوٹی چھوٹی تیز رفتار ٹانگوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہ بڑے بچوں کو پکڑ لیتے ہیں اور انہیں کھا جاتے ہیں۔"

"خاموش رہو۔" لارل نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم بچی کو ڈرا رہے ہو۔"

"نہیں۔" دینا نے کہا۔ "میں ڈر نہیں رہی۔ مجھے اس کی باتیں دلچسپ لگ رہی ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد کریگ نے پھر کہا۔ "میرے باپ نے بتایا تھا کہ فتنے ہزاروں کی تعداد میں ہیں کیونکہ بڑے بچے لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو اِدھر اُدھر دندناتے پھر رہے ہیں۔ میرے باپ نے کبھی ان بچوں کی نقل و حرکت کے لئے کوئی اور لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ یہ بچے دندناتے پھرتے ہیں' لیکن فتنے دندناتے نہیں۔ فتنے بھاگتے ہیں' دوڑتے ہیں۔ ان کے پاس ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ مقصد ہے بڑے بچوں کو ختم کرنا۔"

"بڑے بچے کون سے ہوتے ہیں؟" دینا نے کہا۔ "آخر ان سے ایسی کون سی خطا سرزد ہوتی ہے جو ان کا ختم کئے جانا ضروری ہو جاتا ہے؟"

"تمہارا سوال سن کر مجھے خوشی ہوئی۔" کریگ نے کہا۔ "جب میرا باپ کسی بچے کو برا کہتا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ میرے باپ کی نگاہ میں وہ بچہ سست اور کاہل ہے۔ سست اور کاہل لوگ زندگی کی دوڑ میں کبھی حصہ نہیں لے سکتے۔ وہ دوسروں کے لئے بوجھ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتے۔ وہ ساری زندگی اوروں کے لئے پریشانیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ میرے باپ کی نگاہ میں سستی' قتل سے بھی بڑا جرم تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ فتنے ایسے ہر بچے کو ختم کر دیتے ہیں جو سست' کاہل اور کام چور ہو۔ چاہے وہ بچہ کتنی ہی تیز رفتار سے کیوں نہ دندناتا پھرے' فتنوں سے بچ کر بھاگ نہیں سکتا۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بہت ہو گیا۔" لارل نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ آواز اسی طرف بڑھ رہی ہے۔" کریگ نے کہا۔ "تم مجھے تو خاموش کروا سکتی ہو لیکن اس آواز کو کیسے روکو گی۔"

"لگتا ہے تم اپنے باپ سے بہت ڈرتے تھے' مسٹر ٹومی؟" دینا نے کہا۔

کریگ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر وہ مسکرایا لیکن اس مرتبہ اس کی مسکراہٹ مختلف تھی۔ اس مرتبہ اس مسکراہٹ میں تاسف اور اذیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ "تمہارا اندازہ بالکل درست ہے دینا۔ میں اس سے بہت ڈرتا تھا۔"

"کیا وہ مر چکا ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا وہ اپنے کام میں کاہلی کا مظاہرہ کر رہا تھا؟ کیا فتنوں نے اسے سزا دی؟"

کریگ کچھ دیر سوچتا رہا۔ خاموشی کا وقفہ طویل ہو گیا۔ کریگ اپنے باپ کی موت کا منظر یاد کر رہا تھا۔ جب اس کی سیکرٹری نے صبح دس بجے کی میٹنگ کے لئے اسے کال کرنا چاہا تھا تو دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تب سیکرٹری اس کے دفتر میں داخل ہوئی اور قالین پر اس کے باپ کی لاش کو پڑے دیکھا۔ اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں اور اس کے منہ کے کناروں پر جما جھاگ خشک ہو رہا تھا۔

مجھے یہ کس نے بتایا تھا کہ اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں یا اس کے منہ کے کناروں پر جھاگ جما ہوا تھا؟ میں نے تو اسے مرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ شاید کبھی ماں نے نشے کی حالت میں بتایا ہو یا پھر شاید میں لاشعوری طور پر چاہتا تھا کہ میرا باپ ایسی ہی بری موت مرا ہو۔

"مسٹر ٹومی' کیا فتنوں نے تمہارے باپ کو مارا تھا؟" دینا نے پھر کہا۔

"ہاں۔" کریگ نے پُرخیال انداز میں کہا۔ "میرے خیال میں ایسا ہی ہوا تھا۔"

"مسٹر ٹومی؟"

"ہاں؟"

"میں ویسی نہیں ہوں جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ میں بدصورت نہیں ہوں۔ ہم میں

سے کوئی بدصورت نہیں ہے۔"

کریگ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس لڑکی کو اس کے ذہن میں ابھرنے والے خیالوں کا اندازہ کیسے ہو گیا تھا؟ اس وقت اسے سب افراد واقعی بہت ڈراؤنے اور بدصورت نظر آ رہے تھے۔ "تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں تمہیں کیسا سمجھ رہا ہوں؟"

"تمہیں میرے جواب پر یقین نہیں آئے گا۔"

لارل بے چینی کے عالم میں اس کی طرف مڑی لیکن وہ کچھ دیکھنے میں کامیاب نہ ہو پائی۔ دینا کے تاریک چشمے نے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے ہر تاثر کو چھپا رکھا تھا۔

☆==========☆==========☆

سب مسافر خاموش کھڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے اب کہنے کو کچھ باقی نہ رہ گیا ہو۔

"اب ہم کیا کریں گے؟" آخرکار ڈان نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔" احتشام نے کہا۔ زندگی میں اسے بے بسی کا ایسی شدت سے' ایسی خوفناکی سے کبھی احساس نہیں ہوا تھا۔

"کتنا ایندھن باقی رہ گیا ہو گا' احتشام؟" توقیر نے پوچھا۔ "ممکن ہے یہاں پر ایندھن اتنی زیادہ تیزی سے نہ جلتا ہو جتنی تیزی سے حقیقی دنیا میں جلتا ہے۔"

"طیارے کے تمام آلات بالکل درست کام کر رہے ہیں۔" احتشام نے کہا۔ "جب ہم نے لینڈ کیا تھا تو طیارے میں چھ سو پاؤنڈ سے کچھ کم ایندھن باقی تھا۔ واپسی کے لئے ہمیں کم از کم پچاس ہزار پاؤنڈ ایندھن درکار ہو گا۔"

بیتھانی نے سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا اور جنکن کی طرف ڈبیہ بڑھائی۔ اس نے سر ہلا کر انکار کر دیا۔ بیتھانی نے ماچس نکال کر کھولی اور دیا سلائی نکال کر مصالحے کے فیتے پر رگڑی۔

دیا سلائی بجھی رہی۔

"اوہ!" اس نے کہا۔

البرٹ نے اس کی طرف دیکھا۔ بیتھانی نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی۔ دوسری بار'

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسری بار۔ دیا سلائی روشن نہ ہو سکی۔ بیتھانی نے خوفزدہ نگاہوں سے البرٹ کی طرف دیکھا۔

"لاؤ' میں کوشش کرتا ہوں۔" اس نے کہا۔

اس نے ایک اور دیا سلائی نکال کر جلانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ایسا لگتا تھا دیا سلائی کے مصالحے میں خفتہ آگ بجھ چکی ہے۔

"لگتا ہے اس ماحول کی مردنی ہماری چیزوں پر بھی اثرانداز ہونا شروع ہو گئی ہے۔" روڈی نے کہا۔

بیتھانی کے آنسو پھوٹ پڑے۔ جنکن نے رومال نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ذرا ٹھہرو۔" البرٹ نے ایک مرتبہ پھر دیا سلائی رگڑی۔ اس مرتبہ دیا سلائی جل اٹھی لیکن اس کا شعلہ معمول سے کہیں مدہم تھا۔ اس نے شعلہ بیتھانی کے سگریٹ کے سرے سے لگا دیا اور ایک نیون سائن اس کے ذہن میں جل اٹھا۔ "احتیاط سے چلئے۔ آگے دو رویہ ٹریفک ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہے؟" اس نے سوچا۔

اس وقت اس کا ذہن کوئی مطلب نکالنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ وہ صرف اتنا محسوس کر سکا کہ کوئی خیال اس کے ذہن میں پھوٹنے کو بیتاب ہو رہا ہے لیکن نکل نہیں پا رہا۔

اس نے دیا سلائی بجھا کر پھینک دی۔ بیتھانی نے ایک گہرا کش لیا پھر بدمزگی سے بولی۔ "سگریٹ کا ذائقہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔"

"دھواں میرے چہرے پر چھوڑنا۔" البرٹ نے کہا۔

"کیا؟"

"دھواں میرے چہرے پر چھوڑنا۔" البرٹ نے ایک دفعہ پھر کہا۔

بیتھانی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ البرٹ نے گہرا سانس لے کر دھوئیں کی بو کو محسوس کیا۔ دھوئیں کی سابقہ بو جل چبھتی ہوئی بو اب ہلکی پڑ گئی تھی۔

اس ماحول کی مردنی ہماری چیزوں پر بھی اثرانداز ہونا شروع ہو گئی ہے!

احتیاط سے چلئے۔ آگے دو رویہ ٹریفک ہے!

البرٹ اپنے ذہن پر زور دینے لگا۔

"میں ریستوران میں واپس جا رہا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ اس کے چہرے پر تناؤ نظر آ رہا تھا۔ "اس شخص کو زیادہ دیر تنہا چھوڑنا اچھا نہیں۔"

باقی سب بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ بیتھانی اور البرٹ کھڑے رہ گئے۔

"آؤ چلیں۔" بیتھانی نے کہا۔ اس نے اپنا ادھ جلا سگریٹ پھینک دیا تھا اور جنکن کے دیئے ہوئے رومال سے اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھی۔ اس نے البرٹ کا ہاتھ تھام لیا۔

البرٹ نے ریستوران کی طرف جانے والوں کی جانب دیکھا۔ اس کی نگاہ جیفی کی سرخ شرٹ پر پڑی اور ایک مرتبہ پھر وہ نیون سائن اس کے ذہن میں روشن ہو گیا۔

"آگے دو رویہ ٹریفک ہے۔"

"ذرا ٹھہرو۔" وہ چلایا۔ اس نے بیتھانی کے گرد بازو لپیٹ کر اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اپنا منہ اس کے کندھے پر رکھا اور زور سے سانس کھینچا۔

"کیا کرتے ہو؟" بیتھانی کھلکھلائی پھر اس نے بھی البرٹ کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔ البرٹ کی توجہ جیسے اس کی طرف تھی ہی نہیں۔ اس نے ایک مرتبہ پھر گہرا سانس لیا۔ بیتھانی کے بالوں اور پرفیوم کی خوشبو اب بھی موجود تھی لیکن بہت ہلکی تھی۔

سب نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ البرٹ نے بیتھانی کو چھوڑ دیا اور کھڑکیوں کی طرف بھاگا۔

بیتھانی ایک مرتبہ پھر کھلکھلائی۔ اس کے چہرے پر لالی نظر آ رہی تھی۔ "عجیب لڑکا ہے۔" اس نے کہا۔

البرٹ نے جہاز کی طرف دیکھا۔ جہاز بالکل بے داغ تھا اور خیرہ کن انداز میں چمک رہا تھا۔ باہر کی دھندلی ساکن فضا میں اس کا وجود مرتعش معلوم ہو رہا تھا۔

اور اچانک وہ خیال جسے البرٹ اتنی دیر سے کوئی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہا تھا' باہر نکل آیا۔ البرٹ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں پھلجھڑیاں چھوٹ پڑی ہوں۔ کڑی سے کڑی ملتی چلی گئی اور جب مرکزی خیال سامنے آیا تو البرٹ اتنا حیران ہوا کہ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھوڑی دیر کو سانس لینا بھی بھول گیا۔

"البرٹ؟" جنکن نے کہا۔ "کیا ہوا؟"

"کیپٹن احتشام!" البرٹ چیخا۔ اس کی آواز پر سب چونک کر مڑے۔ "کیپٹن احتشام' ادھر آیئے۔"

☆==========☆==========☆

ٹرمینل کی عمارت کے باہر وہ آواز زیادہ بلند محسوس ہو رہی تھی۔

البرٹ' جنکن' احتشام اور توقیر طیارے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ احتشام نے توقیر سے کہا۔ "یہ آواز پہلے سے زیادہ نزدیک آ گئی ہے۔"

"لگتا تو ایسے ہی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "لیکن پہلے ہم عمارت کے اندر تھے' باہر آنے کے بعد شدت میں تھوڑا بہت فرق تو محسوس ہو گا ہی۔"

"اب ہم طیارے کے اندر کیسے داخل ہوں گے؟" البرٹ نے اضطراب کے عالم میں کہا۔ "کیا دوبارہ سلائیڈ سے اوپر چڑھا جائے گا؟"

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" احتشام نے اشارہ کیا۔ گیٹ نمبر2 کے پاس ایک سیڑھی نظر آ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف بڑھنے لگے۔ احتشام نے البرٹ سے کہا۔ "تمہیں احساس ہے کہ تمہاری تجویز خاصی بعید از فہم ہے۔"

"ہاں لیکن....."

"لیکن بعید از فہم تجویز کو آزمانا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ رہنے سے بہتر ہے۔" توقیر نے البرٹ کی بات مکمل کر دی۔

"میں نہیں چاہتا کہ تجویز کی ناکامی پر البرٹ مایوسی کا شکار ہو۔" احتشام نے کہا۔

"فکر مت کرو۔" رابرٹ نے کہا۔ "اگر تجویز ناکام ہوئی تو اس کے حصے کی ناامیدی میں اپنے سر پر ڈال لوں گا۔ البرٹ کی تجویز خاصی منطقی اور قابل عمل ہے۔ میرے خیال میں اسے درست ثابت ہونا چاہئے۔ ویسے البرٹ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا ہی کہ ممکن ہے اس جگہ پر کام کرنے والے بعض عوامل ابھی تک ہماری نظروں سے چھپے ہوئے ہوں؟"

"ہاں۔"

وہ سیڑھی تک پہنچ گئے۔ احتشام اور توقیر نے اسے جہاز کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ "سیڑھی کے پہیے ابھی تک کام کر رہے ہیں۔" احتشام نے کہا۔

"کرنا چاہئے۔" جنکن نے کہا۔ "پیچیدہ مشینری شاید جواب دے گئی ہو لیکن بنیادی چیزیں ابھی تک اپنی ہیئت میں برقرار ہیں۔ ہمارا جسم ابھی تک ٹھیک ٹھاک کام کر رہا ہے۔ دروازے بھی کھل بند ہو رہے ہیں۔"

"اور کشش ثقل۔" البرٹ نے لقمہ دیا۔ "زمین کی کشش بھی ابھی تک کام کر رہی ہے۔"

تھوڑی دیر میں وہ جہاز کے نزدیک پہنچ گئے۔ البرٹ نے کہا۔ "آپ لوگ خود دیکھئے۔ دوسری چیزوں کے مقابلے میں یہ کتنا واضح اور جاندار نظر آ رہا ہے۔"

کسی کو جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ سب جہاز کو دیکھ رہے تھے اور البرٹ کی بات سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے سیڑھی سلائیڈ کے ساتھ ٹکا دی۔ احتشام نے کہا۔ "پہلے میں اندر جاؤں گا اور سلائیڈ کو بند کروں گا۔ اس کے بعد تم لوگ سیڑھی کو بہتر انداز میں ٹکا کر اوپر آ سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔ احتشام اوپر چڑھنے لگا۔

☆==========☆==========☆

روڈی واروک اور ڈان جیفی کریگ کی نگرانی کر رہے تھے۔ بیتھانی' دینا اور لارل ویٹنگ روم کی کھڑکیوں سے باہر دیکھ رہی تھیں۔

"یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟" دینا نے پوچھا۔

"انہوں نے سلائیڈ بند کر کے دروازے کے ساتھ سیڑھی لگا دی ہے۔" لارل نے بتایا۔ "اب وہ اوپر جا رہے ہیں۔" اس نے بیتھانی کی طرف دیکھا۔ "تمہیں معلوم ہے یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں؟"

بیتھانی نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ البرٹ ایک دم پاگل سا ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں کیا بات تھی۔ وہ کچھ عجیب سی باتیں کر رہا تھا کہ طیارہ دوسری چیزوں سے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زیادہ نمایاں نظر آ رہا ہے اور میرا پرفیوم نمایاں نہیں ہے اور دو رویہ ٹریفک۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس پر ہذیان طاری ہو رہا ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔" دینا نے کہا۔

"تم کیا کہتی ہو بیٹا؟" بیتھانی نے کہا۔

دینا محض نفی میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔ "وہ کچھ بھی کر رہے ہیں' جلدی کرنا ہو گا۔ مسٹر ٹومی جو کچھ کہہ رہے تھے' درست کہہ رہے تھے۔ فتنے یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"دینا' یہ صرف ایک خیالی کہانی ہے جو اس کے باپ نے اسے سنائی تھی۔"

"شاید کبھی یہ صرف ایک خیالی کہانی رہی ہو۔" دینا نے کہا۔ "لیکن اب یہ حقیقت بن چکی ہے۔"

☆=========☆=========☆

"ٹھیک ہے حکم کے اکے!" توقیر نے کہا۔ "اپنا کھیل شروع کرو۔"

البرٹ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ جب اس نے اپنے تجربے کے چار اجزاء فرسٹ کلاس کی شیلف پر سب کے درمیان رکھے تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

احتشام خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ البرٹ نے ایک ماچس' بیئر کی بوتل' پیپسی کا کین اور ایک سینڈوچ رکھے۔ یہ چیزیں اس نے ریستوران سے حاصل کی تھیں۔ سینڈوچ کولڈ کیس سے نکالا گیا تھا اور پلاسٹک کی پیکنگ میں بند تھا۔

"اوکے!" البرٹ نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "اب دیکھتے ہیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔"

☆=========☆=========☆

ڈان ریسٹورنٹ سے نکل کر کھڑکیوں کے پاس آیا۔ "کیا ہو رہا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہم نہیں جانتے۔" بیتھانی نے کہا۔ وہ ایک اور دیا سلائی جلانے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اب سگریٹ کے گہرے کش لگا رہی تھی۔ اس نے سگریٹ کا فلٹر اتار کر پھینک دیا تھا تاکہ ذائقے سے صحیح طور پر لطف اندوز ہو سکے۔ "وہ لوگ طیارے کے اندر گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوا۔"

ڈان تھوڑی دیر باہر دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "باہر کے ماحول میں کچھ تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ معلوم نہیں کیوں۔"

"روشنی جا رہی ہے۔" دینا نے کہا۔ "یہ تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔" اس کی آواز پُرسکون تھی لیکن اس کے چہرے پر تنہائی اور خوف کے گہرے نقوش تھے۔ "میں اسے محسوس کر سکتی ہوں۔"

"دینا ٹھیک کہہ رہی ہے۔" لارل نے تائید کی۔ "دن کی روشنی صرف دو یا تین

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گھنٹوں کے لئے قائم رہی ہے' اب دوبارہ اندھیرا پھیل رہا ہے۔"

"میں مسلسل یہی سوچ رہا ہوں کہ یہ عالم خواب ہے۔" ڈان نے کہا۔ "یہی سوچ رہا ہوں کہ یہ میری زندگی کا بدترین' بھیانک ترین خواب ہے۔ جلد ہی میں جاگ جاؤں گا اور کہانی ختم ہو جائے گی۔"

لارل نے تفہیمی انداز میں سر ہلایا۔ "مسٹر ٹومی کا کیا حال ہے؟"

ڈان پھیکے پھیکے انداز میں ہنس دیا۔ "تمہیں یقین نہیں آئے گا میری بات پر۔"

"کیوں کیا ہوا؟" ہیتھانی نے پوچھا۔

"وہ سو گیا ہے۔"

☆=========☆=========☆

کریگ ٹومی جاگ رہا تھا۔ ڈان جینفی یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ سو گیا ہے لیکن وہ جاگ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا' جو لوگ ایسے نازک مراحل پر سو جاتے ہیں وہ فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

وہ بند آنکھوں کی جھریوں سے دونوں آدمیوں کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ دل ہی دل میں وہ دعا کر رہا تھا کہ یہ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک یہاں سے ٹل جائے۔ آخر کار ڈان جینفی باہر نکل گیا۔ داروک قریب آیا اور جھک کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ کریگ نے جلدی سے آنکھیں موند لی تھیں۔ داروک نے دو چار مرتبہ اسے آواز دے کر دیکھا لیکن کریگ ساکت پڑا رہا۔ داروک نے اسے ہلایا جلایا لیکن کریگ نے سونے کی اداکاری جاری رکھی۔ مطمئن ہو کر داروک بھی باہر نکل گیا۔ کریگ نے کن انکھیوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر بڑی احتیاط سے اپنی کلائیاں اوپر نیچے کرنے لگا۔ توقیر نے بڑی مہارت سے گرہیں لگائی تھیں لیکن کپڑے کی گرہ مضبوط نہیں ہوتی۔ کریگ کو وہ پہلے سے ہی ڈھیلی پڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

بس تھوڑی دیر کی اور بات تھی۔ ہاتھ کھلتے ہی وہ پیر بھی آزاد کرا لیتا اور پھر خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل جاتا۔ اسے کسی بھی حالت میں اس جگہ سے نکلنا تھا' چاہے

اس کے لئے کوئی بھی قیمت چکانی پڑے۔ کسی بھی صورت' اسے بوسٹن پہنچنا تھا۔

اب ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ جب تک وہ آزاد نہیں ہو جاتا' ان دونوں گدھوں میں سے کوئی واپس نہ پلٹے۔

☆=========☆=========☆

البرٹ نے ماچس کی ڈبیہ اٹھائی جو اس نے ریستوران میں پیالے سے نکالی تھی۔

"پہلا مظاہرہ۔" اس نے کہا۔ "شروع ہوتا ہے۔"

اس نے ڈبیہ کھول کر ایک دیاسلائی نکالی اور مصالحے پر رگڑنے لگا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس لئے نشانہ خطا ہوا اور دیاسلائی ٹیڑھی ہو گئی۔

"شٹ!" البرٹ چیخا۔

"کیا میں تمہاری جگہ....." جنکن نے کہنا چاہا لیکن احتشام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اسے خود کرنے دو۔" اس نے کہا۔ "یہ البرٹ کا شو ہے۔"

"خود پر قابو رکھو' البرٹ۔" توقیر نے کہا۔

البرٹ جھینپے جھینپے انداز میں مسکرایا' ایک دیاسلائی اور نکالی اور مصالحے پر رگڑی۔

دیاسلائی خاموش رہی۔

اس نے دوبارہ کوشش کی۔

اور دوبارہ ناکامی ہوئی۔

"میرے خیال میں بات ثابت ہو گئی۔" احتشام نے کہا۔ "البرٹ کا اندازہ....."

"مجھے اس کی بو محسوس ہوئی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "مجھے اس ماچس کے سلفر کی بو محسوس ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ پھر کوشش کرو' حکم کے اکے!"

البرٹ نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی۔

اور دیاسلائی جل اٹھی۔ اس کا شعلہ کمزور نہیں تھا۔ مستحکم اور سیدھا تھا' بالکل عام دیاسلائیوں کی طرح۔ یہ بجھا نہیں بلکہ اپنی آخری حد تک جلتا رہا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Anees Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

البرٹ نے ان سب کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایک کشادہ مسکراہٹ تھی۔

"دیکھا!" وہ خوشی سے کانپتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "دیکھا!"

اس نے ایک دیاسلائی اور نکالی۔ لرزتے ہوئے ہاتھ دیاسلائی سنبھال نہ سکے اور وہ نیچے جا گری۔ البرٹ نے ایک اور دیاسلائی نکال کر جلائی اور اس کا شعلہ دوسری دیاسلائیوں پر لگا دیا۔ "بھپک" کی آواز سے ساری دیاسلائیاں جل اٹھیں۔

البرٹ نے پھونک مار کر انہیں بجھایا اور پھر ان کی طرف دیکھا۔ "دیکھا!" اس نے کہا۔ "اب میری بات کا مطلب سمجھے آپ لوگ؟ دو رویہ ٹریفک۔ ہم اپنا وقت اپنے ساتھ لے کر یہاں آئے ہیں۔ باہر ہمارا ماضی ہے لیکن اس طیارے کے اندر ہمارا حال ہے۔ موجودہ وقت! ہمارا موجودہ وقت اس طیارے کے اندر مقید ہے۔"

"معلوم نہیں۔" احتشام نے کہا لیکن البرٹ کی بات نے اس کے دل میں کئی دیئے روشن کر دیئے تھے۔ اب ہر بات اس کی سمجھ میں آنے لگی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کمسن نوجوان کو کھینچ کر گلے سے لگا لے اور زور زور سے اس کی کمر تھپتھپائے۔

"بہت اچھے' البرٹ!" جنکن نے کہا۔ "اب بیئر کو ٹرائی کرو۔"

البرٹ نے بوتل کا ڈھکن کھولا' اتنی دیر میں توقیر الٹی ہوئی ٹرالی سے ایک صحیح سالم گلاس نکال لایا تھا۔

"دھواں کہاں ہے؟" احتشام نے کہا۔

"کیسا دھواں؟" جنکن نے الجھن آمیز انداز میں پوچھا۔

"بخارات کا دھواں۔" احتشام نے کہا۔ "جب بیئر کی بوتل کھولی جاتی ہے تو اندر بند بخارات ہلکے سے غبار کی شکل میں باہر نکلتے ہیں۔ اس بوتل میں سے کوئی غبار نہیں نکلا۔"

البرٹ نے بوتل کو سونگھا اور پھر احتشام کی طرف بڑھائی۔ "سونگھئے۔"

احتشام نے سونگھا اور مسکرانے لگا۔ اس کا دل بے قابو ہوا جا رہا تھا۔ "خدا کی قسم' یہ بیئر کی بو ہے۔ بالکل وہی بو ہے۔ غبار جائے جہنم میں لیکن یہ بیئر ہی ہے۔"

توقیر نے گلاس آگے کیا۔ "بیئر اس میں انڈیلو البرٹ۔" اس نے ہیجانی لہجے میں

کہا۔ "جلدی کرو۔"

البرٹ نے بیئر گلاس میں انڈیلی اور ان کی سب کی مسکراہٹیں غائب ہو گئیں۔

بیئر بالکل سپاٹ تھی۔ گلاس میں بیئر کا کوئی جھاگ نمودار نہیں ہوا تھا۔ شیشے کے گلاس میں پڑی بے رنگ بیئر بالکل پانی لگ رہی تھی۔

☆==========☆==========☆

"خدایا' اندھیرا ہو رہا ہے۔" روڈی نے حیرت سے کہا۔ وہ ریستوران سے نکل کر ان کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

"تمہیں اس پاگل کے پاس ہونا چاہئے تھا۔" ڈان نے کہا۔

"وہ سو رہا ہے۔" روڈی نے جھنجھلا کر کہا۔ "میرے خیال میں سر کی چوٹ نے اس کے دماغ کو جھنجھنا دیا ہے۔ باہر کیا ہو رہا ہے' اور یہ اندھیرا اتنی تیزی سے کیوں پھیل رہا ہے؟"

"ہم نہیں جانتے۔" ہیتھانی نے کہا۔ "بس پھیل رہا ہے۔ کہیں وہ پاگل آدمی کوما میں تو نہیں چلا گیا؟"

"میں نہیں جانتا۔" روڈی نے کہا۔ "لیکن اگر وہ کوما میں جا بھی رہا ہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق تشویش میں مبتلا ہونے کا زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ یہ آواز کتنی خوفناک ہے۔"

دینا نے لارل کی طرف رخ کیا۔ "میرے خیال میں ہمیں مسٹر ٹومی کو چیک کر لینا چاہئے۔" اس نے کہا۔ "مجھے اس کی طرف سے تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ میں جانتی ہوں وہ بری طرح خوفزدہ ہے۔"

"اگر وہ بے ہوش ہے دینا' تو پھر ہم اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔"

"میرے خیال میں وہ بے ہوش نہیں ہے۔" دینا نے آہستہ سے کہا۔ "اور میرے خیال میں وہ سو بھی نہیں رہا۔"

لارل نے پُرخیال انداز میں تھوڑی دیر دینا کی طرف دیکھا پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ٹھیک ہے!" اس نے کہا۔ "ہم چل کر دیکھتے ہیں۔"

☆==========☆==========☆

آخرکار کریگ اپنی دائیں کلائی آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے تیزی سے اپنا بایاں ہاتھ بھی کھولا۔ پیروں کی بندشیں کھلنے میں ایک منٹ بھی نہ لگا۔ کریگ ٹوی آزاد ہو چکا تھا۔

وہ تیزی سے کھڑا ہوا۔ اس کے سر کے زخم میں درد کی شدید ٹیس اٹھی اور وہ چکرا گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ترمرے ناچنے لگے تھے۔ آہستہ آہستہ اس کی نظر صاف ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ ٹرینل میں اندھیرا پھیل رہا ہے۔ رات اپنے وقت سے پہلے آ رہی تھی۔ اب وہ فتنوں کی آوازیں بھی واضح انداز میں سن سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی چیز کچھ چباتی ہوئی اس طرف بڑھی چلی آ رہی ہے۔

ٹرینل کے آخری سرے پر مسافروں کا ہجوم سایوں کی مانند نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے دو سایوں کو اس ہجوم سے جدا ہو کر اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ایک چھوٹا' ایک بڑا۔ یہ وہی عورت اور بچی تھے۔ وہ انہیں خطرے کا سائرن بلند کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا تھا۔ یہ اس کے حق میں بہت برا ہوتا۔

وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹا۔ اس کی نگاہیں اپنی طرف بڑھتے سایوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ابھی تک اس کی سمجھ میں یہ نہیں آیا تھا کہ روشنی اتنی تیزی سے کم کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ وہ کچن کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اسے کسی چیز کی تلاش تھی۔

کیش رجسٹر کے ساتھ ایک کاؤنٹر میں برتن سجے ہوئے تھے۔ یہاں اس کے کام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ سب برتن پلاسٹک کے تھے۔ کریگ نے دوسری طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک وحشت ناک مسکراہٹ ابھر آئی۔ کاؤنٹر پر جمے چولہے کے پاس ایک گوشت کاٹنے کا خنجر پڑا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر خنجر اٹھا لیا۔

اب وہ نہتا نہیں تھا' خالی ہاتھ نہیں تھا۔ اب وہ مسلح تھا۔ اب وہ اپنی طرف بڑھنے والے خطرات کا مقابلہ کر سکتا تھا۔

وہ کیش رجسٹر کے پیچھے دبک کر ان دونوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھنے لگا۔ اس کی زیادہ توجہ اس چھوٹی بچی پر مرکوز تھی۔ یہ بچی اس کے اندازے سے کہیں زیادہ جانتی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس بچی کو اتنی ساری باتوں کا علم کیسے ہوا اور اسے جاننے میں کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ اس وقت اس کے سامنے صرف ایک ہی مقصد تھا۔

کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا۔

☆==========☆==========☆

توقیر نے پہلے البرٹ کی طرف دیکھا پھر جنکن کی طرف۔ "چھوٹی چیز نے کام کیا اور بڑی چیز ساکت رہی۔" اس نے کہا اور بیئر کا گلاس کاؤنٹر پر رکھنے کو ہاتھ بڑھایا۔ "اس کا مطلب کیا....."

اچانک ایک ہلکی سی سنسناہٹ ہوئی اور بیئر کے گلاس کی تہہ سے ایک چھوٹا سا چھتری نما غبار اوپر کو اٹھا۔ آناً فاناً جھاگ ابلا اور گلاس کے کناروں سے باہر کو گرنے لگا۔ توقیر کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

"میرے خیال میں" جنکن نے کہا۔ "بے جان چیزوں کو دوبارہ جان حاصل کرنے میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔" اس نے بیئر کا گلاس توقیر سے لیا اور منہ سے لگا کر ایک بڑا گھونٹ بھرا۔ گلاس منہ سے ہٹاتے ہوئے اس نے ایک چٹخارہ بھرا۔ "شاندار' بہترین۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنی مزیدار بیئر کبھی نہیں پی۔"

البرٹ نے گلاس میں مزید بیئر ڈالی۔ اس مرتبہ یہ شروع سے ہی ابلتی ہوئی کناروں پر چڑھ آئی تھی۔ احتشام نے گلاس اٹھا لیا۔

"تم واقعی اسے پینا چاہتے ہو؟" توقیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "پاکٹ لوگ تو فلائٹ سے چوبیس گھنٹے پہلے ایسی چیزوں کا استعمال بند کر دیتے ہیں۔"

"ٹھیک کہا تم نے۔" احتشام نے تائید کی۔ "لیکن ٹائم ٹریول کے دوران ایسے اصول معطل کر دیئے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو قواعد و ضوابط کی کتاب میں دیکھ لو۔" اس نے بیئر کا ایک گھونٹ لیا اور قہقہہ لگا کر جنکن سے بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ میں نے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنی زندگی میں ایسی مزیدار چیز کبھی نہیں پی۔ پیپسی کو ٹرائی کرو' البرٹ۔"

البرٹ نے پیپسی کا کین کھولا اور ایک سنسناہٹ کے ساتھ بخارات کا غبار باہر کو نکلا۔ اس نے ایک لمبا گھونٹ لیا۔ جب اس نے کین ہٹایا تو وہ مسکرا رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ خوشی کے آنسو!

"حضرات!" اس نے کسی ہوٹل کے ہیڈ ویٹر کی طرح اعلان کیا۔ "آج کی پیپسی بھی بہترین ہے۔"

اور وہ سب کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

☆==========☆==========☆

دینا اور لارل کے ریستوران میں داخل ہونے سے پہلے ڈان جیفی بھی ان سے آ ملا۔ "میں نے سوچا تم لوگوں کو تنہا نہیں جانے دینا چاہئے۔" اس نے نگاہیں اِدھر اُدھر دوڑائیں اور پھر رک گیا۔ "اوشٹ!" اس کے منہ سے نکلا۔ "کدھر گیا وہ؟"

"میں....." لارل نے کہنا چاہا لیکن دینا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"خاموش رہو۔"

اس کا سر آہستہ آہستہ گھوما۔ ایک لمحے تک ریستوران میں قطعی خاموشی چھائی رہی۔ کم از کم لارل کو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"ادھر!" آخرکار دینا نے کیش رجسٹر کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ ادھر چھپا ہوا ہے۔ کسی چیز کے پیچھے۔"

"تمہیں کیسے پتہ چلا؟" ڈان نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "مجھے کوئی آواز....."

"مجھے سنائی دے رہی ہے۔" دینا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کسی دھات پر اس کی انگلیوں کے ناخن کٹکٹا رہے ہیں اور مجھے اس کے دل کی دھڑکن بھی سنائی دے رہی ہے۔ اس کا دل بہت تیزی سے اور بہت زور سے دھڑک رہا ہے۔ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ مجھے اس کی حالت پر ترس آ رہا ہے۔" اس نے اچانک لارل کا ہاتھ چھوڑا اور کیش رجسٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

"دینا' رک جاؤ۔" لارل چیخی۔

دینا نے کوئی توجہ نہ دی۔ وہ کیش رجسٹر کی طرف چلتی گئی' اس کے بازو سامنے پھیلے ہوئے تھے تاکہ کسی ممکنہ رکاوٹ سے ٹکراؤ نہ ہو۔ ریستوران میں پھیلے سائے گہرے ہو رہے تھے اور یہ سائے جیسے آگے بڑھ کر اسے آغوش میں لینا چاہ رہے تھے۔

"مسٹر ٹومی' پلیز باہر نکل آؤ۔ ہم میں سے کوئی تمہیں تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔ خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

کیش رجسٹر کے پیچھے سے ایک آواز ابھرنے لگی۔ یہ ایک بلند' چھیدتی ہوئی چیخ تھی۔ یہ ایک لفظ تھا' یا شاید یہ چیخ ایک لفظ بننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس میں دیوانگی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

"تم م م م م م م م م.....!"

کریگ اپنی کمین گاہ سے باہر نکلا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت چمک رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے خنجر بلند کر رکھا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی کون تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی اتنا کچھ کیسے جانتی تھی۔ یہ لڑکی بھی انہی میں سے ایک تھی۔ یہ لڑکی بھی ایک فتنہ تھی' اور وہ دوسرے فتنوں کو ادھر بلا رہی تھی۔

"تم م م م م م م م م.....!"

وہ چیختا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ ڈان جیفی نے لارل کو اپنے راستے سے ہٹایا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی رفتار تیز تھی لیکن کریگ ٹومی پاگل ہو رہا تھا اور اس کی رفتار میں جنون تھا۔ انسان کتنا بھی تیز کیوں نہ ہو' جنون کی تیزی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ بجلی کی طرح دینا تک پہنچ گیا۔

دینا نے پرے ہٹنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور بازو پھیلا دیئے جیسے اسے آغوش میں لے کر تھپکنا چاہتی ہو۔

"م م م م م م م م.....!"

"ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں' مسٹر ٹومی۔" اس نے کہا۔ "سب ٹھیک ہو....."

اور اس وقت ٹومی نے خنجر دستے تک اس کے سینے میں اتار دیا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خنجر مار کردہ دیوانوں کی طرح چیختا ہوا بھاگا اور ٹرینل میں داخل ہو گیا۔

دینا ایک لمحے کے لئے اپنی جگہ ساکت و صامت کھڑی رہی۔ پھر اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ حرکت میں آئے اور سینے سے باہر نکلے خنجر کے چوبی دستے پر پڑے۔ اس کی انگلیاں دستے پر پھڑپھڑائیں جیسے اس میں کچھ ڈھونڈنا چاہ رہی ہوں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ زمین پر ڈھیر ہونے لگی۔ دم بہ دم گہری ہوتی تاریکی کے سائے تیزی سے آگے بڑھے اور اس کے وجود میں مدغم ہو گئے۔

☆=========☆=========☆

البرٹ' احتشام' توقیر اور جنکن اس وقت باری باری سینڈوچ میں سے حصہ وصول کر رہے تھے۔ کسی کے حصے میں دو نوالوں سے زیادہ نہیں آئے تھے لیکن ہر ایک کا خیال یہی تھا کہ اس سے مزیدار چیز انہوں نے زندگی میں کبھی چکھی نہیں۔

"ہمارے خیال میں ہمارا گنجا دوست اس چیز کو بہت زیادہ پسند کرے گا۔" توقیر نے کہا۔ اس نے البرٹ کی طرف دیکھا۔ "تم ایک جینئس ہو' حکم کے اکے۔"

البرٹ مسرت آمیز انداز میں جھینپ گیا۔ "یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔" اس نے کہا۔ "میں نے مسٹر جنکن کے توضیحاتی طریقے کا تھوڑا سا استعمال کیا تھا۔ اگر دو روئیں ایک دوسرے کے مخالف سمت میں چل رہی ہوں اور کسی مقام پر ان کا ٹکراؤ ہو جائے تو گرداب پیدا ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ بیتھانی کی دیاسلائیوں کا کیا حال ہو رہا ہے' پھر میں نے سوچا کہ یہاں کیا ہو رہا ہو گا۔ مسٹر جینفی کی سرخ شرٹ کا پھیکا پڑتا ہوا رنگ دیکھ کر میں نے سوچا کہ جب سب چیزیں پھیکی پڑ رہی ہیں تو پھر جہاز پھیکا کیوں نہیں پڑ رہا۔ یہ اتنا نمایاں کیوں نظر آ رہا ہے۔ اس کی سالمیت ابھی تک برقرار کیسے ہے؟ بس بات بن گئی۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میرے خیال میں اب ہمیں واپس چلنا چاہئے۔" جنکن نے کہا۔ "ہم جتنی جلدی کام کا آغاز کر دیں' بہتر ہو گا۔ یہ آواز جو ہمیں سنائی دے رہی ہے' میرے اعصاب پر بری طرح اثرانداز ہو رہی ہے۔ جو بات زیادہ تشویش انگیز ہے وہ یہ ہے کہ ممکن ہے جہاز کی یہ قوت زیادہ دیر باقی نہ رہے۔ اگر چند گھنٹے بعد جہاز نے بھی اپنی سالمیت کھونا شروع کر دی تو پھر کیا ہو گا۔ اس وقت ہم اس میں ایندھن ڈالیں گے تو وہ جلے گا لیکن کون جانے' چند گھنٹے بعد کیا صورتِ حال سامنے آئے۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ جہاز بیچ راستے میں اپنی سالمیت کھونا شروع کر دے۔" احتشام کے ذہن میں ایک تکلیف دہ خیال ابھرا۔ "اگر راستے میں جہاز کے ایندھن نے جلنا بند کر دیا تو ہم کیا کریں گے؟" اس نے اس خیال کو زبان دینے کے لئے منہ کھولا پھر سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جما لیا۔ یہ لوگ پہلے ہی بہت ڈرے ہوئے ہیں' انہیں مزید ڈرانے کا کیا فائدہ؟

"اب ہم کہاں سے آغاز کریں گے' احتشام؟" توقیر نے پوچھا۔

"سب سے پہلے ہم جہاز کے انجن سٹارٹ کریں گے اور اسے ٹیکسی کراتے ہوئے 727 کے پاس لے جائیں گے۔" احتشام نے کہا۔ "وہاں پہنچ کر میں دائیں طرف کے انجن بند کر دوں گا اور بائیں طرف کے انجن چلتے چھوڑ دوں گا۔ ہم خوش قسمت ہیں۔ ہمارے جہاز کا نظام....."

ایک تیز' کانوں کو چھیدتی ہوئی چیخ ابھری اور احتشام کی بات کاٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر کوئی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ سب چونک گئے تھے۔ ایک لمحے کے بعد بیتھانی کا زرد چہرہ جہاز کے دروازے میں نمودار ہوا۔

"جلدی کرو!" وہ چیخی۔ اس کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں اور اس کے ہونٹوں سے ٹوٹے پھوٹے بے ربط الفاظ نکل رہے تھے۔ ایک لمحے کے لئے کوئی سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔ اس کے قدم لڑکھڑائے' ایسا لگا جیسے وہ الٹ کر گرے گی اور لڑھکتی ہوئی نیچے جائے گی۔ پھر توقیر تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے بیتھانی کو گرنے سے پہلے تھام لیا۔ بیتھانی کی آنکھوں میں وحشت نظر آ رہی تھی۔ "پلیز جلدی کرو۔ اس

نے اسے مار دیا۔ خنجر مار دیا۔ وہ مر رہی ہے۔"

توقیر نے اس کے کندھے پکڑ زور سے جھنجھوڑا۔ "ہوش میں آؤ بیتھانی' کیا بات کر رہی ہو؟ کس نے کس کو مار دیا؟ کون مر رہا ہے؟"

"وہ بچی' وہ اندھی بچی۔"

"بلڈی شٹ!" توقیر کے منہ سے نکلا۔ البرٹ اور احتشام اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ توقیر دھاڑا۔ "یہیں رہو۔"

وہ دونوں رک گئے۔ توقیر پھر بیتھانی کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دینا کو خنجر مارنے والا کون ہو سکتا ہے۔ "کیسے ہوا یہ سب اور وہ جنونی اس وقت کہاں ہے؟"

"پپ..... پتہ نہیں۔"

"ٹھیک ہے' کوئی بات نہیں۔" توقیر نے کہا۔ اس نے احتشام کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں طیش کی آگ دہک رہی تھی۔ "ان گدھوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا ہو گا۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ ان گدھوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا ہو گا اور وہ کسی نہ کسی طریقے سے خود کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ بہرحال اب ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ یہ کریگ ٹوی کی زندگی کی آخری غلطی تھی۔"

اس نے دوبارہ بیتھانی کی طرف دیکھا۔ اس کا سر گرا ہوا تھا اور وہ سسکیاں لے رہی تھی۔ توقیر نے کہا۔ "کیا دینا زندہ ہے' بیتھانی؟"

"مم..... مم..... میں....."

توقیر نے ایک دفعہ پھر اسے جھنجھوڑا۔ بیتھانی ہوش میں آ گئی۔ اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "مم..... میں نہیں جانتی۔ جب میں اس طرف دوڑی تب تک وہ زندہ تھی۔ ہو سکتا ہے اب نہ ہو۔ اس خبیث نے بہت گہرا زخم لگایا ہے۔ خدایا' ہماری مصیبت پہلے کیا کم تھی کہ ایک جنونی قاتل بھی درمیان میں آ کودا۔"

"اور اب کسی کو علم نہیں ہو گا کہ دینا کو خنجر مار کر وہ حرامی کہاں گیا؟"

بیتھانی نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یہی اس کا جواب تھا اور اس کے بعد مزید کسی جواب کی ضرورت باقی نہیں تھی۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

"اس کا کیا قصور ہے!" البرٹ نے ہولے سے کہا اور بیتھانی کو اپنے قریب کر لیا۔

"اس پر گرم ہونے سے کیا فائدہ؟"

"مجھے بیتھانی پر نہیں اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے' حکم کے اکے!" توقیر نے نرم لہجے میں کہا۔ "مجھے وہیں رہنا چاہئے تھا۔"

وہ احتشام کی طرف مڑا۔ "میں ٹرمینل میں واپس جا رہا ہوں۔ تم یہیں رہو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔ انجن سٹارٹ کر دو لیکن ابھی جہاز کو حرکت میں نہ لانا۔ اگر دینا زندہ ہوئی تو اسے اوپر لانے کے لئے ہمیں سیڑھیوں کی ضرورت پڑے گی۔ رابرٹ' تم سیڑھیوں کے نزدیک رہو گے اور خیال رکھو گے کہ وہ خبیث یہاں نہ پہنچنے پائے۔ البرٹ' تم میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں تیزی سے باہر نکل گئے۔

☆=========☆=========☆

دینا ابھی زندہ تھی۔

دینا ابھی زندہ تھی اور ہوش میں تھی۔ لارل نے اس کے چہرے کا پسینہ پونچھنے کے لئے اس کا چشمہ اتار دیا تھا۔ دینا کی گہری بھوری کشادہ آنکھیں بے نوری کے عالم میں اس کے چہرے کو گھور رہی تھیں۔ پاس ہی ڈان اور روڈی پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر تشویش تھی اور شرمندگی۔

"مجھے بہت افسوس ہے۔" روڈی نے پانچویں بار کہا۔ "میں یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا ہے یا سو گیا ہے۔"

لارل نے اسے نظرانداز کر دیا۔ "تم کیسی ہو دینا؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔ وہ پوری کوشش کر کے خود کو اس دستے کی طرف دیکھنے سے باز رکھے ہوئے تھی جو کسی ستون کی طرح دینا کے ننھے سے سینے پر جما نظر آ رہا تھا۔ ابھی تک خون بہت کم نکلا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک خنجر باہر نہیں نکالا گیا تھا۔

"مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔" دینا نے مدہم سی آواز میں کہا۔ "سانس لینے میں

مشکل ہو رہی ہے اور مجھے گرمی لگ رہی ہے۔"

"تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔" لارل نے کہا لیکن اپنی بات پر اسے خود بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"یہاں سے نکلنا....." دینا نے کہا۔ اس کے ہونٹ کھنچے اور خون کی ایک پتلی سی دھار اس کے منہ سے بہہ نکلی۔

"باتیں کرنے کی کوشش نہ کرو' جان۔" لارل نے کہا اور اس کی پیشانی پر جھولتی ہوئی گھنگھریالے بالوں کی نم آلودہ لٹ پیچھے ہٹا دی۔

"آپ لوگوں کو یہاں سے نکلنا ہو گا۔" دینا نے پھر کہا۔ اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔ "اور مسٹر ٹوی کو قصور وار ٹھہرانے کی کوشش مت کرنا۔ وہ ڈرا ہوا ہے' صرف ڈرا ہوا ہے۔ سب کی طرح۔"

ڈان نے قہر آلود نگاہوں سے اردگرد دیکھا۔ "اگر وہ حرامزادہ مجھے مل گیا تو میں اسے ڈراؤں گا۔" اس کے ہاتھ گھونسوں کی شکل میں بھنچے ہوئے تھے۔ "وہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوتا۔"

اسی وقت توقیر ریستوران میں داخل ہو گیا۔ البرٹ اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ روڈی اور ڈان کی طرف توجہ دیئے بغیر وہ آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل دینا کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی سلگتی ہوئی آنکھیں ایک لمحے کو خنجر کے دستے پر گئیں پھر دینا کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔

"ہیلو' جاناں!" اس نے خوش مزاجی سے کہا۔ اس کی آنکھوں میں دہکتی آگ کا اس کے لہجے میں شائبہ تک نہ تھا۔ "لگتا ہے تمہیں ہلکی پھلکی چوٹ لگ گئی لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

دینا مسکرائی۔ اس نے پھر بولنے کی کوشش کی اور اس کے منہ سے مزید خون بہہ نکلا۔

"آں' آں۔ اس کی ضرورت نہیں۔" توقیر نے کہا۔ "ابھی میں تمہارا سر ایک پہلو پر کر دوں گا۔ ہلنا جلنا مت۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اوکے۔" دینا کی کمزور سی آواز ابھری۔

توقیر نے بڑی نرمی اور احتیاط سے دینا کا سر ایک رخ پر کر دیا۔ "درد ہو رہی ہے؟"

"ہاں۔" دینا نے سرگوشی کی۔ "درد اور گرمی۔ سانس لینے میں..... تکلیف۔" اس کی آواز چٹخنے لگی۔

باہر طیارے کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز گونجی۔ ڈان' روڈی اور البرٹ نے آواز کی سمت دیکھا لیکن توقیر کی نگاہ دینا پر جمی رہی۔ اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "کھانسی تو نہیں آ رہی' دینا؟"

"ہاں..... نہیں..... پتہ نہیں....."

"نہ آئے تو بہتر ہے۔" توقیر نے کہا۔ "اگر کھانسی ہونے لگے تو کوشش کرنا قابو پایا جا سکے' اور اب باتیں کرنا بند کرو' ٹھیک ہے؟"

"مسٹر ٹومی..... کو..... کچھ مت..... کہنا۔" دینا کی آواز ڈوب رہی تھی لیکن اس کے لہجے میں تشویش اور اضطراب محسوس ہو رہے تھے۔

"بالکل کچھ نہیں کہوں گا۔ بے فکر رہو۔"

"تم..... پر..... اعتبار..... نہیں....."

توقیر نے جھک کر اس کے گال پر بوسہ دیا اور اس کے کان میں کہا۔ "تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔ چاہے بعد میں کر لینا لیکن ابھی تمہارے کرنے کا کام صرف اتنا ہے کہ آرام سے لیٹی رہو اور مجھے معاملات نپٹانے دو۔" اس نے لارل کی طرف دیکھا۔ "تم نے خنجر کو نکالنے کی کوشش تو نہیں کی؟"

"نہیں۔" لارل نے گھونٹ سا نگل کر کہا۔ اس کے حلق میں کوئی گولہ سا پھنس رہا تھا۔ "کیا کرنی چاہئے تھی؟"

"نہیں۔ کیا تمہیں نرسنگ کا کچھ تجربہ ہے؟"

"نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے لیکن اس سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ

کیا خون دیکھ کر تمہیں چکر تو نہیں آتے۔ بہت زیادہ خون دیکھ کر تم بے ہوش تو نہیں ہو جاتیں۔ سچ بولنا۔"

لارل نے کہا۔ "میں نے بہت زیادہ خون تو کبھی نہیں دیکھا لیکن ایک دفعہ میری بہن سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔ اس وقت خون دیکھ کر میں بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔"

"گڈ۔ پھر تم اب بھی بے ہوش نہیں ہو گی۔ مسٹر واروک' کم از کم نصف درجن میز پوش لاؤ۔" اس نے دینا کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ "بس تھوڑی دیر انتظار کرو' دینا' پھر تم پہلے سے بہت بہتر محسوس کرو گی۔"

"وہ قریب آ گئے ہیں۔" دینا نے کہا۔ "تمہیں....." کھانسی کی آواز ابھری اور ایک بڑا سا خونی بلبلہ اس کے ہونٹوں کے درمیان نمودار ہو کر پھٹا۔ خون کے ننھے ننھے قطرے دینا کے گالوں پر بکھر گئے۔ "..... جلدی کرنا ہو گی۔"

توقیر کی مسکراہٹ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ "میں جانتا ہوں۔" اس نے کہا۔

☆=========☆=========☆

کریگ کسی کی نظروں میں نہیں آیا تھا۔ آ بھی کیسے سکتا تھا۔ اس وقت سب کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی۔ دینا کو خنجر مارنے کے بعد وہ وسیع و عریض ٹرمینل کی بھول بھلیوں میں گم ہو گیا تھا۔

وہ اس وقت نچلی منزل پر تھا اور خودکار خارجی دروازوں کی طرف بھاگ رہا تھا۔ عام حالات میں یہ دروازے خود بخود کھل جاتے تھے۔ کریگ کو کبھی ہاتھ بڑھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی یہ دروازے اپنے آپ دائیں بائیں سرک جاتے تھے۔

اس مرتبہ دروازے نہیں سرکے۔ کریگ اندھا دھند بھاگتا ہوا دروازے سے ٹکرایا اور اچھل کر گرا۔ اپنے ہیجان میں وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ برقی رو کی عدم موجودگی میں ان دروازوں کی خودکاری ختم ہو جاتی ہے۔ ہانپتا ہوا وہ اٹھا۔ اس وقت اس کے ذہن میں اور کوئی خیال نہیں تھا۔ اگر تھا تو صرف اتنا کہ اسے ان ڈراؤنے اور بدصورت لوگوں

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے دور نکلنا ہے' اس خوفناک آواز سے دور نکلنا ہے' فتنوں کی آمد سے پہلے اس جگہ سے دور نکلنا ہے۔

اس کی نظر اپنے ہاتھ پر پڑی۔ دم بہ دم مدہم پڑتی روشنی میں بھی ہاتھ کی سفیدی میں گہرے چھینٹے نمایاں ہو رہے تھے۔ خون کے چھینٹے۔ دینا کے خون کے چھینٹے۔ ایک ننھی بچی کے خون کے چھینٹے!

"لیکن وہ ننھی بچی نہیں تھی۔ وہ بھی فتنوں میں سے ایک تھی۔ دیکھنے میں وہ ایک چھوٹی سی معصوم بچی ہی لگتی تھی لیکن ایک چھوٹی سی بچی ایسی باتوں سے کیسے واقف ہو سکتی ہے جو اسے معلوم تھیں۔ وہ بھی ایک فتنہ تھی۔ اس کے مرنے کے بعد دوسرے فتنے مجھ سے دور رہیں گے۔

"لیکن کیا واقعی دور رہیں گے؟"

وہ چباتی ہوئی' کھڑکھڑاتی اور غراتی ہوئی آواز ابھی تک بند نہیں ہوئی تھی۔ فتنے اس طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ جلد ہی وہ یہاں پہنچنے والے تھے۔ اب کریگ کو چھپنے کے لئے کوئی جگہ تلاش کرنی تھی۔ کوئی ایسی جگہ جہاں فتنے نہ پہنچ سکیں اور جہاں وہ اس آواز سے بھی محفوظ رہے۔

لیکن کہاں؟

اس کی نگاہیں گھومیں۔ اس نے ایک قدرے چھوٹا دروازہ دیکھا اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ دروازہ بھی باہر کو کھلتا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک ہی بات گردش کر رہی تھی۔ اسے ان ڈراؤنے لوگوں اور اس خوفناک آواز سے پرے جانا تھا۔ ان سے بچ کر رہنا تھا۔ شاید وہ لوگ بھی فتنے ہی تھے۔ شاید نہیں یقیناً وہ سب بھی فتنے ہی تھے۔ وہ سب اسے پکڑنے' اسے ختم کرنے آئے تھے۔ اب اسے ان سے نمٹنا تھا۔

ان پر قابو پانے کے لئے ضرورت تھی کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے کسی جگہ بیٹھ کر اپنے بکھرے ہوئے حواس اور خیالات کو یکجا کرے۔ تھوڑی دیر سکون سے کہیں بیٹھ جائے۔ جب ذہن ٹھکانے پر آ جائے تو پھر کوئی لائحہ عمل بنا کر اس کے مطابق کارروائی کرے۔

کریگ اس بات سے ناواقف تھا کہ اس کا ذہن اب کبھی ٹھکانے پر نہیں آئے گا۔ وہ دباؤ جو ہمیشہ اس کے وجود پر مسلط رہا تھا' آخرکار حد سے گزر گیا تھا۔ اس کی قوت کی حد ختم ہو چکی تھی' برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی۔

اب وہ پاگل تھا۔ ایک خطرناک پاگل۔

چلتے چلتے اسے ایک کمرے کا دروازہ نظر آیا۔ دروازے پر لگی تختی پر "ائرپورٹ سروسز" کے الفاظ نظر آ رہے تھے۔ کریگ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ داخل ہونے سے پہلے وہ گھبرائے گھبرائے انداز میں ایک نظر پیچھے ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

کمرے میں گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اس تاریکی نے اسے آغوش میں لے لیا۔ اب وہ بھی اندھا تھا۔ اس بچی کی طرح جو اس کے خنجر کا نشانہ بنی تھی۔

لیکن کریگ کو یہ اندھا پن' یہ تاریکی بری نہیں لگی بلکہ پسند آئی تھی۔ اس جگہ کوئی اسے دیکھ نہیں پائے گا۔ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ یہاں وہ آواز بھی گھٹ گئی تھی۔

وہ اندھیرے میں راستہ ٹٹولتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کی ٹانگیں ایک میز سے ٹکرائیں۔ اس نے ہاتھ میز پر رکھے اور راستہ ٹٹولتا ہوا کرسی تک آ گیا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز پر ہاتھ دوڑائے۔ اس کا دایاں ہاتھ کاغذوں کے ایک بنڈل سے ٹکرایا۔ کریگ نے جلدی سے بنڈل تھام کر اپنے سامنے گھسیٹ لیا۔ پھر اس نے میز کی درازوں کی تلاشی لی۔ پہلی ہی دراز میں اسے لفافے کھولنے والا ایک چاقو مل گیا تھا۔

وہ اطمینان سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسے ہتھیار بھی مل گیا تھا اور ایک کاغذ بھی۔ اس نے بنڈل سے ایک کاغذ علیحدہ کیا۔ اندھیرے میں کاغذ کی سفیدی گم ہو کر رہ گئی تھی لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کے ہاتھوں کو اپنا کام انجام دینے کے لئے کاغذ دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

چررررررر!

اس کا ذہن گہرے سکون سے بھرنے لگا۔ جہاز کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز اس کے کانوں میں بھی پڑی تھی لیکن اس نے مطلق پروا نہ کی۔ وہ جانتا تھا کہ دوبارہ ایندھن

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھرے بغیر جہاز اڑ نہیں سکتا اور ایندھن بھرنے میں ابھی وقت لگے گا۔

ابھی اس کے پاس کافی وقت تھا۔ وہ اطمینان سے اپنا منصوبہ ترتیب دے سکتا تھا۔ کسی جلدی کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ یہیں بیٹھے گا' مناسب وقت کا انتظار کرے گا' اور جب وقت آئے گا تو پھر سب کو دکھا دے گا کہ وہ کون ہے اور کیا کر سکتا ہے' یہ چھوٹے چھوٹے فتنے اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ وہ ان سب سے برتر ہے۔

چررررررررررر!

☆=========☆=========☆

"میری بات غور سے سنو البرٹ۔" توقیر نے کہا۔ "ہمیں دینا کو جہاز پر منتقل کرنا ہے لیکن اس کے لئے ہمیں کسی سٹریچر ٹائپ چیز کی ضرورت ہوگی جو جہاز پر نہیں ہے لیکن اس عمارت کے کسی کمرے میں مل جائے گی۔ کیا تم جانتے ہو کہاں؟"

البرٹ نے کہا۔ "کیپٹن احتشام کو معلوم ہوگا؟"

"لیکن کیپٹن احتشام یہاں نہیں ہے۔" توقیر نے کہا۔ "ہمیں خود ہی کچھ بندوبست کرنا ہوگا۔"

البرٹ نے تھوڑی دیر سوچا پھر ایک تختی اس کے ذہن میں آ گئی جو اس نے ٹرمینل کے ایک کمرے کی پیشانی پر آویزاں دیکھی تھی۔

"ائرپورٹ سروسز!" اس نے کہا۔ "یہاں سے مل سکے گی؟"

"بالکل مل جائے گی۔" توقیر نے کہا۔ "تم نے یہ کمرہ کہاں دیکھا؟"

"نچلی منزل پر۔" البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔ "تم اور مسٹر جیفی جا کر اس کمرے سے سٹریچر یا اس سے ملتی جلتی جو چیز ملے اٹھا کر لاؤ گے۔ مسٹر جیفی' آپ کچن کاؤنٹر کے پاس دیکھئے' مجھے

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امید ہے کہ وہاں سے آپ کو تیزدھار چاقو مل جائیں گے۔ ٹومی کو بھی وہیں سے خنجر ملا ہوگا۔ ایک اپنے لئے اور ایک البرٹ کے لئے لے آئیں۔ وہ شخص اسی عمارت میں کہیں ہے اور غیر مسلح پھرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

ڈان کچھ کہے بغیر کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔ روڈی واروک میز پوشوں کا ایک بنڈل اٹھائے واپس آ گیا تھا۔ توقیر نے البرٹ سے کہا۔ "ممکن ہے تمہارا آمنا سامنا ٹومی سے نہ ہو۔ میرا اندازہ ہے کہ اس وقت وہ خالی ہاتھ ہے اور بری طرح ہراساں ہے۔ ممکن ہے اس وقت وہ ٹرمینل کی عمارت سے بھی نکل گیا ہو۔ اگر تمہاری اس پر نظر پڑے تو اس وقت تک اسے چھیڑنے کی کوشش نہ کرنا جب تک وہ تمہارے راستے میں حائل نہ ہو جائے۔" اتنی دیر میں ڈان واروک دو لمبے لمبے چاقو اٹھائے واپس آ گیا تھا۔ "تم دونوں کی پہلی ترجیح یہی ہونی چاہئے کہ مطلوبہ چیز لے کر جلد از جلد یہاں واپس پہنچا جائے۔ تمہارا کام کریگ ٹومی کو پکڑنا نہیں ہے۔ تمہارا کام ایک سٹریچر لانا ہے۔ اب حرکت میں آجاؤ۔"

ڈان نے ایک چاقو البرٹ کی طرف بڑھایا لیکن البرٹ نے نفی میں سر ہلا کر روڈی واروک کی طرف دیکھا۔ "کیا میں ایک میز پوش لے سکتا ہوں؟"

ڈان نے یوں اس کی طرف دیکھا جیسے البرٹ پاگل ہو گیا ہو۔ "میز پوش کیا کرو گے؟"

"میں آپ کو دکھاتا ہوں۔"

اس وقت البرٹ گھٹنوں کے بل دینا کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اب وہ اٹھ کر کچن کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹوسٹر اٹھائے ہوئے واپس آیا۔ ٹوسٹر میز پوش کے ایک کونے پر رکھ کر اس نے کونہ لپیٹا اور ٹوسٹر کو اچھی طرح اس میں باندھ دیا۔ میز پوش میں بندھا ہوا ٹوسٹر اب ایک گوپھن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

"جب میں چھوٹا تھا تو اپنے بھائی کے ساتھ انڈیانا جونز کھیلا کرتا تھا۔" البرٹ نے کہا۔ "ایک دفعہ میں نے ایسی ہی ایک چیز بنا کر اسے ہنٹر کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی۔ میرے بھائی کا بازو ٹوٹتے ٹوٹتے بچا تھا اور ایک ہفتے تک وہ پٹیاں کرواتا رہا تھا۔ مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ چیز کتنی قوت سے مار کرتی ہے۔ میرے ڈیڈ نے اس

حرکت پر مجھے اچھی خاصی پھینٹی لگائی تھی۔ آپ کو شاید دیکھنے میں یہ چیز احمقانہ سی لگتی ہو لیکن یہ کام عمدہ طریقے سے کرتی ہے۔"

توقیر نے البرٹ کے گوپھن پر ایک غیر یقینی سی نظر ڈالی لیکن خاموش رہا۔ اگر لڑکا ایسے خود کو زیادہ محفوظ تصور کرتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اس نے سوچا پھر البرٹ سے کہا۔ "تو پھر طے ہو گیا۔ اب تم دونوں جاؤ اور سٹریچر ڈھونڈ کر لاؤ۔ اگر ائرپورٹ سروسز کے آفس میں نہ ملے تو کہیں اور دیکھ لینا۔ کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گا۔ اگر پندرہ منٹ میں ایسی کوئی چیز نہ مل سکے تو واپس آ جانا۔ پھر ہم دینا کو اٹھا کر طیارے میں لے جائیں گے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔" لارل نے مضطرب ہو کر کہا۔ "اگر اندرونی طور پر کہیں خون بہہ رہا ہوا تو....."

توقیر نے اس کی طرف دیکھا۔ "اندرونی طور پر خون بہہ رہا ہے۔" اس نے کہا۔ "اور ہمارے پاس پندرہ منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں ہے۔"

لارل نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن دینا کی بوجھل سرگوشی نے اسے روک دیا۔ "وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

ڈان نے خنجر اپنی بیلٹ میں اڑس لیا۔ "آؤ' بیٹا۔" اس نے کہا۔ وہ دونوں پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگے۔ البرٹ نے میز پوش کا کھلا حصہ اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹ لیا تھا۔

توقیر دوبارہ دینا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "کیسا محسوس کر رہی ہو دینا؟"

"بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" دینا کی مدھم سی آواز آئی۔

"یقیناً ہو رہی ہوگی۔" توقیر نے کہا۔ "تمہیں اس تکلیف کو برداشت کرنا ہے کیونکہ ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں مزید تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ بس تھوڑی دیر کے لئے۔ ہمیں اس خنجر کو تمہارے سی..... تمہارے جسم سے نکالنا ہے۔ یہ بہت اہم ہے' تم جانتی ہو نا؟"

"ہاں۔" دینا کی بے نور گہری بھوری آنکھیں اس کی طرف گھوم گئیں۔ "ڈر لگ رہا ہے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مجھے بھی لگ رہا ہے لیکن یہ کام تو کرنا ہی ہے۔ تم تیار ہو؟"

"ہاں۔"

"بہت خوب۔" توقیر نے اس کے گال پر بوسہ دیا۔ "بے فکر رہو۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ بس پوری کوشش کرنا کہ تمہارا جسم ہلے جلے نہیں اور تم کھانسو نہیں۔ سمجھ گئیں؟"

"میں کو..... شش کروں..... گی۔"

توقیر لارل اور روڈی کو متعلقہ ہدایات دینے لگا۔ ان کو اچھی طرح سب کچھ سمجھا کر وہ دوبارہ دینا کی طرف متوجہ ہوا۔ لارل نے کہا۔ "تم اچھی طرح دیکھ تو سکتے ہو نا؟"

"لگتا تو ایسے ہی ہے۔" توقیر نے کہا۔ "میرا پہلا قدم یہ ہوگا کہ میں اس خنجر کو باہر نکالوں گا۔ اگر خنجر کسی پسلی کے ساتھ اٹکا نہ ہوا' اور اس کی پوزیشن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پسلیاں محفوظ ہیں' تو یہ بڑے ہموار انداز میں باہر نکل آئے گا۔ جیسے ہی خنجر نکل آئے گا تمہارا کام یہ ہوگا کہ میز پوش کا بنایا ہوا پیڈ اس کے زخم پر رکھ کر دبا دو۔ اچھی طرح دبانا۔ کہیں خون کو پھوٹ نکلنے کا موقع نہ مل جائے۔ یہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ کہیں دینا کو تکلیف نہ ہو یا اسے سانس لینے میں دشواری نہ ہو۔ دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ہم مسٹر واروک کی بیلٹ سے یہ پیڈ اسی جگہ پر باندھ دیں گے۔"

کام مکمل کرنے میں انہیں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے لیکن اس دوران لارل پر نہ جانے کتنی قیامتیں گزر گئی تھیں۔ کئی دفعہ اسے محسوس ہوا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ زندگی میں کبھی اسے ایسے حالات سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ اس کا دل غم کی شدت سے پھٹا جا رہا تھا۔ مختصر سے وقت میں اس بچی نے اس کے دل میں گھر کر لیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بے ہوش ہو گئی تو توقیر نے اس سے جو توقعات وابستہ کی ہیں وہ دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ آخرکار اس نے خود پر قابو پانے کے لئے اپنی زبان کو اتنے زور سے دانتوں میں دبایا کہ خون کا نمکین ذائقہ اس کے منہ میں گھلنے لگا۔ تکلیف تو ہوئی لیکن اس کا اچھلتا ہوا دل قابو میں آ گیا تھا۔

توقیر نے خنجر نکال لیا تھا اور لارل پیڈ کو زخم پر دبائے ہوئے تھی۔ توقیر روڈی کی

طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ نچلی منزل سے اچانک ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ ان تینوں نے چونک کر دیکھا۔

"لڑکا!" روڈی چلایا۔ "لڑکا اور جینفی! وہ.....!"

"لگتا ہے ان کا ٹکراؤ مسٹر ٹومی سے ہو گیا۔" توقیر نے کہا۔ اس کے چہرے پر سکون کا نقاب تھا لیکن اس کی گردن کی کھنچی ہوئی رگیں اس کی اندرونی کیفیت کی غماز تھیں۔

"ہمیں....."

نیچے سے ایک اذیت بھری دھاڑ سنائی دی۔ اس کے بعد کسی کے گرنے کی آواز ابھری اور پھر یوں آواز آئی جیسے کوئی دھپا دھپ کسی چیز کو کوٹ رہا ہو۔

"مجھے یہ لڑکے کی آواز لگی تھی۔" روڈی نے کہا۔

"ابھی تھوڑا سا کام مزید باقی ہے' مسٹر روڈی۔" توقیر نے کہا۔ "ابھی ہمیں دیکھنا ہے کہ کہیں خنجر دینا کی پشت سے تو نہیں نکلا تھا۔ ممکن ہے ایسا ہوا ہو اور ایسی صورت میں اس کی پشت پر بھی ایک زخم ہوگا۔ ابھی ہمیں اس زخم کو دیکھنا ہے۔ اس سے پہلے ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم اپنا کام بیچ میں نہیں چھوڑ سکتے۔"

☆==========☆==========☆

ڈان' البرٹ کے آگے آگے چل رہا تھا۔ نچلی منزل پر پہنچ کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لائٹر نکال لیا۔ "تمہارے خیال میں یہ کام کرے گا؟" اس نے البرٹ سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" البرٹ نے کہا۔ "ممکن ہے تھوڑی دیر کے لئے کام دے جائے۔ بہتر ہوگا کہ جب تک ضرورت نہ پڑے اسے روشن نہ کیا جائے۔ میری دعا ہے کہ یہ جل جائے۔ اس کے بغیر تو ہم بالکل اندھے ہو جائیں گے۔"

"ائرپورٹ سروسز کا آفس کدھر ہے؟"

البرٹ نے اس دروازے کی طرف اشارہ کیا جس سے محض پانچ منٹ پہلے کریگ ٹومی اندر داخل ہوا تھا۔ "وہ رہا۔"

"اس پر تالا تو نہیں پڑا ہوگا؟"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یہ تو دیکھنے سے ہی پتہ چلے گا۔" البرٹ نے کہا۔

وہ دونوں اس طرف چلنے لگے۔ ڈان آگے آگے تھا۔ لائٹر اس کے ہاتھ میں تھا۔

☆==========☆==========☆

کریگ نے ان کے قدموں کی آواز سن لی تھی۔ فتنے اس کی طرف بڑھ رہے تھے' لیکن اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ ایک فتنے کو ختم کر چکا تھا' دوسروں کو بھی کر سکتا تھا۔ اس نے چاقو کا دستہ اپنی گرفت میں لیا اور کھڑا ہو کر راستہ ٹٹولتا ہوا میز کے عقب سے نکلنے لگا۔

"اس پر تالا تو نہیں پڑا ہو گا؟"

"یہ تو دیکھنے سے ہی پتہ چلے گا۔"

ان کی آوازیں آ رہی تھیں۔ "آؤ۔" کریگ بزبانِ خاموشی چیخا۔ "میں تمہارے استقبال کو پوری طرح تیار ہوں۔" وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چاقو بلند کر لیا تھا۔

"دروازے کا ہینڈل گھوم نہیں رہا۔" ایک آواز آئی۔ کریگ کا تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑنے لگا لیکن اگلے ہی لمحے دوبارہ تن گیا۔

"اسے دھکیل کر دیکھو۔" یہ وہی لڑکا تھا۔ ضرورت سے زیادہ ذہین' ضرورت سے زیادہ چالاک۔

دروازہ کھلنے لگا۔

☆==========☆==========☆

ڈان پہلے اندر داخل ہوا۔ اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس نے لائٹر بلند کرتے ہوئے جلایا۔ لائٹر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے روشن ہو گیا البتہ اس کا شعلہ کافی مدہم تھا۔ انہوں نے کمرے کے اندر نگاہ ڈالی۔ ایک کونے میں کچھ الٹا سیدھا سامان پڑا تھا اور دوسرے میں ایک فوٹو سٹیٹ مشین نظر آ رہی تھی۔ سامنے کی دیوار میں شیلف چنے ہوئے تھے اور ان شیلفوں میں کاغذ ہی کاغذ ٹھنسے نظر آ رہے تھے۔

ڈان ایک قدم اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے لائٹر سر سے بلند کر لیا تھا۔ "حکم کے

اکے' یہ دیکھو۔" اس نے کہا۔

ایک بنچ کے نیچے ایک سٹریچر پڑا نظر آ رہا تھا۔ پہیوں والا سٹریچر۔

البرٹ اس کی یا سٹریچر کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں کمرے کے وسط میں پڑی میز پر مرکوز تھیں۔

میز پر کاغذ کی لمبی لمبی پٹیوں کا چھوٹا سا ڈھیر نظر آ رہا تھا۔

"بچ کے۔" وہ چیخا۔ "وہ شخص اسی کمرے میں....."

کریگ ٹومی دروازے کے پیچھے سے نکلا اور اس نے وار کر دیا۔

☆==========☆==========☆

"بیلٹ!" توقیر نے کہا۔

روڈی نے بیلٹ کھول کر اس کی طرف بڑھا دی۔ توقیر نے ایک ہاتھ سے دینا کو تھوڑا سا اوپر کیا اور ایک اور پیڈ اس کی کمر کے نیچے رکھ دیا۔ روڈی کے کان اب بھی باہر کی طرف لگے ہوئے تھے۔ چیخوں کی آواز بند ہو گئی تھی اور اب صرف جہاز کے انجنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

روڈی نے بیلٹ دینا کے جسم کے گرد لپیٹ کر کسی۔ دینا کا جسم اس کی کمر کے مقابلے میں بہت چھوٹا تھا اس لئے بیلٹ کا بکل استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ بیلٹ کا آخری سرا مضبوطی سے بیلٹ کے گھیرے میں ہی پھنسا دیا گیا۔

توقیر اٹھ کھڑا ہوا۔ "پیڈ دبائے رکھنا۔" اس نے کہا۔

"تم نیچے جا رہے ہو۔"

"ہاں۔"

"محتاط رہنا۔"

"محتاط رہنا میرا پیشہ ہے۔" توقیر نے کہا اور نیچے جانے کے لئے مڑا۔ اسی وقت ایک چھوٹے سے ہاتھ نے اس کی پتلون کا پائنچہ تھام لیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ دینا کی اندھی آنکھیں دوبارہ کھل گئی تھیں۔

"مارنا مت....." دینا نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"دینا....."

"مارنا..... مت اسے۔" دینا کی آواز ڈوب رہی تھی۔

توقیر نے پُرخیال انداز میں اسے دیکھا۔ "اس حرامی نے ہی تمہیں یہ زخم لگایا ہے' دینا' یہ تو جانتی ہو نا تم؟"

دینا کا جسم اینٹھ رہا تھا۔ "میں..... صرف اتنا..... جانتی ہوں کہ..... ہمیں..... اس کی ضرورت ہے۔" اس نے سرگوشی میں کہا اور اس کی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئیں۔

☆=========☆=========☆

کریگ کا چاقو ڈان جیفی کی گردن میں اتر گیا۔ ڈان کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور لائٹر گر گیا۔ البرٹ ہولا کر پیچھے ہٹا۔ ڈان جیفی لڑکھڑاتا ہوا میز کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس کا ایک ہاتھ اپنی گردن میں دھنسا ہوا چاقو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کریگ نے چاقو کے دستے پر ہاتھ ڈال کر ڈان کو دھکا مارا اور چاقو نکال لیا۔ ڈان ایک مرتبہ پھر چیخا اور میز سے جا ٹکرایا۔ اس کے بازو سامنے کو پھیل گئے جیسے کسی سہارے کو تھامنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ اس کے گھٹنے آہستہ آہستہ خمیدہ ہوتے جا رہے تھے۔

کریگ' البرٹ کی طرف مڑا۔ خون آلود چاقو اس کے دائیں ہاتھ میں تھا۔ "تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔" وہ پھنکارا۔ "تمہیں بھی مرنا ہوگا۔ میں تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم میرا راستہ نہیں روک سکتے۔"

کریگ نے چاقو گھمایا۔ البرٹ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ اسے پیچھے ہٹنے کے لئے کھلی جگہ میسر رہے۔ اگر وہ کسی کونے میں محصور ہو گیا تو پھر کریگ کے چاقو سے بچنا ناممکن ہو جائے گا۔ اپنے خوابوں میں اس نے ہزارہا مرتبہ اس طرح کی صورت حال کا سامنا کیا تھا۔ اس وقت وہ بڑے وقار اور سکون سے حالات سے نمٹا کرتا تھا لیکن اس وقت اس کا وقار اور سکون غائب ہو چکے تھے۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا سامنا ایک خطرناک جنونی سے ہے جو مسلح ہے اور ابھی ابھی ایک آدمی کا قتل کر چکا ہے۔ اس وقت وہ حکم کا اکا نہیں تھا۔ وہ صرف البرٹ تھا۔ البرٹ کاسنر۔ موسیقی کا

طالب علم۔ ایک کمسن لڑکا۔

وہ مزید پیچھے ہٹ گیا۔ اب وہ کھلی جگہ پر تھے۔ البرٹ نے اپنا گوپھن پنڈولم کی طرح ہلانا شروع کر دیا۔ وہ خود کو یاد دلا رہا تھا کہ اس کے پاس اپنی جان بچانے کا صرف ایک موقع ہے۔ ان دونوں میں سے جس کسی کو پہلا وار کرنے کا موقع مل گیا' وہ بازی جیت جائے گا۔ اس سے پہلے کہ کریگ کا چاقو اس کے سینے یا گردن میں اتر جاتا' البرٹ کو اپنا گوپھن آزمانا تھا۔ "اگر میرے گھمانے کے دوران کہیں یہ ٹوسٹر گانٹھ میں سے نکل گیا تو میری موت یقینی ہو جائے گی۔" البرٹ نے سوچا۔

کریگ آگے بڑھا۔ اس کا بدن کسی سانپ کی طرح لہرا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مدہم سی' مہیب سی مسکراہٹ تھی۔ وہ ایک اور فتنے کو ختم کر چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ اس چالاک فتنے کو بھی ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

البرٹ نے اپنے عقب میں ایک تیز نگاہ ڈالی۔ وہ ٹکٹ کاؤنٹر کی طرف ہٹ رہا تھا۔ اگر وہ مزید پیچھے ہٹتا تو اس کا گوپھن گردش پوری کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اس نے پنڈولم کو مزید تیزی سے ہلانا شروع کر دیا۔

اندھیرا کافی گہرا ہو چکا تھا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے صرف ہیولے نظر آ رہے تھے۔ کریگ کو یہ تو نظر آ رہا تھا کہ البرٹ اپنے ہاتھ میں کوئی چیز ہلا رہا ہے لیکن وہ یہ اندازہ نہیں لگا پایا تھا کہ یہ چیز کیا ہے۔ وہ چیختا ہوا آگے بڑھا۔ "باری باری تم سب میرا نشانہ بنو گے۔ باری باری....."

البرٹ کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئی تھیں۔ اسے کریگ آگے بڑھتا ہوا نظر آ گیا۔ اس وقت اس کا پنڈولم پیچھے کو جا رہا تھا۔ اسے واپس لانے کے بجائے البرٹ نے اپنی کلائی کو جھٹکا دیا اور گوپھن پورے دائرے میں گھوم گیا۔ ٹوسٹر کا ابھار ایک چھوٹا سا دائرہ بناتا ہوا تیزی سے نیچے آیا۔ اتنے میں کریگ نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر اس کا کام اور آسان بنا دیا۔ ٹوسٹر بیدھا اس کی پیشانی اور ناک کے جوڑ پر اترا۔

کریگ کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے چاقو گر گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ چہرے کی طرف بڑھے اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی ناک ٹوٹ چکی تھی اور

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خون دھاروں کی صورت بہہ رہا تھا۔ البرٹ اس کی چیخ سن کر خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن اس سے زیادہ خوفزدہ وہ اس بات سے تھا کہ چوٹ کھانے کے بعد کریگ کا حملہ پہلے سے زیادہ خوفناک ہو گا۔ وہ ایک قدم بائیں طرف ہٹا اور گوپھن کو افقی دائرے میں گھمایا۔ ٹوسٹر گھومتا ہوا کریگ کی چھاتی پر پڑا۔ وہ چیختا ہوا الٹ کر گرا۔

البرٹ کے ذہن پر اس وقت صرف ایک ہی خیال چھایا تھا۔ اسے اس جنونی کو حرکت کے ناقابل بنانا تھا۔ اس خیال کے علاوہ پوری دنیا اس کے لئے رنگ' اندھیرے' سائے اور جذبات کے ملغوبے کے اور کچھ نہیں تھی۔ "میں نے اسے نہ روکا تو یہ مجھے مار دے گا۔ میں نے اسے نہ روکا تو یہ مجھے مار دے گا۔ میں نے اسے نہ روکا تو یہ مجھے مار دے گا۔"

ٹومی کے ہاتھ سے گرنے والا چاقو مدہم سی روشنی میں چمکتا ہوا نظر آ گیا تھا۔ اس نے اس پر پیر رکھا اور ایک اور وار کیا۔ ٹوسٹر کے نیچے آنے کے ساتھ ساتھ البرٹ خود بھی بیٹھ گیا تھا تاکہ زمین پر گرے ہوئے ٹومی پر صحیح ضرب لگا سکے۔ اس مرتبہ ٹوسٹر کریگ کے کھلے منہ پر پڑا اور فضا میں شیشہ ٹوٹنے کا سا چھناکا ابھرا۔

"او گاڈ!" البرٹ کا دماغ چیخا۔ "اس کے دانت گئے۔"

کریگ فرش پر تڑپ رہا تھا۔ اس کا جسم اب بھی حرکت کر رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ البرٹ کے جوتے پر پڑا۔ البرٹ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی جوتے کے نیچے اس نے کریگ کا چاقو دبا رکھا تھا۔ کریگ نے ایک مرتبہ پھر چاقو پکڑنے کی کوشش کی۔ اس کی ناک کچلی جا چکی تھی' وہ البرٹ کو دیکھنے کے قابل نہیں رہا تھا' منہ پر لگنے والی چوٹ نے اس کے دماغ کی چولیں درہم برہم کر دی تھیں۔ وہ البرٹ کو کوئی نقصان پہنچانے کے قابل نہیں رہا تھا لیکن البرٹ یہ بات نہیں جانتا تھا۔ وہ بری طرح خوفزدہ تھا اور وہ کریگ کو دوبارہ اٹھنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا تھا۔

اس نے ایک دفعہ پھر گوپھن گھمایا اور ٹوسٹر کریگ کے سر پر پڑا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ٹوسٹر کے اندر سے پرزوں کے ٹوٹنے کی جھنجھناہٹ ابھری۔

کریگ کا جسم ساکن ہو گیا۔

البرٹ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی سانس سسکیوں کی صورت میں نکل رہی تھی۔ گوپھن اس کے ہاتھ میں جھول رہا تھا۔ اس نے موت پر فتح پا لی تھی لیکن اس جنگ نے اسے خوابوں کی دنیا سے نکال کر ہمیشہ کے لئے حقیقت کی دنیا میں لا کھڑا کیا تھا۔

☆==========☆==========☆

احتشام جہاز کے کمپیوٹر میں سارا پروگرام فیڈ کر چکا تھا۔ کوئی زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ اسے صرف یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ کہیں جہاز کے آلات پر ماحول کی مردنی نے اثر انداز ہونا شروع نہ کر دیا ہو' لیکن اس کا خدشہ غلط ثابت ہوا تھا۔ جہاز کے آلات ابھی تک بالکل درست کام کر رہے تھے۔

"کیپٹن احتشام!" بیتھانی کی آواز آئی۔

احتشام نے پلٹ کر دیکھا۔ بیتھانی کاک پٹ کے دروازے میں کھڑی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

"میں اس وقت کچھ مصروف ہوں' بیتھانی۔"

"وہ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے؟"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"میں نے مسٹر جنکن سے پوچھا تھا کہ کیا انہیں ٹرمینل میں کوئی نقل و حرکت دکھائی دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اگر وہ سب مر گئے ہوئے تو؟"

"مجھے یقین ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہو گا۔ بیتھانی تم ذرا مسٹر جنکن کے پاس جاؤ۔ مجھے ابھی یہاں تھوڑا اور کام ہے۔"

"آپ خوفزدہ ہیں؟"

"یقیناً۔"

بیتھانی دھیرے سے مسکرا دی۔ "یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی۔ مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ میں اکیلی خوفزدہ رہوں۔ اکیلے اکیلے ڈرنا خاصا بوگس قسم کا ڈرنا ہوتا ہے۔ اب میں جاتی ہوں۔"

"شکریہ۔ فکر نہ کرو' وہ ابھی باہر آ جائیں گے۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیتھانی چلی گئی۔ احتشام نے آخری دفعہ فلائٹ پروگرام چیک کیا اور سب کچھ ٹھیک پاکر اطمینان کی سانس لی۔ اب وہ ایک ہی دعا کر رہا تھا۔ خدا کرے' جہاز کا ایندھن کام کرنے کے قابل ہو۔

☆=========☆=========☆

توقیر نے دور سے ہی اندھیرے میں کھڑا ہیولہ دیکھ لیا تھا۔ یہاں سے بتانا مشکل تھا کہ یہ ہیولہ البرٹ کا ہے یا ٹومی کا۔ وہ ہر صورت حال کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو کر آگے بڑھا۔ اسی وقت اسے البرٹ کی مرتعش آواز سنائی دی۔ "ذرا بچ کے۔"

توقیر آگے بڑھا۔ "وہ کہاں ہیں' اَکے؟ ٹومی اور جیفی کہاں ہیں؟"

"ٹومی یہیں ہے۔" البرٹ نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔ "مسٹر جیفی...... ائرپورٹ سروسز کے آفس میں۔ میرے خیال میں دونوں مر چکے ہیں۔ اس نے مسٹر جیفی کو مار دیا کیونکہ وہ پہلے اندر داخل ہوئے تھے۔ اگر میں پہلے اندر داخل ہوا ہوتا تو یہ مجھے مار دیتا۔" اس نے گھونٹ سا نگلا۔ "پھر میں نے ٹومی کو مار دیا۔ مجھے مارنا پڑا۔ اسے ایک چاقو مل گیا تھا اور وہ مجھے مارنے والا تھا۔"

"تم اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہو' اَکے؟" توقیر نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں نے زندگی میں کبھی کسی کو قت...... قت...... قتل نہیں کیا۔"

"میں جانتا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "یہ بڑا خوفناک تجربہ ہے' لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً جب قتل اپنی حفاظت کے لئے کیا گیا ہو۔"

اس نے آگے بڑھ کر ٹومی کا جائزہ لیا۔ وہ مڑا تڑا فرش پر پڑا تھا۔ توقیر نے تفصیل سے دیکھا اور اس کے منہ سے ہلکی سی آواز نکل گئی۔ کریگ ابھی تک زندہ تھا۔ اس کی سانس کی آواز بہت واضح تھی لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چیز واضح نہیں تھی۔ اس کی ناک کچل کر ایک ڈھیر کی شکل اختیار کر گئی تھی اور اس کا منہ ایک خوفناک گڑھا معلوم ہو رہا تھا جس کے کناروں پر ٹوٹے پھوٹے دانتوں کی گوٹ لگی ہو۔ اس کی پیشانی کے وسط میں ایک گہرا ڈینٹ پڑا ہوا تھا جس سے پتہ چل رہا تھا کہ البرٹ کے وار نے اس کی

کھوپڑی کو یہاں سے پچکا دیا ہے۔

"یہ ساری تباہ کاری صرف ایک ٹوسٹر کے ذریعے!" توقیر نے خود سے کہا۔ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور البرٹ سے بولا۔ "ٹومی ابھی مرا نہیں' حکم کے اَکے۔"

البرٹ آہستہ آہستہ سیدھا ہوا اور اس کی طرف بڑھا۔ "ابھی زندہ ہے؟"

"خود سن لو۔ اس کی سانس کی آواز تمہیں بھی سنائی دے رہی ہوگی۔ بے ہوش ہے لیکن زندہ ہے۔" توقیر نے کہا اور سوچا۔ "مگر زیادہ دیر زندہ نہیں رہے گا۔" پھر اس نے البرٹ سے کہا۔ "چل کر مسٹر جیفی کو دیکھتے ہیں۔ شاید قسمت نے ان کا ساتھ دیا ہو۔ سٹریچر ملا؟"

"مل گیا تھا۔" وہ دونوں کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔

"واقعی؟ بہت خوب!"

وہ کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ البرٹ نے جھک کر زمین پر ہاتھ مارے اور جیفی کا لائٹر اٹھا لیا۔ "میرا خیال ہے' مسٹر جیفی میز کے دوسری طرف ہوں گے۔"

لائٹر چوتھی کوشش پر جلا لیکن اسے جلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جلانے کی کوشش میں پھوٹنے والی چنگاریوں میں ہی توقیر نے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ جیفی کی لاش زمین پر پڑی تھی۔ اس کی آنکھیں ...ب کھلی تھیں اور ان میں حیرت کا ایک شدید تاثر منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔

"ٹومی تم پر قابو پانے میں کامیاب کیوں نہیں ...؟" توقیر نے البرٹ سے پوچھا۔

"میں جان گیا تھا کہ وہ اندر ہے۔" البرٹ نے ... "مسٹر جیفی پر اس کے حملہ کرنے سے پہلے میں اس کی موجودی سے واقف ہو گیا تھا۔"

"تم نے اس کی آواز سنی تھی؟"

"نہیں' میں نے وہ دیکھے تھے' میز پر۔" البرٹ نے کاغذ کی پٹیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"قسمت اچھی تھی جو دیکھ لئے۔" توقیر نے تبصرہ کیا۔ "تم نے اپنی زندگی لڑ کر حاصل کی ہے' دوست' تم اس کے مستحق ہو۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں نے اپنی سی کوشش کی تھی۔"

"انسان کوشش ہی کر سکتا ہے۔ کوشش کرتے رہنا چاہئے' یہ زندگی کی علامت ہے' سمجھے؟"

البرٹ نے اثبات میں سرہلایا۔

"اپنے آپ کو قابو میں رکھو' حکم کے اکے۔ مسئلہ صرف اتنا سا ہے۔ اپنے آپ کو قابو میں رکھو اور کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔"

"مسٹر ڈار؟"

"ہاں۔"

"ازراہ کرم دوبارہ مجھے اس نام سے مخاطب مت کیجئے گا۔" البرٹ کا گلا رندھنے لگا۔ اس نے بڑی کوشش کر کے کہا۔ "اب یہ نام مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

وہ دونوں واپس چلنے لگے۔ توقیر نے سٹریچر اٹھا لیا تھا۔ پھر ایک وقتی خیال کے تحت اس نے سٹریچر البرٹ کو تھما کر کہا۔ "تم چلو میں آ رہا ہوں۔"

"کدھر جا رہے ہیں آپ؟"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آفس میں ہمارے کام کی اور کوئی چیز تو نہیں۔"

"آپ غلط کہہ رہے ہیں۔" البرٹ اس کا ارادہ بھانپ گیا تھا۔ "مجھے آپ کی بات پر بالکل اعتبار نہیں۔"

"اعتبار کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔" توقیر نے نرم لہجے میں کہا۔ "جاؤ' اور پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔"

البرٹ خاموشی سے جانے لگا۔ توقیر تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا پھر واپس مڑا۔ دبے قدموں چلتا ہوا وہ کریگ ٹومی کے سر پر پہنچا اور اس کی شکل دیکھنے لگا۔ وہ ابھی تک زندہ تھا۔ کھوپڑی پچکنے کے باوجود وہ ابھی تک زندہ تھا۔ توقیر نے اندازہ لگایا کہ اگر اس شخص کو چند ہفتے ہسپتال کا علاج میسر آ جائے تو یہ اب بھی زندہ بچ سکتا ہے۔ اس کی کھوپڑی حیرت انگیز حد تک سخت تھی۔

"لیکن افسوس!" توقیر نے سوچا۔ "اس کھوپڑی کے پیچھے مقیم دماغ اتنا ہی نرم

ہے۔" وہ جھک گیا۔ اس کا ایک ہاتھ ٹومی کے منہ اور دوسرا اس کی ناک کے بیچ کچھے حصے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صرف ایک منٹ کی بات تھی۔ ٹومی کی کہانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی۔ یہ شخص اسی انجام کا حقدار تھا۔

پھر ایک ننھی سی بچی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "مار نا مت اسے۔" اس کا لہجہ التجائیہ نہیں تھا' تحکمانہ تھا۔ دینا نے اسے حکم دیا تھا کہ یگ ٹومی کو مرنا نہیں چاہئے۔ یہ حکم دینے کے لئے اس نے اپنے ننھے سے وجود میں بکھری ہوئی پوری طاقت سمیٹی تھی۔ اس نے کہا تھا۔ "میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔"

"وہ اسے کیوں بچانا چاہتی ہے؟"

وہ تھوڑی دیر اور کریگ کا ٹوٹا پھوٹا چہرہ دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ اسی وقت روڈی کی آواز گونجی۔ "مسٹر ڈار!"

"آ رہا ہوں۔" توقیر نے آواز لگائی۔

"ہمیں اس کی ضرورت ہے!"

دینا کی آواز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیتھانی نے سگریٹ ایک طرف پھینکا اور واپس سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ انتظار سے اکتا چکی تھی۔ وہ ابھی آدھی سیڑھیاں ہی چڑھی تھی کہ جنکن چیخا۔ "لگتا ہے وہ باہر آ رہے ہیں۔"

بیتھانی پلٹی اور تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ ٹرینل کی عمارت سے سیاہ دھبوں کی ایک قطار برآمد ہوئی تھی اور ان کی طرف آ رہی تھی۔ جنکن اور بیتھانی بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

دینا سٹریچر پر بندھی ہوئی تھی۔ سٹریچر کے ایک سرے پر روڈی تھا اور دوسرے پر توقیر۔ بیتھانی نے آگے بڑھ کر روڈی سے سٹریچر لے لیا۔ "میں آپ کی مدد کرتی ہوں۔" اس نے کہا۔

روڈی نے متشکر نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سٹریچر اس کے حوالے کر دیا۔

"احتیاط سے۔" توقیر نے ہدایت دی۔ "جھٹکا نہ لگے۔ البرٹ' بیتھانی والے سرے

پر پہنچو اور سیڑھیاں چڑھنے میں اس کی مدد کرو۔ سٹریچر کو حتی الوسع حد تک سیدھا رہنا چاہئے۔"

"اس کی حالت کیسی ہے؟" بیتھانی نے البرٹ سے پوچھا۔

"اچھی نہیں ہے۔" البرٹ نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ "بے ہوش ہے لیکن زندہ ہے۔"

"جیفی اور ٹومی کہاں ہیں؟" بیتھانی نے وہی سوال پوچھ لیا جس کا البرٹ کو ڈر تھا۔

"جیفی مر چکا ہے اور ٹومی مر رہا ہے۔" توقیر نے اس کی مشکل آسان کر دی۔ بیتھانی تک آواز پہنچانے کے لئے اسے ذرا اونچا بولنا پڑا تھا۔ مشرق کی طرف سے آنے والی آواز اب بہت بلند ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کی طرف آنے والی چیز اب ان کے سروں پر پہنچ گئی ہے۔ "میں تمہیں بعد میں اس کے متعلق بتا دوں گا۔ ابھی وقت نہیں ہے۔ اپنے سرے کا دھیان رکھنا۔"

وہ آہستہ آہستہ بڑی احتیاط سے سیڑھیاں چڑھ کر طیارے میں داخل ہو گئے۔ احتشام کاک پٹ کے دروازے میں کھڑا ان کی واپسی کا منتظر تھا۔ توقیر نے اس سے کہا۔ "میں دینا کو فرسٹ کلاس میں لٹانا چاہتا ہوں۔ سٹریچر کا یہ سرا اٹھا رہے گا تاکہ اس کا سر اونچا رہے۔ کیا یہ ممکن ہے؟"

"کوئی مسئلہ نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "سٹریچر کو سیٹ بیلٹ سے باندھا جا سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" توقیر نے کہا۔

جہاز کے اندر روشنی میں انہیں دینا کی خستہ حالت کا پورے طور پر اندازہ ہوا۔ اس کے چہرے پر جما ہوا خون اس کی زرد جلد پر بہت نمایاں محسوس ہو رہا ہے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے زخم پر رکھا ہوا پیڈ گہرا سرخ ہو چکا تھا۔ اس کی سانس کی رفتار مدہم ہو رہی تھی۔

"بہت بری حالت ہے۔" احتشام نے ہولے سے کہا۔

"اس کا پھیپھڑا زخمی ہے لیکن دل محفوظ ہے۔" توقیر نے کہا۔ "خون کا اخراج

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میرے اندازے سے کہیں کم ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہاری بات کی تائید کرنے پر مجبور ہوں۔ حالت واقعی بہت بری ہے۔"

"کیا ہماری واپسی تک یہ زندہ رہے گی؟"

"میں کیسے بتا سکتا ہوں؟" توقیر اچانک چیخا۔ "میں ایک جنگجو ہوں' سرجن نہیں۔"

سب ایک دم ٹھٹک گئے تھے۔ "آئی ایم سوری!" توقیر نے ہولے سے کہا۔ "لگتا ہے ٹائم ٹریول میرے اعصاب پر اثرانداز ہونے لگا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے۔"

"معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔" لارل نے کہا۔ "ہم سب تمہاری حالت کو سمجھ سکتے ہیں۔"

پانچ منٹ بعد دینا کا سٹریچر سیٹ سے باندھا جا چکا تھا۔ باقی سب مسافر ایک چھوٹے سے دائرے کی شکل میں احتشام کے گرد جمع تھے۔ احتشام کہہ رہا تھا۔ "اب ہمیں طیارے میں دوبارہ ایندھن بھرنا ہے۔ اب میں دوسرا انجن سٹارٹ کر کے طیارے کو 727 کے پاس لے جاؤں گا۔ چونکہ ہمارا طیارہ زیادہ بلند ہے' اس لئے اس کا دایاں پر 727 کے بائیں پر کے اوپر آ جائے گا۔ اس دوران تم میں سے چار آدمی جا کر ہوز کارٹ لے کر آئیں گے۔ یہ ہوز کارٹ دوسرے جیٹ وے کے پاس کھڑی ہے۔"

"اگر ہم اس سوئے ہوئے جوان کو اٹھالیں تو کام کرنے والوں میں ایک کا اضافہ ہو جائے گا۔" جنکن نے کہا۔

احتشام نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر نفی میں سر ہلا دیا۔ "اس شخص کو اٹھانے اور صورت حال سمجھانے میں جتنا وقت صرف ہوگا' اس سے کم وقت میں ہم کام مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں اس کی ضرورت بھی نہیں۔ دو آدمی ہوز کارٹ کو آسانی سے دھکیل سکتے ہیں۔ توقیر' جنکن اور البرٹ اسے دھکیلیں گے اور لارل اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے گی۔ خیال رکھنا کہ اس کا گیئر نیوٹرل پر ہو۔ ہوز کارٹ کو طیارے کے عین نیچے آ کر رکنا چاہئے۔"

سب نے تفہیمی انداز میں سر ہلائے۔

"آپ سب لوگ اپنے کام پر روانہ ہو جائیں۔ بیتھانی' مسٹر روڈی' آپ لوگ

نیچے جا کر سیڑھیاں دروازے سے ہٹا دیں۔ جب طیارہ دوسرے طیارے کے پاس جا کر ٹھہر جائے تو سیڑھی کو پر کے پاس کھڑا کر دیں۔ دروازے کے پاس نہیں پر کے پاس۔ سمجھ گئے؟"

سب لوگ اس کی بات سمجھ چکے تھے اور سب کی آنکھوں میں امید اور ولولے کی چمک نظر آ رہی تھی۔

☆=========☆=========☆

ہوز کارٹ تک پہنچتے پہنچتے لارل کو محسوس ہوا کہ اب وہ ہوز کارٹ کو واضح انداز میں دیکھ سکتی ہے۔ "مائی گاڈ!" اس نے کہا۔ "دن کی روشنی دوبارہ پھیل رہی ہے۔ اندھیرا کتنی دیر رہا ہوگا؟"

"میری گھڑی کے مطابق چالیس منٹ سے کچھ کم۔" جنکن نے کہا۔ "لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ طیارے سے باہر میری گھڑی وقت کا حساب صحیح طور پر نہیں رکھ پاتی۔ مجھے یہ بھی لگ رہا ہے کہ وقت کے صحیح حساب کی یہاں کوئی اہمیت بھی نہیں ہے۔"

"ٹومی کا کیا بنے گا؟" لارل نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" توقیر نے کہا۔ "میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ایک لمحے کے لئے میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی تھی کہ اس کا قصہ تمام کر دوں لیکن پھر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے دینا کی خواہش پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ میں اسے بے ہوش پڑا چھوڑ کر آیا تھا۔ اب تمہاری تسلی ہو گئی؟"

"شاید۔" لارل نے کہا۔

وہ ہوز کارٹ کے نزدیک پہنچ چکے تھے۔ توقیر نے کہا۔ "تمہیں اس کا نیوٹرل تلاش کرنے میں کوئی دشواری تو نہیں ہوگی؟"

"میں نے ہمیشہ آٹومیٹک گاڑیاں استعمال کی ہیں۔" لارل نے خفیف سے انداز میں کہا۔

"میں یہ کام کر سکتا ہوں۔" البرٹ نے کہا اور ہوز کارٹ میں سوار ہو گیا۔ اسی

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت 767 کا دوسرا انجن بھی حرکت میں آگیا۔ البرٹ نے گیئر بدلے اور شفٹ لیور کو ایک طرف کر دیا۔ "ہو گیا۔" اس نے کہا اور نیچے اتر کر لارل سے کہا۔ "اب آپ کا کام ہے۔ جب ہم اسے دھکیلنے لگیں تو آپ کا کام ہو گا کہ اس کا رخ دائیں طرف رکھیں اور ایک دائرے کی شکل میں اسے جہاز کی طرف لے جائیں۔"

"ٹھیک ہے۔" لارل نے کہا اور کارٹ میں سوار ہو گئی۔

"تم لوگ تیار ہو؟" توقیر نے پوچھا۔ البرٹ اور جنکن نے سر اثبات میں ہلائے۔

"تو پھر شروع ہو جائیں۔"

ہوز کارٹ کو چلانے میں انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ آہستہ آہستہ وہ لوگ دونوں طیاروں کی طرف بڑھنے لگے۔

"دونوں طیاروں کے درمیان ناقابل یقین فرق ہے۔" جنکن نے تبصرہ کیا۔

"ہاں۔" توقیر نے تائید کی اور البرٹ سے کہا۔ "تمہارا اندازہ درست تھا' البرٹ۔ ہم حال سے جدا ہو گئے ہیں لیکن کسی ناقابل فہم قوت کے زیر اثر ہمارا طیارہ ابھی تک اس کا حصہ ہے۔"

"ہم بھی اپنے وقت کا حصہ ہیں۔" البرٹ نے کہا۔ "کم از کم اب تک تو ہیں۔"

مشرق سے آنے والی آواز اب اور نزدیک آ گئی تھی اور اس کی نوعیت بھی بدل گئی تھی۔ اس سے پہلے یہ آواز ایک بہت بڑے دھارے کی طرح ان تک پہنچ رہی تھی لیکن اب اس میں انتشار پیدا ہونے لگا تھا جیسے دریا میں سے ندیاں بہہ نکلی ہوں۔

"یوں لگتا ہے جیسے وحشی جانوروں کا ایک غول وقت کو کھاتا جا رہا ہے۔" لارل نے سوچا اور اس کے بدن میں کپکپی کی لہر دوڑ گئی۔ "یہ آواز بالکل ویسی ہے۔ جانوروں کے منہ مارنے' چبانے جیسی۔"

"اگر ہم یہ آواز پیدا کرنے والی چیز کو دیکھ سکیں تو شاید اس پر قابو پا سکیں۔" جنکن نے کہا۔

البرٹ نے اس پر نگاہ ڈالی اور کہا۔ "میرا خیال آپ سے مختلف ہے۔"

☆=========☆=========☆

احتشام طیارے کے دروازے میں نمودار ہوا اور اس نے ہیتھانی اور روڈی کو سیڑھی اپنی طرف لانے کا اشارہ کیا۔ سیڑھی قریب آنے پر وہ اس پر سوار ہو گیا اور انہیں ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے پروں کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر میں سیڑھی پروں تک پہنچ گئی۔ احتشام نے آواز لگا کر انہیں رکنے کو کہا اور پھر احتیاط سے نیچے اترنے لگا۔ 727 کے پر کی نچلی سطح پر پہنچ کر اس نے جائزہ لیا۔ البرٹ' جنکن اور توقیر اتنی دیر میں ہوز کارٹ وہاں تک لے آئے تھے اور اب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ احتشام نے جھک کر توقیر کو آواز دی۔ "ہوز کارٹ میں دو ہوز پائپ ہوں گے۔ مجھے چھوٹے والا چاہئے۔"

توقیر نے چھوٹا ہوز پائپ کھول کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ احتشام نے ایک ہاتھ سے پائپ اور سیڑھی دونوں کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے طیارے کی ٹنکی کا ڈھکن کھول دیا۔ اندر ایک چھوٹا سا پائپ اور نظر آ رہا تھا۔ احتشام مزید آگے جھکا اور پھسل گیا۔

اس نے جلدی سے سیڑھی کی ریلنگ پکڑ کر خود کو سنبھالا۔ اتنی دیر میں توقیر بجلی کی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ آیا تھا۔ اس نے احتشام کی بیلٹ تھام کر اسے سہارا دیا۔ اب احتشام اطمینان سے آگے جھک سکتا تھا۔

اس نے ایک دفعہ پھر نیچے دیکھا۔ روڈی اور ہیتھانی' البرٹ وغیرہ کے ساتھ جا کھڑے ہوئے تھے۔ "ہٹ جاؤ یہاں سے۔" احتشام نے آواز لگائی۔ "ورنہ جیٹ فیول میں نہانا پڑے گا۔ 727 کا شٹ آف والو میرے قابو میں نہیں ہے اور لیک کر سکتا ہے۔"

اب چونکہ توقیر اسے تھامے ہوئے تھا اس لئے وہ دونوں ہاتھ استعمال کر سکتا تھا۔ اس نے ہوز پائپ کا سرا' ٹنکی میں نظر آنے والے چھوٹے پائپ پر چڑھا دیا۔ جیٹ فیول کی ایک ہلکی سی بو چھاڑ باہر نکلی اور احتشام کے ہاتھ بھیگ گئے۔ اسے روحانی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ ابھی تک وہ یہ سوچ کر ڈر رہا تھا کہ کہیں اس طیارے کی ٹنکیاں بھی خالی نہ ہوں۔ اس نے پائپ مضبوطی سے جما کر گھمایا اور اسے بند کر دیا۔ جیٹ فیول کا دھارا نیچے کھڑی ہوز کارٹ کی طرف جانے لگا۔

"اوکے۔" اس نے اطمینان بھری آہ کے ساتھ کہا۔ "اب تک سب کچھ ٹھیک

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ٹھاک ہے۔"

"اب کیا کرنا ہے' دوست؟" توقیر نے کہا۔ "ہوزکارٹ سے فیول ہمارے طیارے میں کیسے جائے گا؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ ہوزکارٹ فیول پمپ کرنے کی صلاحیت کھو چکی ہوگی اب تک۔"

"خوش قسمتی سے ہوزکارٹ کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اب ہم دوسرا پائپ اپنے طیارے کی ٹنکی میں لگائیں گے اور طیارے کے اضافی پاور سسٹم کے ذریعے ہوزکارٹ سے فیول اس طرح کھینچیں گے جیسے سٹرا سے پیپسی کی بوتل پی جاتی ہے۔"

"اس میں کتنا وقت لگے گا؟"

"عام حالات میں ایک منٹ میں دو ہزار پاؤنڈ ایندھن لوڈ کیا جا سکتا ہے لیکن ان حالات میں کوئی اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کم از کم ایک گھنٹہ لگے گا' ممکن ہے دو لگیں۔"

توقیر نے مشرق کی جانب ایک مضطرب نگاہ ڈالی اور پھر آہستہ سے بولا۔ "دوسروں کو اس بارے میں مت بتانا' دوست۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میرے خیال میں ہمارے پاس دو گھنٹے باقی نہیں بچے۔ شاید ایک بھی نہیں۔"

☆=========☆=========☆

فرسٹ کلاس میں تنہا پڑی ہوئی دینا نے آنکھیں کھولی۔

اور دیکھا۔

"کریگ!" اس نے سرگوشی کی۔

☆=========☆=========☆

"کریگ!"

لیکن وہ اس نام کو دوبارہ سننا نہیں چاہتا تھا۔ جب بھی لوگ اس کا نام لے کر بلاتے

تھے ہمیشہ کوئی نہ کوئی آفت ٹوٹتی تھی۔ ہمیشہ۔

"کریگ' اٹھو۔ اٹھو' کریگ!"

نہیں' وہ نہیں اٹھے گا۔ اس کا سر شہد کی مکھیوں کا چھتا بن چکا تھا۔ درد اس کے ہر کونے کھدرے میں بھنبھناتا پھر رہا تھا۔ شہد کی مکھیوں کی طرح۔ وہ بہت سہہ چکا' بہت برداشت کر چکا۔ اب وہ انہیں اٹھے گا۔

"کریگ' تمہیں اٹھنا ہوگا۔ ابھی' اسی وقت!"

یہ اس کے باپ کی آواز تھی۔ ایک ایسی آواز جسے وہ کبھی نظرانداز نہیں کر سکتا تھا' جس کے حکم سے وہ کبھی سرتابی نہیں کر سکتا تھا' لیکن آج وہ اسے نظرانداز کرے گا' آج وہ اس کے حکم سے سرتابی کرے گا۔

"دور ہو جاؤ مجھ سے۔" وہ کراہا۔ "میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ دور ہو جاؤ۔"

درد طوفانی لہروں کی صورت اس کے سر سے اٹھا اور پورے وجود میں پھیل گیا۔ "مجھے مرنے دو۔ میں جیتے جی اور جہنم میں نہیں جل سکتا۔ مجھے مرنے دو۔"

"کریگ اٹھ جاؤ۔ تمہیں ہر حال میں اٹھنا ہوگا۔"

اب اسے احساس ہوا کہ یہ آواز اس کے باپ کی نہیں ہے' اس کی ماں کی بھی نہیں ہے۔ یہ کوئی غیر ارضی آواز ہے۔ یہ کسی اور جہان سے آنے والی آواز ہے۔ اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی دنیا سے آ رہی ہے جہاں درد نہیں ہے' جہاں دباؤ نہیں ہے۔

"کریگ' اگر تم نہیں اٹھو گے تو یہیں پڑے رہ جاؤ گے۔ یاد رکھو' تمہیں یہاں سے نکلنا ہے' کسی بھی حالت میں' کسی بھی صورت میں۔ تم اب بھی ایسا کر سکتے ہو۔ تمہارے پاس اب بھی وقت ہے۔ اگر اب بھی تم نہ اٹھے تو ساری زندگی اسی دباؤ تلے پستے رہو گے۔"

"نہیں۔" وہ کراہا۔ "میں اور دباؤ نہیں سہہ سکوں گا۔"

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ خون کی ایک دبیز تہہ اس کی پلکوں پر جم کر خشک ہو گئی تھی۔ اپنی پوری قوت صرف کر کے اس نے ایک ہاتھ اپنے چہرے تک

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اٹھایا اور خون کھرچنے لگا۔ اس کا ہاتھ ہولے سے اس کی مجروح ناک سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے دبی دبی چیخ نکل گئی۔ اس کا ہاتھ رک گیا۔ درد کی لہر نے وقتی طور پر اسے مفلوج کر دیا تھا۔

درد کی لہر تھمی تو اس نے خون صاف کیا۔ اس کی آنکھیں کھلیں' اس نے سر اٹھایا۔

روشنی کا ایک ہالہ اس کی نگاہوں کے سامنے پھیلا ہوا تھا۔

اور اس ہالے میں کسی کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

اسی ننھی بچی کا چہرہ!

اس کا تاریک چشمہ غائب تھا اور وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پیار تھا۔ ایسا پیار جس سے کریگ اپنی پوری زندگی میں ناآشنا رہا تھا۔

"آؤ کریگ۔ اٹھ کھڑے ہو۔ میں جانتی ہوں یہ کام مشکل ہے لیکن تمہیں یہ کام کرنا ہوگا۔ اس اذیت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پانے کے لئے یہ ضروری ہے۔"

کریگ اٹھنے کی' اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی جدوجہد کرنے لگا۔ اس وقت یہ اس کے لئے دنیا کا سب سے مشکل کام تھا لیکن اس اذیت سے' اس دباؤ سے نجات حاصل کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ کچھ بھی!

☆=========☆=========☆

دینا اپنے سٹریچر پر لیٹی تھی اور اس کی اندھی آنکھیں' ہاں اندھی آنکھیں کریگ کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ ایک گھٹنے کے بل ہوا پھر پہلو پر لڑھک گیا۔ اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ دینا کا دل اس بدقسمت انسان کے لئے ترحم سے بھرا ہوا تھا جس نے اپنی ساری زندگی میں اذیت کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا تھا۔ یہ وہ بدنصیب تھا جسے اس کے اپنے ماں باپ اپنے ہاتھوں اذیت کے' دباؤ کے جہنم میں جھونک گئے تھے۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے چہرے پر جذبات کا ایک سمندر پھیلا ہوا تھا۔ خوف' امید اور بے رحم استقلال۔

"مجھے تمہاری حالت پر دکھ ہے' کریگ۔" دینا نے سوچا۔ "تم نے جو کچھ بھی کیا' اس کے باوجود مجھے تمہاری حالت پر دکھ ہے۔"

پھر اس نے دوبارہ اسے آواز دی۔ اس کا اپنا شعور آہستہ آہستہ دم توڑ رہا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ہمت کر کے اسے آواز دی۔

"اٹھو کریگ ورنہ وقت گزر جائے گا۔"

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔

☆=========☆=========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دونوں پائپوں کے ذریعے طیاروں کی فیول ٹنکیوں کو آپس میں منسلک کیا جا چکا تھا۔ احتشام دوبارہ کاک پٹ میں آ گیا تھا۔ اس نے طیارے کے چاروں اضافی پاور سسٹم آن کر دیئے۔ 727 کا ایندھن تیزی سے 767 میں منتقل ہونے لگا۔ فیول گیج کی سوئی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔ احتشام جانتا تھا کہ 727 کے ایندھن کو ان کے وقت کی زندگی حاصل کرنے میں تھوڑا وقت لگے گا اور وہ توقع کر رہا تھا کہ کسی بھی لمحے اضافی پاور سسٹم اس بے جان ایندھن کو پاکر پر کھیں گے اور پھر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔

دائیں طرف کی ٹنکی کا گیج آٹھ ہزار پاؤنڈ تک پہنچ چکا تھا کہ طیارے کے عقبی انجنوں سے ایک غراہٹ سی بلند ہوئی۔

"کیا ہو رہا ہے' دوست؟" توقیر نے پوچھا۔ وہ دوبارہ کو پائلٹ کی سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔

"اضافی پاور سسٹم کے انجنوں نے 727 کے ایندھن کا ذائقہ چکھ لیا ہے اور یہ انہیں پسند نہیں آیا۔" احتشام نے کہا۔ "میری دعا ہے کہ البرٹ کا جادو یہاں بھی چل

جائے لیکن میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

فیول گیج کی سوئی نو ہزار پاؤنڈ تک پہنچنے سے ذرا پہلے' پہلا اضافی پاور سسٹم بند ہو گیا۔ طیارے کے بورڈ پر ایک سرخ سائن روشن ہو گیا تھا۔ "انجن شٹ ڈاؤن!" احتشام نے اضافی پاور سسٹم بند کر دیا۔

"کیا اس صورت حال میں کچھ کیا جا سکتا ہے؟" توقیر نے پوچھا۔

"ایندھن کا حصول جاری رکھنے کے لئے دوسرے اضافی پاور سسٹم استعمال کئے جاتے رہیں گے۔" احتشام نے جواب دیا۔

تیس سیکنڈ بعد' دوسرا اضافی پاور سسٹم بند ہو گیا اور اس کے ایک لمحے بعد تیسرا بھی بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کاک پٹ کی بتیاں بجھ گئیں۔ اب صرف ایک پاور سسٹم باقی بچا تھا اور اس کی آواز میں بھی بے قاعدگی آ رہی تھی۔ لگتا تھا کسی بھی لمحے یہ بھی بند ہو جائے گا اور ایندھن کی ترسیل رک جائے گی۔

"میں اس چوتھے پاور سسٹم کو بھی بند کرنے لگا ہوں۔" احتشام نے کہا۔ اس کی آواز کشیدہ ہو رہی تھی۔ "ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک 727 کا ایندھن ہمارے وقت کی زندگی حاصل نہ کر لے۔ اس طرح کام جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ چوتھے پاور سسٹم سے بند ہوتے وقت اٹھنے والی آخری لہر جہاز کے کمپیوٹر کو واش کر سکتی ہے بلکہ اسے اڑا بھی سکتی ہے۔"

لیکن عین اس وقت جب احتشام کا ہاتھ چوتھے پاور سسٹم کو بند کرنے والے سوئچ پر پہنچ چکا تھا' اچانک انجن کی بے قاعدہ آواز ہموار ہونے لگی۔ احتشام نے مڑ کر توقیر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک نظر آ رہی تھی۔ توقیر کے چہرے پر بھی ایک روشن مسکراہٹ نمودار ہونے لگی تھی۔

"لگتا ہے قسمت ہمارا ساتھ دے رہی ہے دوست!"

احتشام نے دونوں ہاتھ دعائیہ انداز میں اٹھا دیئے۔ "مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔" اس نے باقی تینوں پاور سسٹم بھی آن کر دیئے اور ایک غراہٹ کے ساتھ تینوں انجن بیدار ہو گئے۔ کاک پٹ کی روشنیاں دوبارہ جل اٹھیں۔ توقیر نے خوشی کا نعرہ لگا کر احتشام کی پیٹھ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

پر دھپ مارا۔

بیتھانی کاک پٹ کے دروازے میں نمودار ہوئی۔ "کیا ہو رہا ہے؟ سب ٹھیک ہے نا؟"

"میرے خیال میں اب سب کچھ ٹھیک ہے۔" احتشام نے مڑے بغیر کہا۔

☆==========☆==========☆

کریگ آخرکار اٹھ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ روشن ہالے میں نظر آتی لڑکی اس کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کی نگاہوں میں کچھ اور بھی تھا۔ ایک ایسی چیز بھی تھی جس کے لئے کریگ ساری عمر ترستا رہا تھا۔ محبت! نرمی!

اس نے دھندلائی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اندھیرا غائب ہو رہا تھا اور روشنی اس کی جگہ لے رہی تھی' لیکن اب کریگ کے نزدیک روشنی اور اندھیرے کی کوئی اہمیت نہیں رہی تھی۔ اب اس کے پاس صرف ایک مقصد تھا۔ اس اذیت اور اس دباؤ سے نجات! وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ نجات کیسے ملے گی لیکن وہ اتنا جانتا تھا کہ روشن چہرے والی یہ لڑکی اس سے دھوکا نہیں کرے گی۔ وہ اسے ضرور نجات دلائے گی۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اس کے قدم خودبخود اس کی رہنمائی کر رہے تھے۔ لڑکی اس کے آگے آگے ہوا میں تیرتی ہوئی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے کا رخ ابھی تک اس کی طرف ہی تھا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ جگمگائی اور کریگ کا دل وفور مسرت سے جھوم اٹھا۔ زندگی میں کوئی اس کی طرف ایسے پیار سے دیکھ کر مسکرایا نہیں تھا۔

لڑکھڑاتے قدموں لیکن ایک جواں عزم کے ساتھ وہ آگے بڑھنے لگا۔

☆==========☆==========☆

وہ سب اب دوبارہ طیارے میں سوار ہو چکے تھے' سوائے البرٹ اور جنکن کے۔ وہ دونوں سیڑھیوں پر بیٹھے تھے اور مشرق سے آنے والی آواز کو اپنی طرف بڑھتا ہوا سن رہے تھے۔

لارل دروازے میں کھڑی تھی۔ وہ ٹرمینل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بیتھانی اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا۔ "دینا بے ہوشی کے عالم میں باتیں کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے اسے سرسام ہو گیا ہے۔ کیا آپ آ سکتی ہیں؟"

لارل فوراً اس کے ساتھ چل دی۔ روڈی واردک دینا کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے دینا کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور تشویش زدہ نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ "مجھے لگتا ہے۔" اس نے کہا۔ "جیسے دینا جا رہی ہے۔"

لارل نے دینا کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ پیشانی خشک تھی اور گرم توے کی طرح تپ رہی تھی۔ خون کا بہاؤ یا کم ہو گیا تھا یا بالکل رک گیا تھا لیکن دینا کی سانس رک رک کر چل رہی تھی۔ لارل نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا' اسی وقت دینا نے بڑی واضح آواز میں کہا۔ "جلدی کرو' وقت گزر رہا ہے۔"

لارل اور بیتھانی نے آپس میں الجھی ہوئی' خوفزدہ نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"میرے خیال میں دینا خواب میں اس شخص ٹوی کو دیکھ رہی ہے۔" بیتھانی نے کہا۔ "اس نے ایک دفعہ اس کا نام بھی لیا تھا۔"

"ہاں۔" دینا نے ایک دفعہ پھر کہا۔ "ایسا ہی ہو گا لیکن تمہیں جلدی کرنا ہو گی۔"

"اسے سرسام ہو گیا ہے' ہے نا؟" بیتھانی نے سرگوشی کی۔

"نہیں۔" لارل نے کہا۔ "میرے خیال میں شاید دینا..... خواب دیکھ رہی ہے۔"

لیکن اس کا خیال اس سے مختلف تھا۔ حقیقت میں اس کا خیال تھا کہ دینا کچھ اور کر رہی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ انہیں ٹوی کی ضرورت ہے اور اب شاید وہ..... اس سے آگے سوچنے کی وہ ہمت نہ کر پائی۔

"اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔" لارل نے کہا۔ "اسے سونے دو۔"

☆==========☆==========☆

کریگ کنویئر بیلٹ تک پہنچا اور اس سے الجھ کر گر پڑا۔ درد کی ایک لہر نے اس کا پورا وجود جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اس نے سر اٹھایا اور ہالے میں چمکتی لڑکی کی طرف دیکھا۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

اس نے اپنی زندگی میں ایسا حسن نہیں دیکھا تھا۔ نہ جانے کس غلط فہمی کے تحت وہ اسے فتنہ سمجھ بیٹھا تھا۔

"کیا تم فرشتہ ہو؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔" لڑکی نے کہا اور کریگ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سرور کے آگے تکلیف ماند پڑ گئی ہو۔ اس کی بصارت پھر دھندلانے لگی۔ اس کی آنکھوں میں' نہ جانے کتنے عرصے بعد' آنسو آ رہے تھے۔ "کیا تم مجھے نجات دلاؤ گی۔"

"ہاں۔" اس نے کہا۔ "ایسا ہی ہو گا لیکن تمہیں جلدی کرنا ہو گی۔"

"ہاں۔" کریگ نے سسکی بھری اور اس کی طرف رینگنے لگا۔ ہر جھٹکے کے ساتھ درد کی ایک تازہ لہر اس کے بدن میں دوڑ جاتی تھی لیکن اب وہ پروا کرنے کی حدود سے گزر چکا تھا۔ اس کی رفتار میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

☆==========☆==========☆

ائرپورٹ کی مشرقی جانب سے ایک بلند کڑکڑاہٹ ابھری اور پورے ماحول میں گونج اٹھی۔ البرٹ اور جنکن جلدی سے کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کے چہروں پر خوفزدہ سوال نظر آ رہے تھے۔

"یہ کیا تھا؟" البرٹ نے پوچھا۔

"میرے خیال میں کوئی درخت گرا ہے۔" جنکن نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر جواب دیا۔

"لیکن درخت کیسے گر سکتا ہے' اس وقت تو ہوا بھی نہیں چل رہی۔"

"ہاں' تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" جنکن نے تائید کی۔

اب اس آواز میں کڑکڑاہٹیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ چیزوں کے ٹوٹنے اور بکھرنے کی کڑکڑاہٹیں۔ اب اس آواز کے علیحدہ علیحدہ حصے سمجھ میں آنے لگے تھے لیکن یہ اتنے مختصر وقفے کے لئے ابھرتے تھے کہ انہیں پہچاننا ممکن نہ تھا۔ صرف ایک آواز مستقل تھی۔ چبانے کی آواز!

"کیا ہو رہا ہے؟" بیتھانی نے ان کے عقب سے پوچھا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"کچھ ن....." البرٹ نے کہنا چاہا لیکن جنکن نے اس کا کندھا تھام کر اشارہ کیا۔

"وہ دیکھو۔" وہ چیخا۔ "وہ دیکھو' ادھر۔"

دور مشرق میں بجلی کے کھمبوں کی ایک قطار نظر آ رہی تھی۔ البرٹ کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک کھمبا لرزا اور زمین بوس ہو گیا۔ بجلی کی تاریں اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی تھیں۔ ایک لمحے بعد' ایک اور کھمبا نیچے گرا پھر ایک اور پھر ایک اور۔

"صرف کھمبے ہی نہیں۔" البرٹ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ "درختوں کی طرف دیکھو۔ درخت بھی لرزنے لگے ہیں۔"

درخت صرف لرز ہی نہیں رہے تھے بلکہ گر بھی رہے تھے' غائب بھی ہو رہے تھے۔

چبانے کی آوازیں لحہ بہ لحہ مزید بلند ہو رہی تھیں۔

"ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔" جنکن نے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے البرٹ کے کندھے تھام لئے۔ اس کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیلی ہوئی تھیں۔ "ہمیں یہاں سے ابھی' اسی وقت نکلنا ہے۔"

افق پر' تقریباً دس میل کے فاصلے پر ایک ریڈیو ٹاور کا سربلند ڈھانچہ لرزنے لگا پھر جھولتا ہوا نیچے جا گرا۔ اب انہیں اپنے قدموں تلے کی زمین بھی لرزتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

"کوئی اسے روک دے۔" بیتھانی نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "خدا کے لئے کوئی اسے روک دے۔"

لیکن آواز کی وہ لہر آگے ہی آگے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ وہ کڑکڑاتی ہوئی' کھاتی ہوئی' چباتی ہوئی آواز۔

☆==========☆==========☆

"اور کتنی دیر لگے گی' اعشام؟" توقیر نے کشیدہ لہجے میں کہا۔ "یہاں سے مشرق کی طرف تقریباً چار میل کے فاصلے پر ایک دریا ہے۔ لینڈنگ کے دوران میں نے اسے دیکھا

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا اور میرے خیال میں جو کوئی چیز بھی یہ آواز پیدا کر رہی ہے' وہ اس دریا کے پرلے کنارے تک پہنچ چکی ہے۔"

احتشام نے فیول ریڈ آؤٹس پر نگاہ ڈالی۔ 24000 پاؤنڈ دائیں ونگ پر اور 16000 بائیں ونگ پر۔ "پندرہ منٹ!" اس نے کہا۔ "پندرہ منٹ فیول کے لئے اور مزید دس منٹ باقی تیاریوں کے لئے۔"

"اس میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی؟"

"ہو سکتی تو مجھے کرنے میں کیا اعتراض تھا۔"

☆----------☆----------☆

کریگ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ ٹرینل کی عمارت سے باہر آ چکا تھا۔ باہر دن کی خیرہ کن روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ آواز کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یاجوج ماجوج کا کوئی گروہ سد سکندری کو پھلانگ جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب منزلوں پر منزلیں مارتا اس طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ زمین تھرتھرا رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ آسمان بھی تھرتھراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"جلدی کرو کریگ! جلدی کرو!" ہالے والی لڑکی نے کہا۔

کریگ کی رفتار میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔ اب اس آواز سے بھی اسے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ بس چند لمحوں کی بات اور تھی۔ اسے اس اذیت سے نجات مل جانے والی تھی۔

☆----------☆----------☆

دینا فرسٹ کلاس میں تنہا تھی۔ اس کے تنفس کی بے قاعدگی اب مزید بڑھ گئی تھی اور اسے سانس لینے میں انتہائی دقت پیش آ رہی تھی۔ اپنی پوری قوت مجتمع کر کے وہ کریگ کو پکار رہی تھی۔

"جلدی کرو کریگ! جلدی کرو۔"

☆----------☆----------☆

کچھ دیر بعد 727 کی ٹنکیاں خالی ہو گئیں۔ یہاں سے انہیں چھیالیس ہزار پاؤنڈ سے کچھ زیادہ فیول حاصل ہوا تھا۔ احتشام نے اطمینان سے سر ہلایا۔ اتنا فیول ان کی ضرورت کے لئے کافی تھا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ٹھیک ہے؟" توقیر بھی کھڑا ہو گیا۔

"اب ہم اپنے جہاز کو ہوز کارٹ اور 727 سے علیحدہ کریں گے اور یہاں سے نکلیں گے۔"

مشرق سے آنے والی آواز اب کانوں کے پردے کو پھاڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ چبانے اور کھانے کی آواز میں اب چٹخاروں جیسی آوازیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گرتے درختوں اور عمارتوں کی آوازیں بھی گونج رہی تھیں۔

"ٹومی!" ہیتھانی چیخی۔ "یہ ٹومی ہے۔"

توقیر اور احتشام ایک دوسرے کے آگے پیچھے تیزی سے باہر نکلے لیکن پھر کریگ کو دیکھ کر وہ رک گئے۔ وہ جہاز کی طرف نہیں بڑھ رہا تھا۔ اس کا رخ مخالف سمت میں تھا۔ اس کا دھیان جہاز کی طرف تھا ہی نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے حواس کھو بیٹھا ہے۔ وہ رن وے سے پرے جا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے؟" روڈی نے کہا۔

"اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔" احتشام نے کہا۔ "ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اسے طیارے پر سوار کرانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اس کی طرف گئے تو شاید ہم سب مارے جائیں گے۔"

وہ اور توقیر سیڑھیاں اترے اور توقیر نے ایک دفعہ پھر اسے بیلٹ پکڑ کر سنبھالے رکھا جبکہ احتشام نے اپنے طیارے کو ہوز کارٹ سے علیحدہ کر کے ٹنکی کا ڈھکن بند کر دیا۔

"چلو!" اس نے سیدھا ہوتے ہوئے توقیر سے کہا۔

لیکن توقیر اپنی جگہ پر منجمد ہو چکا تھا۔ اس کی نگاہ مشرق کی طرف جمی ہوئی تھی۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کی جلد کی رنگت کاغذی ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک خواب ناک دہشت نے پنجے گاڑ دیئے تھے۔ اس کا بالائی ہونٹ تھرتھرا رہا تھا جیسے کوئی چیخ اس کے حلق سے نکلنے کو بے تاب ہو رہی ہو۔

احتشام نے آہستہ آہستہ اس کی نگاہ کی سمت میں دیکھا۔ مشرق سے آنے والی آواز کو پیدا کرنے والے آپہنچے تھے۔

☆==========☆==========☆

کریگ کی آنکھیں مند رہی تھیں۔ آخری مرتبہ اس نے زور لگایا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔

اس کی آنکھیں کھلی اور اس نے دیکھا۔

فتنے آپہنچے تھے!

وہ اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور ان کا حلقہ تیزی سے تنگ ہو رہا تھا۔

☆==========☆==========☆

احتشام انہیں دیکھ رہا تھا لیکن اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے۔ یوں جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو یا یوں جیسے اس کی آنکھوں کو بھی یقین نہ آ رہا ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہی ہیں' حقیقت ہے۔ اس کی آنکھیں اس حقیقت کو ماننے سے انکار کر رہی تھیں۔

"کیا یہ گیند ہیں؟" اس کے ذہن نے پوچھا۔ "کس قسم کے گیند ہیں؟"

وہ گیند ہی تھے۔ فٹ بال سے کچھ چھوٹے۔ بالوں سے بھرے ہوئے۔ یہ گیند پھول اور پچک رہے تھے۔ جس جگہ سے وہ گزرتے جا رہے تھے زمین تاریک ہوتی جا رہی تھی' لیکن یہ تبدیلی صرف رنگت ہی کی نہیں تھی۔ جہاں سے وہ گزر رہے تھے وہاں دیکھنے کو پھر اور کچھ باقی نہیں [illegible] سے وہ گزر جاتے تھے' وہ غائب ہو جاتی تھی۔

اور زمین بھی غائب ہو رہی تھی۔

اور ان گیندوں کے انداز میں ایک عجیب سی سرخوشی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ گیند' وہ جو کوئی بھی تھے' اپنے کام سے بے حد لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہ اچھل رہے تھے' کود رہے تھے' شاید قہقہے بھی لگا رہے ہوں لیکن یہ قہقہے صرف وہی سن سکتے تھے۔ انسانوں کے کان اس آواز کو سننے سے قاصر تھے۔

احتشام اور توقیر دونوں کے حلق سے بیک وقت چیخیں بلند ہوئیں۔ یہ گیند صرف گیند نہیں تھے۔ ان پر چہرے بھی تھے۔ خوفناک چہرے۔ ان کے خال و خد خوفناک نہیں تھے لیکن ان کی آنکھوں میں جھلکنے والی وحشت' ان کے ہونٹوں پر نظر آنے والی دہشت ناک مسکراہٹ' ان کے نقوش میں چھپی بے رحمی' یہ سب خوفناک تھے۔ بہت زیادہ خوفناک۔

وہ پوری دنیا کو کھاتے جا رہے تھے۔ پوری دنیا ان کی نگاہوں کے سامنے اوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ ماضی کی دنیا! احتشام کو احساس ہوا کہ وہ اس دنیا کو صرف ختم ہی نہیں کر رہے' بلکہ وہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ کر رہے ہیں۔ وہ ہمیشگی کی گہرائیاں' تمام قفل کھولتے جا رہے تھے۔ آج پہلی دفعہ اس پتہ چلا تھا کہ جو وقت گزر جاتا ہے' وہ کہاں جاتا ہے۔ ابدیت کیا ہوتی ہے اور ہمیشگی کس چیز کا نام ہے؟

اسے یوں لگ رہا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس تک آپہنچیں گے اور وہ جہاز کو یہاں سے اڑانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وہ رن وے تک پہنچے پھر کنارے پر رک گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی الجھن کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان کے غول میں کچھ غرغراہٹیں ابھریں' پھر وہ سب ایک نئی سمت میں روانہ ہو گئے۔

احتشام نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ کریگ ٹومی کی طرف جا رہے تھے' جو رن وے سے پرے گھاس کے ایک قطعے پر تنا کھڑا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ان کا انتظار کر رہا ہے۔

اپنی پوری قوت مجتمع کر کے' احتشام نے اپنے اعضاء کو حرکت پر آمادہ کیا۔ "آؤ۔" اس نے توقیر سے کہا۔ توقیر ساکت رہا۔ احتشام نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ

Kutab Khana Whatsapp Library - Admin Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مارا۔ توقیر ایک دم ہوش میں آگیا۔ "آؤ۔" احتشام نے دوبارہ کہا۔ "ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔"

اب ائرپورٹ کے کنارے پر مزید گیند نمودار ہو چکے تھے اور اچھلتے کودتے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

☆==========☆==========☆

کریگ تنا کھڑا تھا۔ فتنے اس کی طرف بڑھتے چلے آرہے تھے۔

فتنے' جن سے وہ ساری عمر خوفزدہ رہا تھا۔

فتنے' جن کا نام لے کر اس کا باپ اسے ڈرایا کرتا تھا' اپنی مرضی پر چلنے پر مجبور کیا کرتا تھا۔

فتنے' جو ہمیشہ اس کے بھیانک خوابوں کا حصہ بنے رہے تھے۔

فتنے' جن کا سامنا ہونے کے خوف سے وہ ہمیشہ لرزتا رہا تھا۔

آج وہ فتنے اس کے سامنے تھے اور کریگ کو ان سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ آج اسے پہلی دفعہ معلوم ہوا تھا کہ وہ فتنوں سے اس لئے نہیں ڈرتا تھا کہ فتنے خوفناک تھے۔ اس لئے ڈرتا تھا کہ ان پر غالب آنے کے لئے اس کے پاس کوئی قوت نہیں تھی۔ اب اس کے پاس قوت تھی۔ محبت کی قوت!

ہالے میں روشن لڑکی نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھائے۔ کریگ کا ذہن ساکت تھا۔ اس کے دماغ نے بازوؤں کو اٹھنے کا حکم نہیں دیا لیکن اس نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ لڑکی کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس نے حیرت سے اپنے جسم کی طرف دیکھا' اس کے ہاتھ اپنی جگہ پر تھے۔

پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔

اس کے ہاتھ لڑکی کے ہاتھوں میں تھے۔

وہ مسکراتی ہوئی زمین سے بلند ہوئی۔

اور کریگ اس کے ساتھ ساتھ بلند ہونے لگا۔

اس نے ایک دفعہ پھر نیچے دیکھا۔ اس کا جسم فتنوں کی لپیٹ میں آکر نظروں سے

اوجھل ہو گیا تھا لیکن وہ سلامت تھا۔ اس کی اذیت ختم ہو چکی تھی اور ایک انوکھا کیف و سرور اس کے روم روم میں سرایت کرتا چلا جا رہا تھا۔

اس کی آزمائش ختم ہو چکی تھی۔ اسے زندگی کے عذاب سے چھٹکارا مل گیا تھا۔

☆==========☆==========☆

گیندوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

انجن ایک چیخ کے ساتھ بیدار ہوئے اور جہاز حرکت میں آگیا۔ رن وے کے گرد لاتعداد گیند جمع ہو گئے تھے۔ اگر وہ کریگ ٹومی کی طرف متوجہ ہو کر رن وے کو تھوڑی دیر کے لئے نہ بھولتے تو شاید اب تک رن وے بھی غائب ہو چکا ہوتا۔ پھر وہ کس طرح پرواز کرتے' یہ سوچ کر احتشام کو جھرجھری آگئی۔ پھر دینا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "ہمیں اس کی ضرورت ہے۔"

توقیر نے جہاز کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ جہاز تیزی سے ٹیکسی کرتا ہوا آگے بڑھا۔ دوسری طرف سے گیند آگے بڑھے۔ دونوں کے درمیان فاصلہ ناقابل یقین تیزی سے کم ہونے لگا۔

احتشام کو ہدایت دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ سب مسافروں نے خود ہی بیلٹس لگا لی تھیں اور اب پھٹی پھٹی آنکھوں سے کھڑکیوں سے باہر دیکھ رہے تھے۔ کیا یہ لوگ اپنی پوری زندگی یہ خوفناک تجربہ بھولنے میں کامیاب ہو پائیں گے' توقیر نے سوچا' ان میں سے کتنے ایسے ہوں گے جو ساری عمر ڈراؤنے خواب دیکھتے رہیں گے۔

پچھلی سیٹ سے رابرٹ جنکن نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اب ہم جان گئے ہیں؟"

"کیا جان گئے ہیں؟" لارل نے چیخ کر پوچھا۔ وہ اپنی آواز کو سن کر وہ خود بھی حیران ہو گئی تھی۔ یہ آواز اس کی تو نہیں تھی' انسان کو کبھی کبھی اپنا آپ کتنا اجنبی لگنے لگتا ہے۔

"اب ہم یہ جان گئے کہ جب آج کا دن' گزرا ہوا کل بن جاتا ہے تو اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ یہ کہاں جاتا ہے۔ پھر یہ زندگی اور روح سے خالی ہو کر ان کا انتظار کرتا

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

ہے۔ میں نہیں جانتا یہ کیا چیزیں ہیں لیکن یہ ابدیت کی نگران ہیں۔ یہ ہمیشہ وقت کے پیچھے پیچھے بھاگتی رہتی ہیں لیکن کبھی اس وقت تک نہیں پہنچ پاتیں' جو زندہ ہے' جس میں ہم رہتے ہیں۔"

لارل کو ٹومی کی کہی ہوئی بات یاد آ گئی۔ "مسٹر ٹومی اس سے کسی حد تک واقف تھے شاید۔" اس نے کہا۔ "اس نے ان کا ایک نام بھی رکھا ہوا تھا۔ فنے۔"

"فنے!" جنکن نے جھرجھری لے کر باہر دیکھا اور سوچا۔ "کتنا مناسب نام ہے' فنے ہی تو ہیں یہ۔ اگر یہ ہمارے وقت میں داخل ہو جائیں تو نہ جانے کیا قیامت ٹوٹے۔"

گیندوں اور طیارے کے پہیوں کے درمیان چند انچ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ کوئی وقت جاتا تھا کہ وہ طیارے سے آ ٹکراتے۔ عین آخری لمحے میں پہیے اوپر اٹھے اور طیارہ فضا میں بلند ہونے لگا۔ گیند اچھل کر پہیوں کو پکڑنے کی کوشش میں جھپٹے لیکن پہیے اوپر ہوتے جا رہے تھے' تھوڑی دیر بعد پہیے اپنے کمپارٹمنٹ میں بند ہو گئے' سلائیڈنگ ڈور کے پٹ مل گئے اور طیارہ ان کی پہنچ سے بلند ہو گیا۔

☆=========☆=========☆

طیارے کے سارے مسافر سکتے کے عالم میں بیٹھے تھے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے پوری دنیا عدم کے گھاٹ اتر گئی تھی۔ اگر وہ بھی ابھی تک اس دنیا میں ٹھہرے ہوتے' تو ان کا انجام کتنا خوفناک ہوتا' یہ سوچ سوچ کر ہر ایک کے بدن میں جھرجھریاں دوڑ رہی تھیں۔

اسی وقت عقبی سیٹوں سے کھڑپڑ کی آواز سنائی دی پھر داڑھی والے نوجوان کا چہرہ نمودار ہوا۔ وہ تھوڑی دیر احمقوں کی طرح ایک ایک کا منہ دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھیں خون کبوتر کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔ آخرکار اس نے پوچھا۔ "ہم لوگ بوسٹن پہنچ گئے کہ نہیں۔ میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے اور میں سونا چاہتا ہوں۔"

یہ وہ خوش نصیب تھا جو تمام وقت سویا رہا تھا۔

☆=========☆=========☆

اس مرتبہ موسم بالکل ٹھیک رہا تھا۔ آتے ہوئے جسم کو جس تھرتھراہٹ اور جھٹکوں کا سامنا کرنا پڑا تھا' اب وہ معدوم تھے۔ بادلوں میں داخل ہونے کے صرف دس منٹ بعد ان کا طیارہ بادلوں سے نکل آیا تھا اور وہ دھلی دھلی نکھری نکھری روشن صبح میں داخل ہو گئے تھے۔ مسافر ایک دوسرے کی طرف گھبرائے گھبرائے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت سپیکر پر احتشام کی آواز گونجی۔

"ہم اس وقت فضا میں ہیں۔" اس نے کہا۔ "آپ سب جانتے ہیں کہ اب کیا ہونا ہے۔ ہم ٹھیک اسی راستے پر واپس جائیں گے جس راستے سے آئے تھے اور جس دروازے سے ہم اس دنیا میں داخل ہوئے تھے' اسی دروازے سے اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں گے' اگر وہ دروازہ ابھی تک اپنی جگہ پر موجود ہوا تو۔ دعا کریں کہ وہ دروازہ بند نہ ہو گیا ہو۔" اس نے ایک لمحہ توقف کیا پھر بولنا شروع کیا۔ "ہماری واپسی کا سفر چار سے چھ گھنٹے پر مشتمل ہوگا۔ میں آپ کو صحیح وقت نہیں بتا سکتا کیونکہ میرے علم میں نہیں کہ اس دروازے سے گزرنے کے بعد میرے جاگنے تک طیارہ کتنی دیر محو پرواز رہا تھا۔ ہمارے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علاوہ فضا میں اور کوئی طیارہ نہیں ہے۔" پھر اس نے انٹر کام بند کر دیا۔

☆==========☆==========☆

"یہاں پر ہو کیا رہا ہے؟" داڑھی والے نوجوان نے پوچھا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

البرٹ نے ایک لمحہ اسے گھورنے کے بعد کہا۔ "تمہیں جان کر خوشی نہیں ہوگی۔"

"کیا میں دوبارہ ہسپتال میں آ گیا ہوں؟" اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔ البرٹ کو اچانک اس پر ترس آنے لگا۔

"اگر تم یہی سمجھتے رہو' تو تمہارے لئے بہتر ہے۔" اس نے کہا۔

داڑھی والا تھوڑی دیر اس کی شکل دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میں دوبارہ سونے لگا ہوں۔ ابھی اور اسی وقت۔" اس نے اپنی سیٹ کو لمبا کیا اور پھر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے خراٹے گونجنے لگے۔

البرٹ کو اس پر رشک آ رہا تھا۔

☆==========☆==========☆

بیتھانی نے البرٹ کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پوچھا۔ "اگر ایندھن کو کچھ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا؟"

"اس سوال کا جواب تم بھی اچھی طرح جانتی ہو' بیتھانی۔"

"اگر تم چاہو تو مجھے بیتھ کہہ کر پکار سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں کیا ہو گا۔" بیتھانی نے کہا۔ "ہم کریش کر جائیں گے۔ کہانی ختم ہو جائے گی۔ تمہیں پتہ ہے میں کیا سوچ رہی ہوں؟"

البرٹ نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"اگر کیپٹن احتشام کو وہ دروازہ' وہ دراڑ دوبارہ نہ مل سکی تو میری خواہش ہے کہ

وہ اس طیارے کو لینڈ کرانے کے بجائے کسی اچھے سے' بلند سے پہاڑ سے ٹکرا دے۔ میں ان چیزوں کے پلے نہیں پڑنا چاہتی۔"

☆==========☆==========☆

توقیر کاک پٹ کی طرف جا رہا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے رستے میں رک کر رابرٹ جنکن سے مختصر سی گفتگو کی۔

"تمہارے خیال میں ان گیندوں جیسی کسی چیز سے ہمارا یہاں ٹکراؤ ہو سکتا ہے؟"

جنکن نے نفی میں سر ہلایا۔ "جو کچھ میں نے دیکھا ہے' اس کے بعد میرے خیال میں ایسا ہو نہیں سکتا لیکن حتمی طور پر کوئی بات کہنا ناممکن ہے۔ ایسی کسی بھی صورتِ حال میں حتمی طور پر کوئی بات کہنا ناممکن ہوتا ہے۔"

"ہاں۔" توقیر نے گہری سانس لی۔ "میں جانتا ہوں۔ اس دراڑ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا تم اس کے بارے میں کوئی اندازہ لگانا پسند کرو گے؟"

جنکن نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

روڈی واروک نے اچانک پچھلی سیٹ سے یہ کہہ کر ان دونوں کو چونکا دیا۔ "تم نے مجھ سے نہیں پوچھا لیکن میں اندازہ لگاتا ہوں۔ ہزار میں سے ایک فیصد امکان اس کا ہے کہ ہم اسے دوبارہ ڈھونڈ لیں گے۔"

توقیر نے تھوڑی دیر اس کی بات پر غور کیا اور پھر مسکرانے لگا۔ "خاصے حوصلہ افزا امکانات ہیں۔" اس نے کہا اور کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔

☆==========☆==========☆

چالیس منٹ سے کچھ کم وقت میں آسمان کی نیلاہٹ' سیاہی میں بدلنے لگی۔ آہستہ آہستہ رات پھیل گئی اور فضائے بسیط میں ستارے چمکنے لگے۔ ستاروں کی جھلملاہٹ نے احتشام کے دل کو بڑا حوصلہ دیا تھا۔

"اب دن پہلے سے زیادہ جلدی غائب ہو گیا۔" توقیر نے کہا۔

"ہاں۔" احتشام نے اتفاق کیا۔ "میرے خیال میں کچھ وقت کے اندر اندر دن

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رات پلک جھپکنے میں آئیں جائیں گے۔"

"اور ہمیں سب سے مشکل کام کرنا ہے۔" توقیر نے گہری سانس لی۔ "انتظار کرنا ہے۔ انتظار کرنا ہے اور دعا کرنی ہے۔"

"خیر' یہ بھی ہو ہی جائے گا۔" احتشام نے کہا اور پھر توقیر کی طرف دیکھا۔ "میں اس لئے بوسٹن جا رہا تھا کیونکہ میری سابقہ بیوی ایک آگ کا نشانہ بن گئی تھی۔ مجھے اس کی آخری رسومات میں شرکت کرنا تھی۔ تم کس لئے بوسٹن جا رہے تھے' توقیر؟"

توقیر نے پُرخیال انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہا۔ "میرے خیال میں بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ میرے نام سے تم نے اندازہ تو لگا ہی لیا ہوگا کہ میں کشمیری ہوں۔ میں صرف کشمیری نہیں ہوں بلکہ ایک مجاہد ہوں۔ جماعت میں مجھے خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ میں نے افغانستان میں کمانڈو ٹریننگ کے مشکل ترین مراحل طے کئے ہیں اور میرے ذمے آج تک جو بھی مشن لگایا گیا ہے' اس میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ بوسٹن میں اس لئے جا رہا تھا کیونکہ بھارتی حکومت کا ایک اہم اہلکار اس وقت وہاں موجود ہے۔ ہماری جدوجہد کی راہ میں اس شخص کا تعصب بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ میں اسے ختم کرنے کے لئے بوسٹن جا رہا تھا۔"

"ایک غیرملک کی سرزمین پر اپنے مقاصد کے لئے خونریزی؟"

"اسے میرے نکتہ نظر سے دیکھو۔" توقیر نے کہا۔ "یہ شخص کوئی سیاسی آدمی نہیں ہے۔ حکومتی مشینری کا اہم کل پرزہ ہے۔ اسے بھارت یا کشمیر میں مار کر ہم کوئی سیاسی فوائد حاصل نہیں کر سکتے البتہ بھارت کی سیکیورٹی فورسز اس کے قاتل کو پکڑنے میں سرگرم ہو جائیں گی اور یوں خواہ مخواہ بے گناہ لوگوں پر آفت آئے گی۔ اگر یہ شخص امریکہ میں مرتا ہے تو حریت پسندوں پر کوئی الزام نہیں آئے گا کیونکہ بھارتی حکومت کے خیال میں ہم لوگ اتنی دور مار نہیں کر سکتے۔"

"اور تم لوگ ان کا اندازہ غلط ثابت کرنا چاہتے ہو؟"

"نہیں۔" توقیر نے کہا۔ "ہم چاہتے تھے کہ وہ اپنے اندازوں کے مغالطے میں رہیں اور ہم پر کوئی شک نہ کرے۔ تم جانتے ہی ہو کہ اپنے کسی اہم آدمی کی حریت پسندوں کے

ہاتھوں موت پر بھارتی حکومت بے گناہ کشمیریوں پر عذاب لے آتی ہے۔"

"کیا اب بھی تم اپنے مشن پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

توقیر کچھ دیر سوچ میں گم رہا پھر بولا۔ "اب نہیں۔ شاید میں تھک گیا ہوں۔ شاید میں میدانِ جنگ کے لئے موزوں نہیں رہا۔ اگر ہم صحیح سلامت واپس پہنچ گئے تو میں کشمیر واپس چلا جاؤں گا۔ مجھے دوبارہ تیار ہونے کے لئے کچھ فارغ وقت چاہئے۔ وہ وقت میں کشمیر میں گزاروں گا۔"

"فارغ وقت میں کیا کرو گے؟" احتشام نے پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ ہوابازی کی تربیت لینا شروع کر دوں۔" توقیر نے کہا اور دونوں ہنس پڑے۔

☆=========☆=========☆

35 منٹ بعد دن دوبارہ رات میں بدلنے لگا۔ رات چھانے کے تین منٹ بعد صبح ہونے لگی اور پندرہ منٹ بعد تپتی دوپہر سر پر آ گئی۔

لارل' دینا کے سامنے سر جھکائے اپنے خیالوں میں گم تھی۔ اس نے سر اٹھایا تو دینا کی کھلی ہوئی آنکھیں اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

بے نور آنکھیں! لیکن کیا یہ آنکھیں واقعی بے نور تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اندھی ہونے کے باوجود دینا اسے دیکھ سکتی ہے۔ یہ بچی آخر کون تھی؟ لارل کو اپنے دل پر دینا کی شخصیت کا سحر چھاتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر دینا کا ہاتھ تھام لیا۔

"دینا' اگر تم جاگ رہی ہو تو بولنے کی کوشش مت کرنا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "میری بات سنو۔ ہم اس وقت پرواز کر رہے ہیں۔ ہم وہاں سے نکل آئے ہیں۔ اب ہم واپس جا رہے ہیں' تم ٹھیک ہو جاؤ گی' بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

دینا کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے گرد لپٹ گیا اور لارل نے محسوس کیا کہ دینا اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ لارل آگے ہو گئی۔ دینا نے ہولے سے کہا۔ "میرے بارے میں پریشان مت ہو لارل۔ میں جو چاہتی تھی' مجھے مل گیا ہے۔"

"دینا' تم....."

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337516944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دینا کی آنکھیں اس کی آواز کی سمت میں گھوم گئیں اور اس کے خون آلود ہونٹوں پر ایک ننھی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "میں نے دیکھا۔" اس نے کہا۔ "میں نے مسٹر ٹوی کی آنکھوں کے ذریعے سب کچھ دیکھا۔ شروع میں اسے بڑی اذیت اٹھانا پڑی' لیکن آخر میں اسے بھی نجات مل گئی۔ وہ بھی دکھوں سے آزاد ہو گیا۔ اب وہ بہت خوش ہو گا۔"

لارل حیرت کے عالم میں گم چپ اس کی بات سن رہی تھی۔

دینا نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور آہستہ سے اپنا گال چھوا۔ "وہ اتنا برا آدمی نہیں تھا۔" وہ کھانسی اور خون کی ہلکی ہلکی بوندیں اس کے منہ سے اڑیں۔

"پلیز' دینا!" لارل نے کہا۔ اس کی نگاہوں کے سامنے دینا آہستہ آہستہ موت کے منہ میں اترتی جا رہی تھی۔ "پلیز' دینا باتیں مت کرو۔"

دینا مسکرائی۔ "میں نے تمہیں بھی دیکھا' لارل۔" اس نے کہا۔ "تم بہت خوبصورت ہو' لارل۔ ہر چیز بہت خوبصورت تھی۔ ہر چیز....."

اس کا سانس آہستہ سے اندر کو گیا' باہر نکلا۔ اس کے بعد اس کا سینہ ساکت ہو گیا۔ اس کی بے نور آنکھیں جیسے خلا میں گھورنے لگیں۔

"سانس لو' دینا۔" لارل نے کہا۔ اس نے دینا کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور دیوانہ وار انہیں چومنے لگی جیسے اس کے بوسے دینا کے تن مردہ میں زندگی دوڑا سکتے ہیں۔

یہ انصاف نہیں ہے۔ خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے۔ جب اس نے ہم سب کو بچا لیا' جب وہ ہم سب کو موت کے پنجوں سے چھڑا لے آئی تو پھر اسے مرنا نہیں چاہئے۔ پھر اسے زندہ رہنا چاہئے۔ خدا ایسی ناانصافی نہیں کر سکتا۔ وہ ہم سے ایسی قربانی نہیں لے سکتا۔

"سانس لو' دینا۔ خدا کے لئے سانس لو۔ خدا کے لئے....."

لیکن دینا کا ساکت سینہ ساکت ہی رہا۔ آخرکار لارل نے اس کے ہاتھ آہستہ سے اس کی گود میں رکھ دیئے۔ پھر وہ آنسوؤں کا انتظار کرنے لگی۔ وہ آنسو جو اس کی آنکھوں میں بھر کر اس کے سینے پر برسیں اور اس کے دل میں بھڑکتی آگ کو ٹھنڈا کر دیں۔

لیکن آنسو نہیں آئے۔ اس کا دل شدتِ غم سے پھٹا جا رہا تھا اور اس کا دماغ احتجاج کے عالم میں چیخ رہا تھا۔ "نہیں' یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے۔ واپس لو اسے۔ واپس لو اسے۔"

لیکن خدا نے اسے واپس نہیں لیا۔

جہاز اڑتا رہا' کھڑکی کے شیشوں سے چھن چھن کر آنے والی دھوپ دینا کی خون بھری آستین پر پڑ رہی تھی۔ وہ جا چکی تھی۔ نہ جانے وہ کون تھی' اس کے وجود میں کیا چھپا تھا' کون سی قوت تھی جس نے اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ ایسی ناممکن صورت حال میں بھی سب کے لئے امید کی کرن بن گئی۔

لارل نے دینا کے سرد گال پر بوسہ دیا اور پھر اپنا ہاتھ اس کی آنکھیں بند کرنے کو اٹھایا۔ اچانک اس کا ہاتھ رک گیا۔

"میں نے مسٹر ٹوی کی آنکھوں کے ذریعے سب کچھ دیکھا۔ ہر چیز بہت خوبصورت تھی۔ ہر چیز....."

"ہاں۔" لارل نے کہا۔ "ہر چیز بہت خوبصورت ہے۔ شاید اسی لئے ہم ہر غم کو برداشت کر لیتے ہیں کیونکہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔"

اس نے دینا کی آنکھیں کھلی رہنے دیں۔

☆=========☆=========☆

دن اور رات کی دھوپ چھاؤں میں وہ اڑتے رہے۔ نیچے دکھائی دینے والی زمین پُرسکون تھی۔ کچھ دیر تک وہ اس خیال میں رہے کہ وہ ان خونی گیندوں سے' فتنوں سے بچ کر آگے نکل آئے ہیں' لیکن پھر ایک جگہ پھر زمین پر کالی لکیریں دوڑتی نظر آنے لگیں۔ فتنے ایک بار پھر ان سے آملے تھے۔ اگرچہ وہ تیس ہزار فٹ کی بلندی پر ان سے محفوظ تھے لیکن اس کے باوجود انہیں دیکھنے والوں کے جسم میں پھریریاں دوڑ گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد زمین ایک دفعہ پھر غائب ہو گئی۔ وہ آسمان کے گنبد بے در تلے اڑتے چلے جا رہے تھے۔ زمین ان کے قدموں تلے سے محاورتاً ہی نہیں حقیقتاً کھینچ لی گئی تھی۔ بیتھانی والا خیال احتشام کے دل سے بھی گزرا تھا کہ اگر بدقسمتی اپنی انتہا پر پہنچ گئی'

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگر جہاز کا ایندھن ختم ہونے کی نوبت آ گئی تو وہ جہاز کو زمین پر اتارنے کے بجائے کسی پہاڑ سے ٹکرا دے گا۔ اگر اس وقت تک کوئی پہاڑ سلامت رہا تو۔ اس وقت تو کریش کے لئے زمین بھی موجود نہیں تھی اور پہاڑ بھی غائب ہو چکے تھے۔

"اگر وہ دراڑ نہ مل سکی تو پھر کیا ہو گا؟" اس نے سوچا۔ "اگر ایندھن ختم ہو گیا تو پھر کیا ہو گا؟ ہم تو کہیں کریش بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہم کس چیز پر گریں گے۔ ہمارے نیچے تو ایک لامتناہی خلا پھیلا ہوا ہے۔ کیا ہم ہمیشہ کے لئے اس خلا میں گرتے چلے جائیں گے؟"

اچانک ہی اسے خالی کاک پٹ میں بڑی شدت سے تنہائی کا احساس ہونے لگا۔ اس نے انٹرکام کا مائیک اٹھا کر کہا۔ "توقیر' کیا تم اندر آ سکتے ہو؟"

تھوڑی دیر بعد توقیر کاک پٹ کے اندر آ گیا۔ احتشام نے اس سے پوچھا۔ "تمام کھڑکیوں پر شیڈ گرے ہوئے ہیں نا؟"

"مجھے کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔" توقیر نے کہا۔ "کس میں ایسا خوفناک نظارہ دیکھنے کی ہمت ہے؟"

"اچھا کیا انہوں نے۔ میں تو یہ بھی نہیں کر سکتا۔ کاک پٹ میں شیڈ نہیں ہوتے۔ میں یہ سب کچھ دیکھنے پر مجبور ہوں۔ اگر تم چاہو تو نیچے مت دیکھو۔ میں جانتا ہوں کہ تم دیکھے بغیر رہ نہیں سکو گے لیکن اپنے اس ارادے کو جتنا موخر کر سکو بہتر ہے۔ نیچے کا نظارہ کچھ اچھا نہیں۔"

"سب کچھ گیا؟"

"سب کچھ!"

"دینا بھی چلی گئی۔ لارل آخری وقت میں اس کے ساتھ تھی۔ وہ اس بچی کو بہت پسند کرنے لگی تھی لیکن اس نے یہ صدمہ بڑے حوصلے سے برداشت کیا ہے۔"

احتشام نے تفہیمی انداز میں سر ہلایا۔ اسے حیرت نہ ہوئی تھی۔ زخم بہت گہرا تھا اور وہ چھوٹی سی ایک بچی تھی۔ اسے فوری اور ہنگامی امداد کی ضرورت تھی اور شاید ایسی امداد ملنے کے بعد بھی اس کی جان نہ بچائی جا سکتی۔ نہ جانے اس بچی کے وجود میں کیسی

قوت چھپی ہوئی تھی جو وہ اتنا وقت نکال گئی۔ احتشام دل کی گہرائیوں سے دینا کا احسان مند تھا۔ اس وقت وہ سب دینا کی وجہ سے زندہ تھے۔ اسی نے انہیں بتایا تھا کہ کوئی آفت ان کی طرف بڑھ رہی ہے اور اسی نے ٹومی کو کسی انداز میں استعمال کر کے اس آفت کو ان کی طرف بڑھنے سے کچھ دیر کے لئے روکے رکھا تھا۔ کم از کم اتنی دیر کے لئے کہ انہیں زمین سے بلند ہونے کی مہلت مل گئی تھی۔

"اب اس کا آپریشن کبھی نہ ہو سکے گا۔" احتشام نے کہا۔ اس کا اشارہ اس آپریشن کی طرف تھا جو کروانے کے لئے دینا بوسٹن جا رہی تھی۔

"نہیں۔"

"لارل تو ٹھیک ہے نا؟"

"کہہ سکتے ہو۔" توقیر نے کہا پھر بولا۔ "تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں اب بھی اپنے مشن پر عملدرآمد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم اس جگہ سے باہر نکل سکے تو شاید مجھے اپنا مشن مکمل کر ہی لینا چاہئے۔ جس شخص کے پیچھے میں جا رہا ہوں وہ بھی اس شخص 'کریگ ٹومی' سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔"

"دینا نے کہا تھا کہ ٹومی کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔" احتشام نے کہا۔ "تمہیں اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔"

توقیر نے اثبات میں سر ہلایا۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"اچھا اب اس بات کی طرف آتے ہیں جس کے لئے میں نے تمہیں اندر بلایا تھا۔" احتشام نے کہا۔ "اگر جنکن کی بتائی ہوئی وقت کی دراڑ حقیقت میں موجود ہے تو اس وقت ہم اس جگہ کے قریب پہنچ رہے ہوں گے۔ تم اور میں اس جگہ موجود رہیں گے۔ ایک طرف تم نگاہ رکھو اور ایک طرف میں رکھتا ہوں۔ ہم میں سے جس نے بھی پہلے اس دراڑ کو دیکھ لیا وہ دوسرے کو بتا دے گا۔"

"یہ دراڑ ہو گی کیسی؟"

"میں نہیں جانتا۔" احتشام نے کہا۔ "میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ہم اسے دیکھنے میں کامیاب ہو سکیں گے بھی یا نہیں۔ اگر اس کی بلندی کم یا زیادہ ہو گئی ہے یا یہ کسی اور

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طرف کھسک گئی تو ہم بڑی مشکل میں گرفتار ہو جائیں گے۔ بھوسے کے ڈھیر میں سوئی تلاش کرنا اسے تلاش کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہو گا۔"

"ریڈار کیا کہتا ہے؟"

"ریڈار کچھ نہیں بتا رہا۔ سکرین بالکل خالی ہے۔"

"اگر عملے کے لوگ اسے دیکھ لیتے تو ہمارا طیارہ اس دراڑ میں کبھی داخل ہی نہ ہوتا۔" توقیر نے کہا۔

"ضروری نہیں۔ ممکن ہے کہ دراڑ انہیں بالکل آخری وقت میں نظر آئی ہو' ایسے میں بچنا ممکن نہیں رہتا۔ جیٹ طیارے بڑی تیز رفتار پر اڑتے ہیں اور عملے کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آسمان پر عجیب و غریب چیزیں ڈھونڈتے رہیں۔ انہیں یہ کام کرنے کی ضرورت بھی نہیں' یہ کام گراؤنڈ کنٹرول کا ہوتا ہے۔ پرواز کرنے کے تیس پینتیس منٹ کے بعد عملے کے زیادہ تر فرائض انجام پا جاتے ہیں۔ کاک پٹ کی حالت یہ بتاتی ہے کہ پائلٹ اور کوپائلٹ کافی بریک لے رہے تھے۔ ممکن ہے وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہوئے ہوں اور باتیں کر رہے ہوں۔ فلائٹ کریو مسافروں کو ڈرنکس پیش کرنے کی تیاری کر رہا تھا چنانچہ کسی کی نظر بھی آسمان کی طرف نہیں تھی۔"

"خاصا تفصیلی منظر پیش کیا ہے تم نے۔" توقیر نے کہا۔ "تم مجھے قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہو یا خود کو۔"

"اس مرحلے پر' جو بھی قائل ہو جائے غنیمت ہے۔"

توقیر مسکرایا۔ پھر اس کی نگاہ نیچے کی طرف چلی گئی اور اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس نے زیر لب کچھ کہا۔ شاید ان خبیث گیندوں پر لعنت بھیج رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "بچپن میں' میں نے اپنی ماں کے منہ سے بہت سی خوفناک کہانیاں سنی تھیں اور شاید اس وقت بہت ڈرا بھی ہوں گا لیکن یہ ایک ایسی خوفناک کہانی ہے جو میں کبھی کسی بچے کو سنانا نہیں چاہوں گا۔"

"کیا تم میرا بتایا ہوا کام سنبھال سکتے ہو؟" احتشام نے کہا۔ "اگر نہیں سنبھال سکتے تو بتا دو۔"

"کر سکتا ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں۔" توقیر نے کہا۔ "کاش مجھے علم ہوتا کہ میں کس چیز کی تلاش کر رہا ہوں۔"

"میرے خیال میں جب وہ چیز نظر آئے گی تو تمہیں خود بخود پتہ چل جائے گا۔" احتشام نے کہا۔ "اگر نظر آئی تو۔"

☆==========☆==========☆

رابرٹ جنکن اپنے ہاتھ یوں چھاتی پر باندھے بیٹھا تھا جیسے اسے ٹھنڈ لگ رہی ہو۔ اسے واقعی سردی سی محسوس ہو رہی تھی لیکن یہ سردی جسمانی نہیں تھی۔ یہ سردی اس کے ذہن کے کسی کونے میں پھیلی ہوئی تھی۔

کوئی چیز غلط تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ کون سی چیز غلط ہے' لیکن کچھ ایسا تھا ضرور۔ کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی' گم ہو گئی تھی یا بھلا دی گئی تھی۔ کوئی غلطی ہو چکی تھی یا ہونے والی تھی۔ اس کے ذہن میں رہ رہ کر یہی ایک احساس کچوکے لگا رہا تھا۔ کوئی بات اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی لیکن اس کے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔

کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی' گم ہو گئی یا بھلا دی گئی تھی۔ کوئی غلطی ہو چکی تھی یا ہونے والی تھی۔

اس سے اگلی قطار میں بیتھانی اور البرٹ بیٹھے تھے۔ ان کے سر جڑے ہوئے تھے۔ اس سے پچھلی قطار میں روڈی واروک بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ لارل دینا کے پاس بیٹھی اس کا ایک ہاتھ تھامے ہوئے آہستہ آہستہ تھپتھپا رہی تھی۔

کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی' گم ہو گئی یا بھلا دی گئی تھی۔ کوئی غلطی ہو چکی تھی یا ہونے والی تھی۔

جنکن نے شیڈ اٹھا کر باہر دیکھا اور شیڈ دوبارہ گرا دیا۔ باہر کا منظر اس کے لئے قطعی مددگار ثابت نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ تو سوچوں کو منتشر کر دیتا تھا۔ جہاں تک نگاہ جاتی تھی دیوانگی ہی دیوانگی بکھری ہوئی نظر آتی تھی۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مجھے چاہئے کہ انہیں خبردار کر دوں۔ وہ میرے مفروضات کی بنیاد پر آگے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن اگر میرے مفروضات میں کوئی غلطی ہوئی تو کیا ہوگا۔ مجھے انہیں خبردار کر دینا چاہئے۔"

لیکن کس چیز سے خبردار کیا جائے؟

ایک دم وہ چیز اس کے ذہن کے فوکس میں آئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے پہچان سکتا' غائب ہو گئی۔ تنگ آ کر اس نے سیٹ بیلٹ کھولی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ جہاز کے عقبی حصے کی طرف بڑھنے لگا۔ شاید چہل قدمی اس کے ذہن پر کوئی صحت مند اثر ڈالے۔ وہ ابھی تک اپنے ذہن میں بجنے والی اس خطرے کی گھنٹی کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

☆==========☆==========☆

احتشام نے آسمان سے نگاہیں ہٹائیں اور اپنے کنٹرولز کی طرف دیکھنے لگا۔ دن کی روشنی دوبارہ نمودار ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے چارٹ پر ایک دائرہ لگا دیا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق ان کا پہلا سفر اس دائرے کے اندر ہی محدود رہا تھا۔ اب وہ اس دائرے کے سرے پر پہنچ رہے تھے۔ اگر وقت کی دراڑ ابھی تک اپنی جگہ پر موجود ہوئی تو یہیں ہوگی۔ ممکن ہے غائب ہو گئی ہو' ممکن ہے دائیں بائیں یا اوپر نیچے سرک گئی ہو۔ ان کا ایندھن ایک مرتبہ پھر خاتمے کے قریب پہنچ رہا تھا۔ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ آسمانوں میں گھوم پھر کر دراڑ کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے۔

"احتشام!" توقیر کی آواز میں ہلکا سا ارتعاش تھا۔ "احتشام! مجھے کچھ نظر آ رہا ہے۔"

☆==========☆==========☆

جنکن طیارے کے آخری سرے تک پہنچ چکا تھا۔ وہ خیال جو رہ رہ کر اسے کچوکے لگاتا تھا اور اس کی گرفت میں آنے سے پہلے بھاگ جاتا تھا' ابھی تک واضح نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے آس پاس کی خالی سیٹوں پر دیکھا۔ چشمے' پرس' بٹوے' گھڑیاں' دانتوں کی فلنگ' انگوٹھیاں..... نہ جانے کیا کیا کچھ بکھرا ہوا تھا۔

کوئی چیز غلط تھی' بہت غلط!

لیکن وہ کون سی چیز تھی۔ سیٹوں پر بکھری ہوئی چیزیں دیکھ کر یہ احساس اور زیادہ طاقتور ہو گیا تھا۔ "چھوڑ دو اس کا پیچھا؟" اس نے خود کو مشورہ دیا۔ "اس وقت تمہارا ذہن کام کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ خود کو حالات کے دھارے کے حوالے کر دو۔"

پھر اس کی نگاہ سیٹ پر سوتے ہوئے باریش ہپی نوجوان پر پڑی اور اس کے قدم جہاں کے تہاں رک گئے۔ اس کا پورا بدن ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے میں نہا گیا تھا۔ اس کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل گئی تھیں۔ اس کا خیال اس کی گرفت میں آ گیا تھا۔ سیٹوں پر بکھری ہوئی چیزوں کو دیکھ کر اور اس سوتے ہوئے نوجوان کو دیکھ کر اس کا خیال نمایاں ہو گیا تھا۔

اس نے منہ کھولا اور چیخنے کی کوشش کی لیکن وحشت کا حملہ اتنا شدید تھا کہ اس کا حلق جیسے بند ہو گیا تھا۔ کوئی آواز باہر نہ نکلی۔

سوتا ہوا نوجوان' سیٹوں پر بکھری اشیاء جو کبھی اس طیارے کے مسافروں کی ملکیت تھیں۔ وہ مسافر جو جاگ رہے تھے' اور بچنے والے مسافر' اس کے اپنے جیسے لوگ سو رہے تھے۔ جتنے لوگ بچنے میں کامیاب ہوئے تھے سب سو رہے تھے۔

اس نے ایک دفعہ پھر چیخنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز ایک دفعہ پھر جواب دے گئی۔

☆==========☆==========☆

"خدایا تیری قدرت!" احتشام نے سرگوشی کی۔

ان کے سامنے تقریباً نوے میل کے فاصلے پر وقت کی دراڑ نظر آ رہی تھی۔ جہاز کے دائیں طرف۔ یہ اپنی جگہ سے کسی حد تک سرک گئی تھی لیکن بہت زیادہ نہیں سرکی تھی۔ تھوڑا بہت فرق پڑا تھا۔

یہ دراڑ ایک بہت بڑے دائرے کی شکل میں تھی یا شاید اسے گڑھا کہنا زیادہ بہتر

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو گا' لیکن یہ گڑھا سیاہ نہیں تھا۔ اس کے کناروں پر ہلکی گلابی روشنی کی گوٹ لگی ہوئی تھی' اوردا بوریالس کی طرح۔ اس سے پرے ستارے چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور روشنی کی ایک پٹی سی اس کے اندر داخل ہو رہی تھی یا شاید باہر نکل رہی تھی۔ اس میں چمکیلے بخارات پھیلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ آسمان کے بیچوں بیچ یہ شگاف کسی عجیب سی شاہراہ کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔

"وہ مارا!" احتشام نے کہا اور ایک قہقہہ لگاتے ہوئے ہاتھ بلند کر دیئے۔

"یہ کم از کم دو میل چوڑی ہو گی۔" توقیر نے سرگوشی کی۔ "تمہارے خیال میں اور کتنے جہاز اس میں سے گزرے ہوں گے' احتشام؟"

"میں نہیں جانتا۔" احتشام نے کہا۔ "لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ ہم اس میں سے واپس جانے والے پہلے افراد ہوں گے۔" اس نے انٹرکام کھول دیا۔ "خواتین و حضرات! ہمیں جس کی تلاش تھی وہ مل گیا ہے۔ میں ٹھیک طور سے نہیں کہہ سکتا کہ آگے چل کر کیا ہو گا لیکن ہمیں آسمان میں ایک بہت بڑا چوردروازہ نظر آ گیا ہے۔ اس کے دوسری طرف کیا ہے' یہ جاننے میں ہم سب برابر کے شریک ہوں گے۔ اس وقت میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اپنی سیٹ....."

عین اسی وقت رابرٹ جنکن کے پاگلوں کی طرح چیخنے کی آواز سنائی دی۔ "نہیں نہیں نہیں! رک جاؤ۔ تمہیں رکنا ہو گا۔ اگر ہم اس میں گئے تو سب مارے جائیں گے۔ واپس چلو' میں کہتا ہوں واپس چلو۔" اس کی آواز سے لگتا تھا کہ وہ اسی طرف آ رہا ہے۔

احتشام اور توقیر نے آپس میں الجھی ہوئی نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ پھر توقیر اٹھ کھڑا ہوا۔ "یہ رابرٹ جنکن ہے۔ لگتا ہے صورتِ حال اس کے اعصاب پر اثرانداز ہو گئی ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں۔ تم پیش قدمی جاری رکھو۔"

باہر نکلتے ہی اس کی ٹکر سیدھی رابرٹ جنکن سے ہوئی جو اسی طرف آ رہا تھا۔ توقیر نے وہیں اسے تھام لیا۔ "ایزی' دوست' ایزی!" وہ اسے پچکارنے لگا۔ "بے فکر رہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"نہیں۔" رابرٹ نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن توقیر کی گرفت مضبوط

تھی۔ "نہیں' تم سمجھ نہیں رہے۔ اسے واپس مڑنا ہو گا۔ ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟" توقیر نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا لیکن رابرٹ نے جواب دینے کے بجائے زیادہ زور شور سے خود کو چھڑانے کی کوشش شروع کر دی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا دوست۔" توقیر نے ایک دفعہ پھر کہا۔ "تم پریشان کیوں ہو رہے ہو؟"

"جب ہم اس سے پہلے گزرے تھے تو ہم سب سو رہے تھے' احمق گدھے!" رابرٹ چلایا۔ "اب ہم سب جاگ رہے ہیں۔ جو بھی پہلے جاگ رہا تھا' وہ تحلیل ہو گیا۔ ہم سب بھی تحلیل ہو جائیں گے۔ تمہیں روکنا ہو گا احتشام کو۔"

توقیر منجمد ہو کر رہ گیا۔ رابرٹ کی بات وزنی پتھر کی طرح اس کے ذہن پر آ کر پڑی تھی۔ "اوہ خدا! اوہ میرے خدا!" وہ بڑبڑایا۔ "یہ بات کسی کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔"

اس نے رابرٹ کو چھوڑا اور ہوا کی تیزی سے کاک پٹ کی طرف بھاگا۔ "احتشام' جہاز واپس لو۔ جہاز واپس لو' احتشام۔"

☆=========☆=========☆

احتشام دراڑ کو گھور رہا تھا۔ اس گڑھے کی خوبصورتی نے اسے جیسے ہپناٹائز کر لیا تھا۔ جہاز کی پرواز بالکل ہموار تھی' کسی قسم کی گڑبڑاہٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی' لیکن اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی عظیم الشان طاقت اسے گڑھے کی طرف کھینچ رہی ہے۔ جیسے گڑھے میں دھارے کی طرح گرتی ہوا کی طرح وہ بھی بے اختیار اس میں داخل ہو جائے گا۔

اسی وقت توقیر کے چیخنے کی آواز اس کے کان میں پڑی۔ دوسرے لمحے وہ اس کے سر پر تھا۔ اس نے تکلیف دہ سختی سے احتشام کا کندھا تھام لیا اور دھاڑا۔ "احتشام' جہاز واپس لو۔ جلدی کرو ورنہ ہم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

احتشام نے الجھے ہوئے انداز میں اس کی شکل دیکھی۔ جہاز دراڑ کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ ایک لمحے کو اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ توقیر کو کیا ہو گیا ہے پھر اسے احساس ہوا کہ توقیر کا اضطراب بلاوجہ نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے کسی معقول وجہ کی بنیاد پر کہہ رہا ہے۔ اس نے سٹیئرنگ سٹک پکڑی اور پوری قوت سے موڑ دی۔

جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور توقیر اچھل کر ایک طرف ابھرے نیوی گیشن کاؤنٹر سے ٹکرایا۔ ایک کڑاکے کے ساتھ اس کا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ جہاز گھوم رہا تھا۔ چکر کاٹ رہا تھا۔ مسافروں کے چیخنے کی آواز سنائی دیں۔ جنکن کے علاوہ باقی سب بے خبر تھے کہ جہاز مڑ کیوں رہا ہے۔ ان میں ہراس پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔

اب جہاز کو جھٹکے لگنے لگ گئے تھے۔ جہاز اس وقت دراڑ کے سامنے سے گزر رہا تھا اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ جھٹکوں کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخرکار دراڑ گزر گئی اور ایک آخری جھٹکے کے ساتھ جہاز کی تھرتھراہٹ تھم گئی۔ بال برابر فرق سے وہ دراڑ کو مس کر گئے تھے۔

"توقیر۔" احتشام چیخا۔ "تم ٹھیک تو ہو نا؟"

توقیر آہستہ آہستہ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا اور اس نے بائیں ہاتھ کی مدد سے اپنا دایاں بازو پیٹ کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ "میں ٹھیک ہوں بس میرا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ ہم دراڑ سے بچ نکلے ہیں نا؟"

"ہاں!" احتشام نے کہا۔ "اور اب تم مجھے پاگل پن کی وجہ بتاؤ گے۔ یہ وجہ معقول ہونی چاہئے۔"

اسی وقت رابرٹ جنکن اندر آ گیا۔ وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔ توقیر تھکے تھکے انداز میں کوپائلٹ کی کرسی پر گر پڑا۔ اس کا بازو سوجنا شروع ہو گیا تھا۔

"آخر اس کا مطلب کیا ہے؟" احتشام نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کا رخ جنکن کی طرف تھا۔ "جھٹکوں میں تھوڑی سی مزید شدت پیدا ہوتی تو ہمارا جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔"

"کیا میں انٹرکام استعمال کر سکتا ہوں؟" جنکن نے کہا۔

"ہاں لیکن....."

جنکن نے اس کی بات سنے بغیر انٹرکام اٹھا لیا۔ احتشام نے بے بسی کے عالم میں کندھے جھٹکے اور بٹن آن کر دیا۔

"سب لوگ غور سے میری بات سنیں۔" جنکن دھاڑا۔

کاک پٹ کے دروازے کے عقب سے ایک احتجاجی چیخ سنائی دی۔

"اپنی نارمل آواز میں بات کرو۔" احتشام نے کہا۔ "ورنہ تم ان کانوں کے پردے پھاڑ دو گے۔"

جنکن نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کیا اور نارمل آواز میں بولا۔ "ہمیں واپس مڑنا پڑا کیونکہ ایک ناگہانی رکاوٹ سامنے آ گئی تھی۔ ہم سب بہت خوش قسمت ثابت ہوئے ہیں اور بہت بے وقوف بھی۔ ہم سب سے بنیادی چیز بھول گئے تھے۔ ہم یہ بھول گئے تھے کہ ہم سے پہلے بھی اس دراڑ سے کچھ لوگ گزرے تھے لیکن صرف ہم بچے۔ کیونکہ وہ سب لوگ جاگ رہے تھے اور ہم سو رہے تھے۔ اس وقت ہم سب جاگ رہے ہیں' اور جو کوئی بھی جاگتی حالت میں اس دراڑ سے گزرے گا' ختم ہو جائے گا' تحلیل ہو جائے گا' بخارات میں تبدیل ہو جائے گا۔"

احتشام یوں چونک کر سیدھا ہوا جیسے اس کی پشت پر کسی نے کوڑا دے مارا ہو۔ جنکن کی بات جاری تھی۔ "منطق کا کہنا یہ ہے کہ اگر ہم بیدار حالت میں اس دراڑ سے گزرے تو پھر ہماری جدوجہد رائیگاں جائے گی۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ اور نہیں کہنا۔" اس نے انٹرکام بند کر دیا۔

"اور کچھ نہیں کہنا!" توقیر نے ہذیانی انداز میں کہا۔ "اب ہم کریں گے کیا؟"

ان میں سے کسی کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا۔

☆==========☆==========☆

بیتھانی نے البرٹ کی طرف دیکھا' اس کے چہرے پر وحشت نظر آ رہی تھی۔ "ہم سب کو سونا ہو گا' لیکن ہم کیسے سو سکتے ہیں؟ میں نے اپنی پوری زندگی میں خود کو نیند سے اتنا دور محسوس نہیں کیا' ہم کیسے سوئیں گے؟"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں نہیں جانتا۔" البرٹ نے کہا اور لارل کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر بھی جلی حروف میں یہی جواب لکھا ہوا تھا۔

☆==========☆==========☆

"میں نہیں جانتا کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔" احتشام نے کہا۔ "لیکن جو کچھ بھی کرنا ہے' جلدی کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس ایک گھنٹے سے زیادہ کا فیول باقی نہیں۔ کسی کے پاس کوئی تجویز ہے؟"

توقیر نے سر اٹھایا۔ "ایک صورت ہو سکتی ہے۔ سفر کرنے والے لوگ اپنی ادویات سامان میں نہیں رکھتے۔ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اگر مسافروں کے سامان کی تلاشی لی جائے تو ممکن ہے کسی کے پاس سے نیند کی گولیاں برآمد ہو جائیں۔"

"کوئی فائدہ نہیں ہوگا ان کا۔" جنکن نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "لگتا ہے تم نیند کی گولیوں کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے۔"

"ہاں' کچھ ایسی ہی بات ہے۔"

"میں بہت کچھ جانتا ہوں۔" جنکن نے کہا۔ "میں نے اپنے ناولوں کے لئے ان پر طویل ریسرچ کی ہے۔ اگر ہمیں نیند کی گولیاں مل بھی گئیں' تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

"کیوں نہیں ہوگا؟"

"سب سے پہلی بات تو یہ کہ ہمیں سب بیگ کھنگالنے پڑیں گے۔ فرض کیا پہلے بیگ میں سے ہی دوائی مل بھی جاتی ہے تو بھی طاقتور سے طاقتور گولی کو بھی اثر کرنے کے لئے کم از کم چالیس منٹ چاہئیں اور اس وقت سب کے اعصاب جیسی کشیدہ حالت میں ہیں' مجھے نہیں لگتا کہ کسی پر بھی وہ گولی اثر کرے گی۔ اس رد عمل کو روکنے کا کوئی راستہ نہیں ہے' توقیر' کوئی راستہ نہیں۔ اگر زیادہ بڑی خوراک دی گئی تو ہم سب سوئیں گے نہیں' بلکہ مر جائیں گے۔ ہم اس دراڑ میں سے گزر تو جائیں گے لیکن زندہ نہیں ہوں گے۔"

"چالیس منٹ؟" توقیر نے کہا۔ "کیا تمہیں پورا یقین ہے؟"

"ہاں۔" جنکن نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"دل نہیں مانتا۔" توقیر نے کہا۔ "اتنی مشکلات سے گزرنے کے باوجود' اتنی آزمائشوں میں کامیاب ہونے کے بعد' جب منزل کی طرف جانے والے راستہ ہمارے سامنے ہے تو ہم اس پر قدم نہیں رکھ سکتے۔"

"ہمارے پاس چالیس منٹ انتظار کرنے کی مہلت ہے بھی نہیں۔" احتشام نے ہولے سے کہا۔ "اگر اتنی دیر انتظار کیا گیا تو طیارہ ائرپورٹ سے ساٹھ میل دور کریش ہو جائے گا۔"

"دوسرے ائرفیلڈ بھی تو ہوں گے۔"

"ہیں' لیکن ان میں سے کوئی بھی اس سائز کے طیارے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

توقیر نے ہارے ہوئے انسان کی طرف سر جھکا لیا۔ جنکن پُرخیال انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "تم اپنے بارے میں کیا کہتے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"میں!" اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ "میں کیا کہوں گا؟"

"تم نے بتایا تھا کہ تم جنگجو ہو۔ میرے خیال میں تم ایک کمانڈو ہو۔"

"اگر یہی سچ ہو تو پھر؟"

"تو پھر تم ہم سب کو سلا سکتے ہو۔" جنکن نے کہا۔ "کمانڈوز کو ایسی چیزیں سکھائی جاتی ہیں۔"

"کیا کہتے ہو توقیر؟" احتشام نے کہا۔ اس کا ذہن اس وقت کی طرف چلا گیا تھا جب توقیر نے کریگ ٹونی سے کہا تھا۔ "اگر تم نے اپنا منہ بند نہ کیا تو میں تمہیں مسٹر سپاک کے اس مشہور داؤ کی عملی مشق کر کے دکھاؤں گا جس کی پکڑ میں آنے والا تھوڑی دیر میں گہری نیند سو جاتا ہے۔"

توقیر نے بے یقینی کے عالم میں ان دونوں کی طرف دیکھا۔ "تم لوگ شاید مجھے ہنسانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"تم شاید میرے متعلق کچھ غلط اندازے لگا بیٹھے ہو۔" توقیر نے کہا۔ "میں جیمز بانڈ نہیں ہوں۔ ممکن ہے' میں تمہاری گردن پر کراٹے چاپ کا ایک وار کر کے تمہیں

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

موت کی نیند سلا سکوں لیکن زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ تمہاری گردن نہیں ٹوٹے گی لیکن تم عمر بھر کے لئے مفلوج ہو جاؤ گے۔ ممکن ہے کہ تم پر کوئی اثر ہی نہ ہو سوائے وقتی تکلیف کے۔ اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔" اس نے اپنا ٹوٹا ہوا بازو تھپتھپایا۔ "میرا مضبوط ہاتھ اس وقت کام کے قابل نہیں ہے۔ کسی ناتجربہ کار حریف کے سامنے میں اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا دفاع تو کر سکتا ہوں لیکن جس چیز کی تم بات کر رہے ہو وہ ممکن نہیں ہے۔"

"تم سب لوگ ایک اہم ترین حقیقت کو نظرانداز کر رہے ہو۔" ایک نئی آواز نے کہا۔

انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ لارل کاک پٹ کے دروازے میں کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ کشیدگی کا آئینہ دار تھا۔ اس نے کہا۔ "اگر ہم سب سو گئے یا بے ہوش ہو گئے تو جہاز کون اڑائے گا؟ جہاز کو ائرپورٹ تک کون لے جائے گا؟"

باقی تینوں افراد کے چہروں پر مردنی چھا گئی۔

"ہم ختم ہو چکے ہیں۔" توقیر نے مایوسی کے عالم میں کہا۔

"شاید ایسا نہ ہو۔" البرٹ کی آواز گونجی۔ وہ بیتھانی کے ساتھ اندر آ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی نظر آ رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں ذہانت کی وہی پرانی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی نگاہ احتشام پر جمی ہوئی تھی۔ "میرے خیال میں تم ہم سب کو سلا سکتے ہو کیپٹن۔" اس نے کہا۔ "اور میرے خیال میں تم ہم سب کو ائرپورٹ تک بھی پہنچا سکتے ہو۔"

"کیا بات کر رہے ہو؟" احتشام نے کہا۔

"پریشر!" البرٹ نے کہا۔ "میں پریشر کی بات کر رہا ہوں۔"

"کیا کہہ رہا ہے یہ؟" توقیر نے احتشام سے پوچھا۔ "تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ کوئی معقول بات کہہ رہا ہے۔"

احتشام نے اسے نظرانداز کر دیا۔ اس کی نظر اس سترہ سالہ لڑکے پر جمی ہوئی تھی جس کی ذہانت نے شاید ایک دفعہ پھر انہیں بچانے کا کوئی راستہ ڈھونڈ لیا تھا۔

"اس کے بعد کیا ہو گا؟" اس نے پوچھا۔ "دراڑ سے گزرنے کے بعد کیا ہو گا؟ طیارے کو دوبارہ اڑانے کے لئے میری آنکھ کیسے کھلے گی؟"

"آپ لوگ اپنی باتوں کی وضاحت کریں گے؟" لارل نے اضطراب کے عالم میں کہا۔

"البرٹ کا کہنا ہے کہ میں سب کو سلانے کے لئے اسے استعمال کروں۔" احتشام نے بورڈ پر نظر آنے والی ایک ناب کو تھپ تھپایا۔ اس ناب کے نیچے لکھا تھا: "کیبن پریشر!"

"کیا ایسا ہو سکتا ہے' دوست؟ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

"ہاں۔" احتشام نے کہا۔ "جب چارٹر طیاروں کے مسافر پائلٹ کو تنگ کرنے کی کوشش کریں تو وہ بعض اوقات اسے استعمال کر کے انہیں سلا دیتے ہیں۔ اگر پریشر کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے تو ہم سب سو جائیں گے۔"

"اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو پھر یہ دہشت گردوں پر استعمال کیوں نہیں کیا جاتا؟" جنکن نے پوچھا۔

"کیونکہ جہاز میں آکسیجن ماسک بھی ہوتے ہیں۔" البرٹ نے کہا۔

"ہاں' تم نے ٹھیک کہا۔" احتشام نے کہا۔ "جہاز کا پریشر ایک مخصوص حد سے نیچے گر جائے تو یہ آکسیجن ماسک خودبخود نیچے لٹک آتے ہیں تاکہ مسافر انہیں استعمال کر سکیں۔ اگر کوئی یرغمالی پائلٹ کسی دہشت گرد کو بے ہوش کرنے کے لئے پریشر کم کرنے کی کوشش کرے گا تو آکسیجن ماسک نیچے گرے گا اور دہشت گرد کو صرف اتنا کرنا ہو گا کہ ماسک اپنے منہ پر رکھے اور گولیاں چلانا شروع کر دے۔ اس لئے ایسے حالات میں یہ طریقہ کار استعمال نہیں کیا جاتا۔ چھوٹے طیاروں میں یہ چیز نہیں ہوتی کیونکہ ان میں ماسک خودکار طریقے سے نیچے نہیں آتا۔"

"بہتر ہو گا کہ ہم باتیں چھوڑیں اور کام کرنا شروع کریں۔" توقیر نے کہا۔ "ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"فی الحال ایسا نہیں کیا جا سکتا۔" احتشام نے کہا اور دوبارہ البرٹ کی طرف متوجہ

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوا۔ "میں اتنا کر سکتا ہوں کہ جہاز کا رخ دراڑ کی طرف سیٹ کر دوں' البرٹ' اس کے بعد پریشر کم کر کے سب کو سلا دوں' لیکن ایسی صورت میں مجھے بھی سونا پڑے گا۔ اگر میں جاگتا رہوں گا تو غائب ہو جاؤں گا' اور اگر میں سویا رہا تو دراڑ سے گزرنے کے بعد جہاز کو کنٹرول کون کرے گا۔"

البرٹ نے کہنے کے لئے منہ کھولا پھر خاموش ہو کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

جنکن نے کہا۔ "میرے خیال میں تم ہمیں ائرپورٹ تک لے جا سکتے ہو' احتشام لیکن تمہاری جگہ کسی اور کو مرنا پڑے گا۔"

"وضاحت کرو۔" توقیر نے کہا۔

جنکن نے وضاحت کرنا شروع کر دی۔ اسے زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔ اس دوران روڈی واروک بھی اندر آ گیا تھا۔

"کیا یہ تجویز قابل عمل ہے' احتشام؟" توقیر نے رابرٹ کی بات سن کر احتشام سے پوچھا۔

"ہاں۔" احتشام نے غائب دماغی کے عالم میں کہا۔ "ناقابل عمل ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن کون کرے گا ایسا؟ کون اپنی جان کی قربانی دے گا؟ کیا ہم سب قرعہ اندازی کریں؟"

"قرعہ اندازی کرنے کی ضرورت نہیں۔" توقیر نے کہا۔ اس کی آواز نرم تھی۔ "میں تمہاری جگہ لوں گا۔"

"تم آخر ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو؟" احتشام نے کہا۔ "کیا تمہارے پاس اس کی کوئی ٹھوس بنیاد ہے؟ میں نہیں چاہتا کہ یہاں سے نکلنے کے بعد ہم سب کو یہ احساس ستاتا رہے کہ اپنی جان بچانے کے لئے ہم نے تمہیں داؤ پر لگا دیا۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" توقیر نے کہا۔ "میں تمہیں بتاتا ہوں۔"

وہ اسے لے کر کاک پٹ سے باہر نکل گیا۔

☆==========☆==========☆

"میں نے اپنی زندگی ایک مجاہد کے طور پر گزاری ہے۔" توقیر نے باہر نکل کر کہا۔

"میں نے اپنے محاذ کے لئے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ایک طرح سے میرا دامن بالکل صاف ہے لیکن مجھ پر زندگی کے کچھ قرض ہیں۔ میں وہ قرض اتارنا چاہتا ہوں۔"

"کھل کر بات کرو۔"

"میں اسی طرف آ رہا ہوں۔" توقیر نے کہا۔ "تم پاکستان واپس جانا چاہو گے؟"

"ہاں' شاید۔ کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی۔"

"میرے لئے تم ایک دفعہ' امریکی شہری کی حیثیت سے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹو۔" توقیر نے کہا۔ "پاکستان چاہے نہ جاؤ لیکن مقبوضہ کشمیر جاؤ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کشمیری اور انڈین آپس میں لڑ ضرور رہے ہیں لیکن سیاحوں کو خصوصاً مسلمان سیاحوں کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ امریکی شہری ہونے کے ناطے بھارتی بھی تمہیں ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ وہاں جاؤ گے تو پہلگام جانا۔ پہلگام کے نزدیک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے سید پور۔ وہاں میرے باپ کی پرچون کی دکان ہے۔ اس کا نام عبدالحفیظ ڈار ہے۔ وہ میرا نام سننا بھی پسند نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ اس کا توقیر ڈار نامی کوئی بیٹا نہیں ہے۔ اس کے پاس جانا اور اسے میرا آخری پیغام دینا۔ اسے بتانا کہ میں نے اپنا قرض ادا کر دیا ہے۔"

"کیسا قرض؟" احتشام نے جھنجلا کر کہا۔

"سوپور میں ایک دفعہ ایک مشن کے دوران میری غلطی سے تین مجاہد شہید ہو گئے تھے۔" توقیر نے کہا۔ "بات یہیں تک محدود رہتی تو خیر تھی لیکن ان تین مجاہدوں میں سے ایک میرا بھائی تھا۔ میرا باپ اس پر بھی مجھے معاف کر دیتا لیکن میں مشن بھی مکمل نہ کر سکا۔ اس کے بعد سے میرے باپ نے مجھے آج تک معاف نہیں کیا۔ اگر تم اس کے پاس جا کر اسے میری..... قربانی کے متعلق بتاؤ گے تو شاید وہ مجھے معاف کر دے۔"

احتشام یک ٹک اس کی شکل دیکھتا رہا۔ توقیر نے بڑی مضبوط دلیل پیش کی تھی۔ اب وہ اسے روک نہیں سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے خود پر قابو پا کر کہا۔ "میں ضرور جاؤں گا' توقیر' اطمینان رکھو۔ میں وہاں ضرور جاؤں گا اور نہ صرف تمہارا پیغام دوں گا بلکہ انہیں یہ بھی بتاؤں گا کہ بیٹے کو کھو کر وہ غمزدہ نہ ہوں۔ میں ان کا بیٹا بن کر رہوں گا۔"

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"شکریہ' میرے دوست!" توقیر نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔ اس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔ "بہت بہت شکریہ! اب مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

☆==========☆==========☆

سب تیاریاں صرف چند منٹ میں مکمل ہو گئیں۔ توقیر' کو پائلٹ کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے منہ پر آکسیجن ماسک چڑھا رکھا تھا۔ احتشام نے انٹرکام اٹھا کر کہا۔ "میں کیبن پریشر کم کرنے والا ہوں' سب لوگ تیار ہو جائیں۔ پریشان مت ہوں' سر کے ہلکے پن کے علاوہ کسی کو کچھ محسوس نہیں ہوگا اور سب نیند کی آغوش میں اتر جائیں گے۔"

اس نے توقیر کی طرف دیکھا اور خواب کے سے عالم میں کہا۔ "تمہیں یاد ہے کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

"سب یاد ہے۔" توقیر نے کہا۔ اس کی آواز شاید آکسیجن ماسک کی وجہ سے گھٹی گھٹی محسوس ہو رہی تھی یا شاید..... "اب سو جاؤ' احتشام۔ فکر مت کرنا۔ مجھ پر بھروسہ رکھو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ہاں۔" کیبن پریشر کم ہوتا جا رہا تھا۔ اب احتشام کا سر ڈولنے لگا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے کہا۔ "توقیر!"

"ہاں۔"

"تم جہاں کہیں بھی جاؤ' میری دعا ہے کہ خدا تمہیں خوش رکھے۔"

"شکریہ!" توقیر مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر میں سب لوگ سو چکے تھے۔

توقیر اب اکیلا تھا۔ اس کی نگاہ دراڑ پر جمی ہوئی تھی جو تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ اس کے بجائے ایک عجیب سا سکون اس کے دل و دماغ پر گہرے غبار کی طرح چھا رہا تھا۔ ضمیر کی وہ چبھن جو ہمیشہ اسے بے چین رکھا کرتی تھی' اب معدوم ہو چکی تھی۔

توقیر کو یقین تھا کہ اس نے بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے۔ شاید کچھ لوگ اسے خودکشی قرار دیں' لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ خودکشی نہیں ہے۔ ساتھیوں کے لئے قربانی دینے کو

خودکشی نہیں کہا جاتا۔ اسے کسی صلے کی تمنا بھی نہیں تھی۔ اسے صلہ مل چکا تھا۔ احتشام کے الفاظ نے اسے وہ سب کچھ دے دیا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔

دراڑ قریب آتی جا رہی تھی۔ اس میں سے پھوٹنے والی روشنی اب توقیر کے چہرے پر پڑنے لگی تھی۔ وہ اس روشنی میں نہاتا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا جسم شفاف مٹی کا بنا ہوا ہو۔ اس کا پورا جسم آئینے کی طرف شفاف ہو گیا تھا۔

جہاز کے انجنوں کی آواز گم ہو چکی تھی۔ جہاز اس تیزی سے دراڑ کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے ندیدا بچہ مٹھائی کی طرف بڑھتا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جناتی ہاتھ اسے پکڑ کر آگے دھکیل رہا ہے۔ جہاز کی نوک کے عین سامنے روشنی کا مرغولہ پھوٹا اور جھماکوں کے ساتھ رنگ چھوٹنے لگے۔ یہ روشنی توقیر کی آنکھوں میں چبھ نہیں رہی تھی بلکہ اسے ٹھنڈک پہنچا رہی تھی۔ اس کے جسم میں اترتی جا رہی تھی۔ اس کا ہر عضو راحت پا رہا تھا۔

توقیر نے کیبن پریشر کی ناب دوبارہ انتہائی حد تک اوپر کر دی۔ تھوڑی دیر بعد سب ہوش میں آ جائیں گے لیکن اتنی دیر میں وہ دراڑ میں سے گزر چکے ہوں گے۔ اس نے پھر دراڑ کی طرف دیکھا۔ رنگوں کے جھماکے تیز تر ہو گئے تھے۔ یہ جھماکے اسے اپنی طرف بلا رہے تھے' کھینچ رہے تھے۔ "کیا حسین منظر ہے!" اس کے منہ سے نکلا اور پھر روشنی نے ماں کی طرح اسے آغوش میں لے لیا۔

ایک لمحے بعد روشنی غائب ہو گئی۔ فرش پر توقیر کے گھٹنے سے نکلی ہوئی سٹیل پلیٹ کھڑکھڑا رہی تھی۔ ایک طرف اس کی گھڑی پڑی نظر آ رہی تھی اور ایک طرف چند چابیاں۔ اس کے علاوہ توقیر کا کوئی نشان نہیں تھا۔

توقیر ڈار' وجود سے عدم کا حصہ بن گیا تھا۔

☆==========☆==========☆

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہانی ختم ہو گئی' کم از کم فلائٹ نمبر29 کی کہانی ختم ہو گئی۔ احتشام ٹھیک وقت پر ہوش میں آ گیا اور اس نے جہاز کو کامیابی سے ائرپورٹ پر اتار لیا۔ حالانکہ اس کی غیر متوقع آمد نے گراؤنڈ کنٹرول کو خاصے مخمصے میں ڈال دیا تھا۔ سب سے پہلے تو وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ فلائٹ نمبر29 کہاں غائب ہو گئی تھی اور پھر وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ جہاز کا عملہ اور سو سے زائد مسافر کہاں غائب ہو گئے۔ پھر انہوں نے کئی فلائٹس کے روٹ ہنگامی طور پر تبدیل کر کے انہیں ائرپورٹ پر اترنے کی جگہ اور راستہ فراہم کیا۔

ان لوگوں کو بہت سی وضاحتیں پیش کرنا پڑیں۔ اس سفر سے بچنے والے مسافروں کی کہانی نے پوری دنیا کو اوپر سے نیچے تک ہلا کر رکھ دیا۔ تحقیق کے نہ جانے کتنے نئے در کھل گئے اور نہ جانے کتنے پرانے تصورات داستانِ پارینہ بن گئے۔

بچنے والے تمام مسافر اپنی مختلف منزلوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

جنکن' نے اس اجلاس میں شرکت کی جس کے لئے وہ بوسٹن کی طرف روانہ ہوا تھا۔ اجلاس کچھ دن تاخیر سے ہوا تھا اور جنکن کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے بلایا گیا تھا۔

البرٹ اپنے میوزک سکول چلا گیا اور بیتھانی اپنی آنٹی کے گھر۔ بیتھانی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کلینک میں داخل ہو کر اپنا پورا علاج کرائے گی اور البرٹ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر مرحلے پر اس کے ساتھ رہے گا۔ ان دونوں کی زندگی کی راہیں ہمیشہ کے لئے ایک ہو گئی تھیں۔

روڈی داروک نے زمین پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ اپنے بینک اکاؤنٹ کی آدھی رقم فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دی تھی۔ وہ موت کا چہرہ دیکھ کر آیا تھا اور زندگی کی قدر سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔

سارے قصّے میں سب سے زیادہ مخمصے اور الجھن کا شکار اس ہپی نوجوان کو ہونا پڑا جو سارے سفر کے دوران سویا رہا تھا۔ اخبار والوں نے اس کی ناک میں دم کر دیا تھا۔ کوئی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ ایسے سنسنی خیز حالات میں کوئی سویا بھی رہ سکتا ہے۔ آخر کار تنگ آ کر ایک روز وہ کھٹمنڈو کی طرف نکل گیا جو اس جیسے نوجوانوں کی جنت کہلاتا ہے۔ اس مرتبہ سفر کے لئے اس نے بحری جہاز کا انتخاب کیا تھا۔

لارل نے امریکہ ٹھہرنے کے بجائے احتشام کے ساتھ کشمیر آنے کو ترجیح دی تھی۔ احتشام نے اسے توقیر کی کہانی سنا دی تھی اور لارل نے امریکہ میں رہنے کے بجائے اس کے ساتھ کشمیر آنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ وہ دونوں مل کر اس مشن کو آگے بڑھا سکیں جو توقیر نے ان کے حوالے کیا تھا۔ اس نے بھلے زبان سے ایسی بات نہیں کی تھی لیکن ہر بات کا زبان سے کہنا ضروری نہیں ہوتا۔

وقت کی دراڑ کو دوبارہ تلاش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ یہ تلاش آج بھی بڑے شدومد سے جاری ہے اور سائنس دانوں کو یقین ہے کہ ایک نہ ایک روز وہ اسے ڈھونڈ لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دینا کا کردار ہمیشہ پُراسراریت کے دھندلکوں میں لپٹا رہا اور آہستہ آہستہ وہ ایک اسطور کی حیثیت حاصل کر گئی۔ اس کی قبر پر ہر سال ایک بہت بڑا میلہ منعقد ہوتا ہے۔

Kutab Khano Whatsapp Library - Admin: Ameer Adnan 00923337576944

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالص پاکستانی طرز کا میلہ۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس میں شرکت کرنے والے سادہ لوح دیہاتی نہیں بلکہ تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔

وقت کی دراڑ آج بھی موجود ہوگی' رنگ بکھیر رہی ہوگی' جگمگا رہی ہوگی' اپنی طرف آنے والے اگلے طیارے یا بحری جہاز کا انتظار کر رہی ہوگی' لیکن کوئی نہیں جانتا کہ اس مرتبہ وہ کہاں نمودار ہوگی' کب نمودار ہوگی!

تمت بالخیر

Kutab Khano Whatsapp Library